BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222763

UNIVERSAL
LIBRARY

۸۹۱۵۴۳۱۰۲۱
۱۷۵۴۱
ب - ف
برجیس - ولایت حسین خان
نغمانِ برجیس ۱۳۴۲ھ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۱۰۲ / Accession No. ۱۷۵۴۱

Author برجیس - ولایت حسین خاں

Title سنہ ۱۳۴۴ھ نفاں برجیس

This book should be returned on or before the date last marked below.

الحمد ولمن قال

فما بكت عليهم السماء والارض وما كانوا منظرين

که

مجموعه مراثی موسوم به

Checked 1978

فغانِ برجیس

از تصنیف شاعر شیرین زبان و ناظم فصیح البیان ذاکر و مداح آل سول الثقلین ابا عبد الله الحسین

جناب ولایت حسین خانصاحب برجیس لکهنوی

تلمیذ رشید جناب میر خورشید علی صاحب نفیس مغفور

در مطبع سیدی واقع چهته بازار بلده حیدرآباد فرخنده بنیاد

در سنه ۱۳۴۴ هجری طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

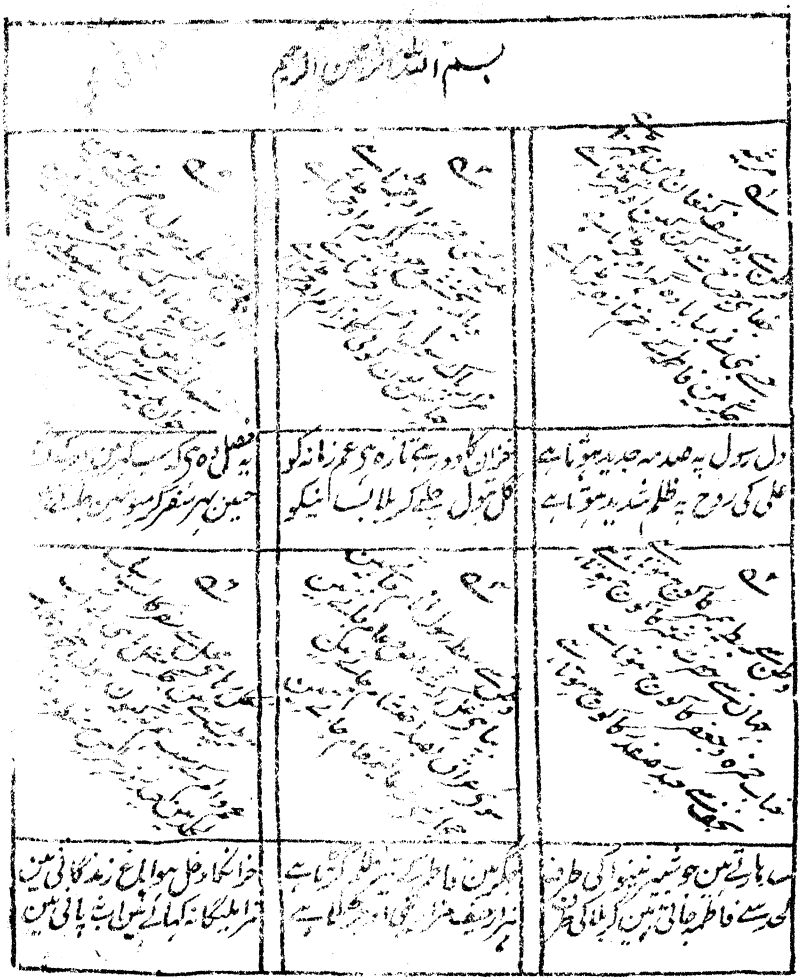

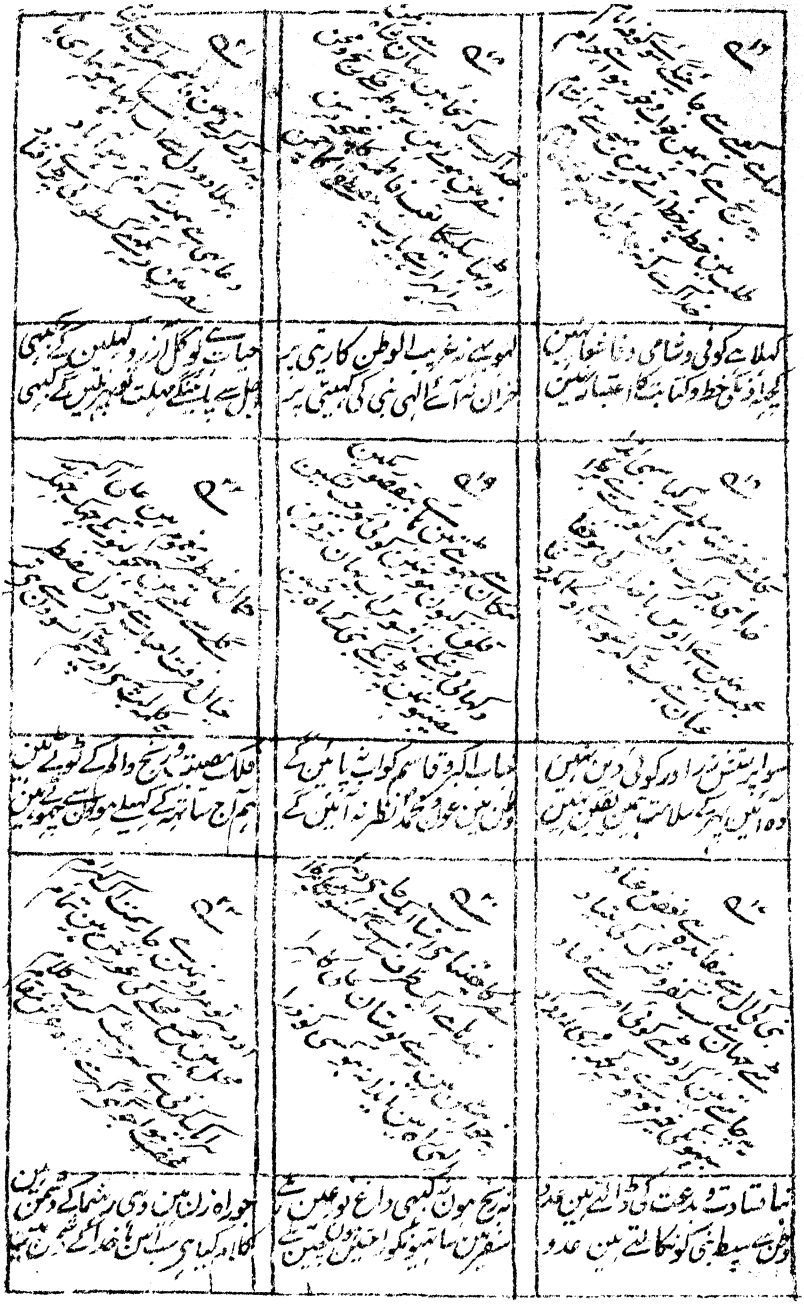

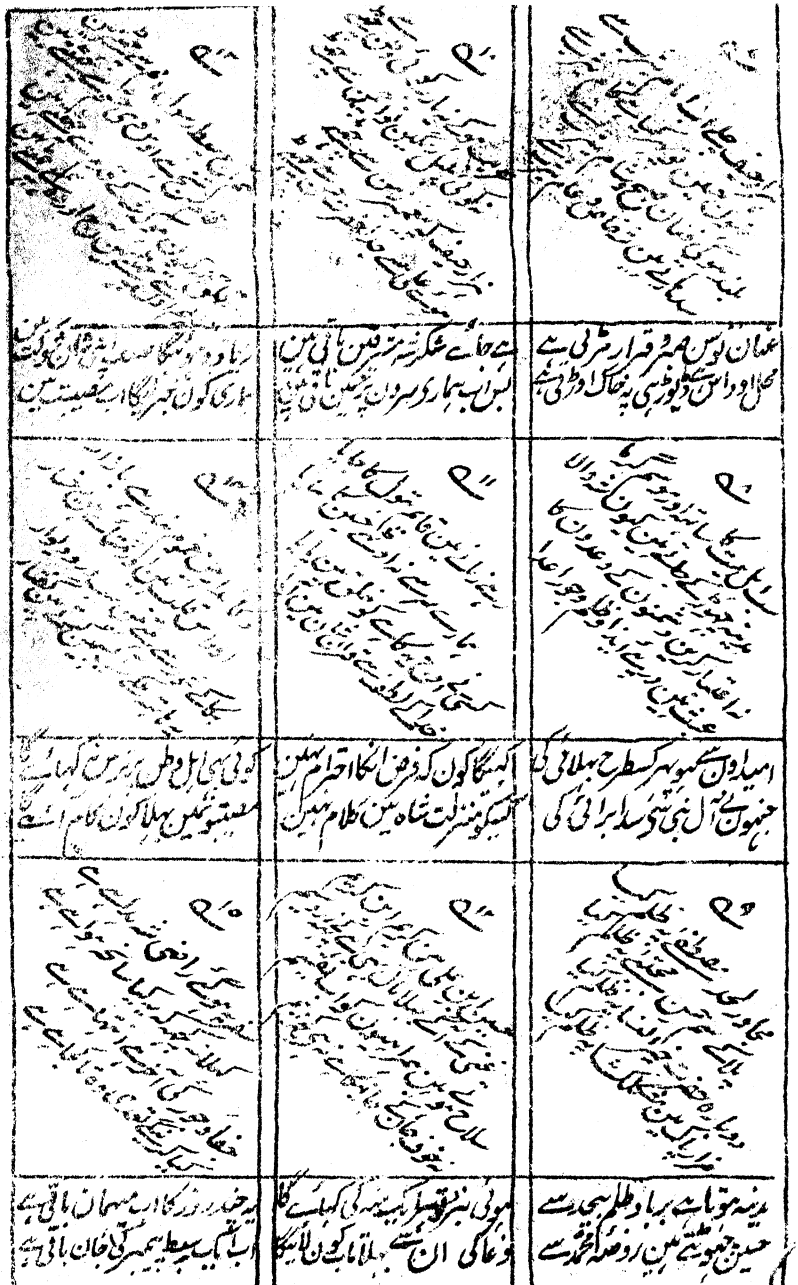

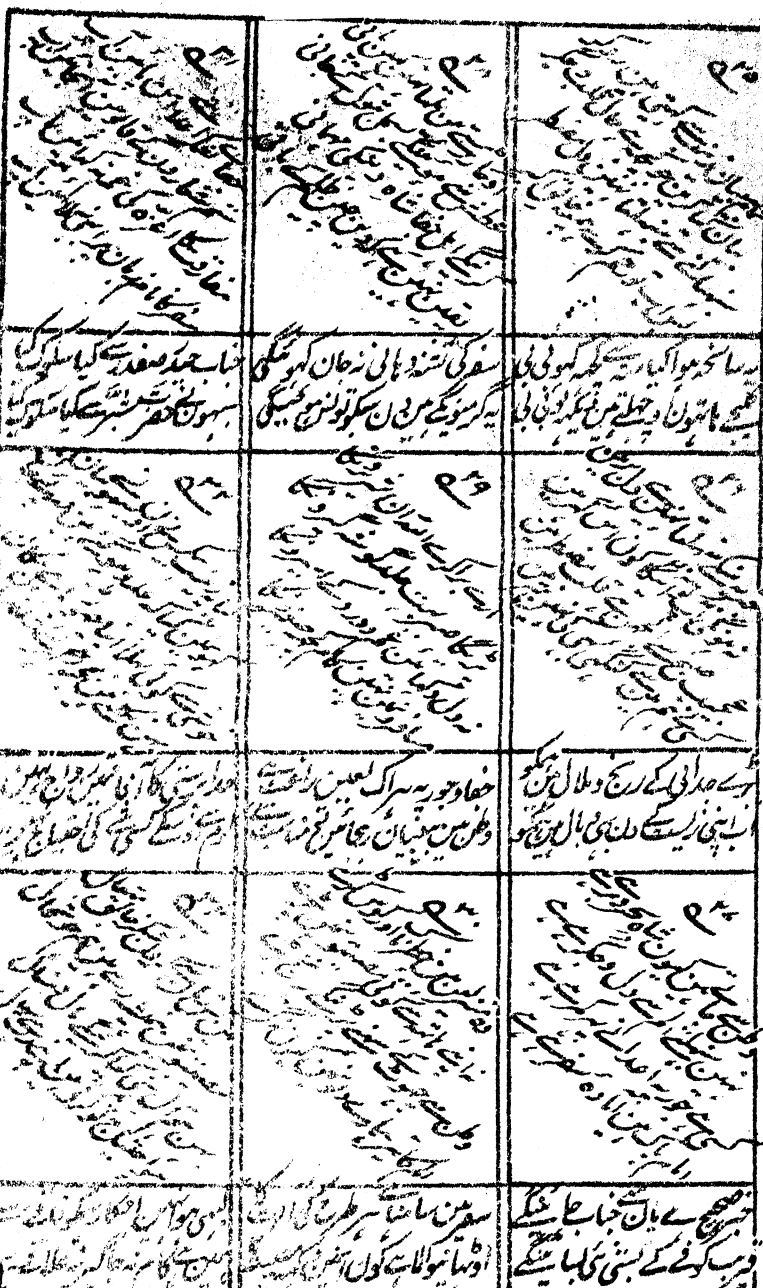

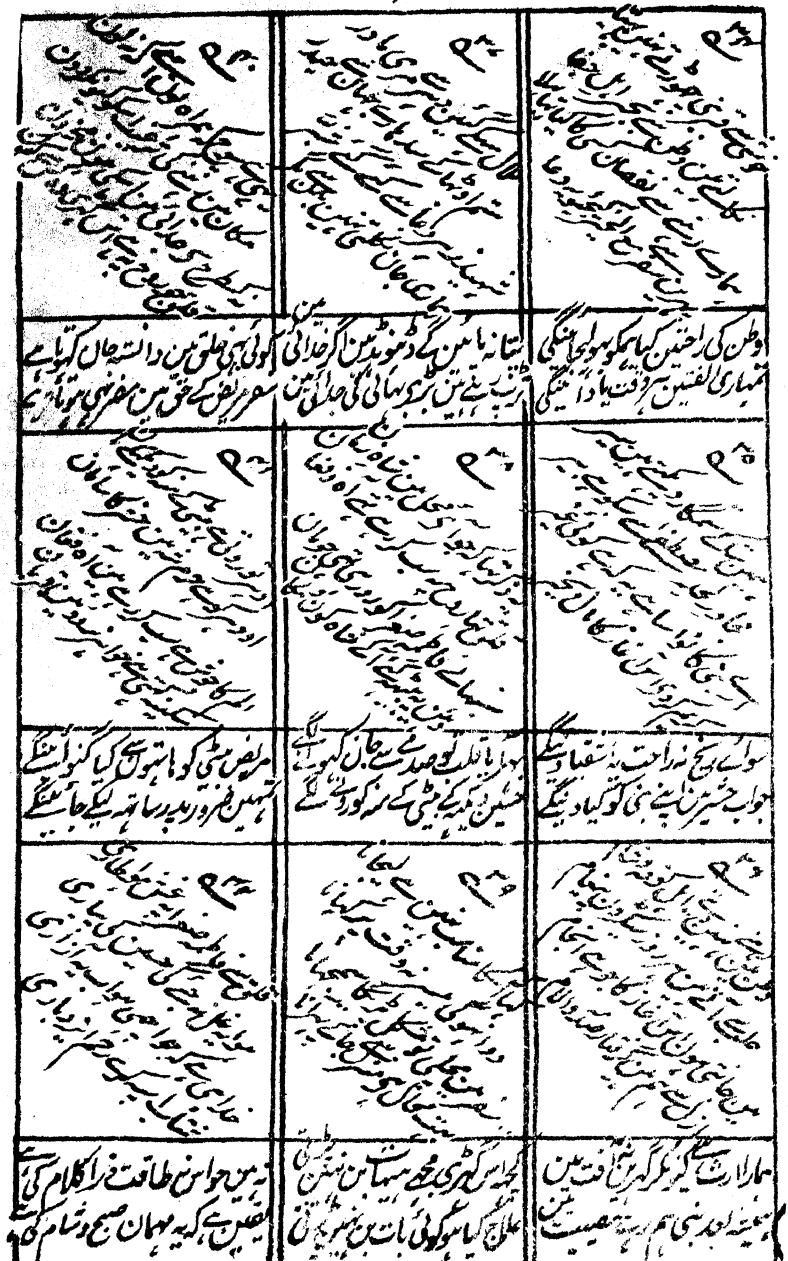

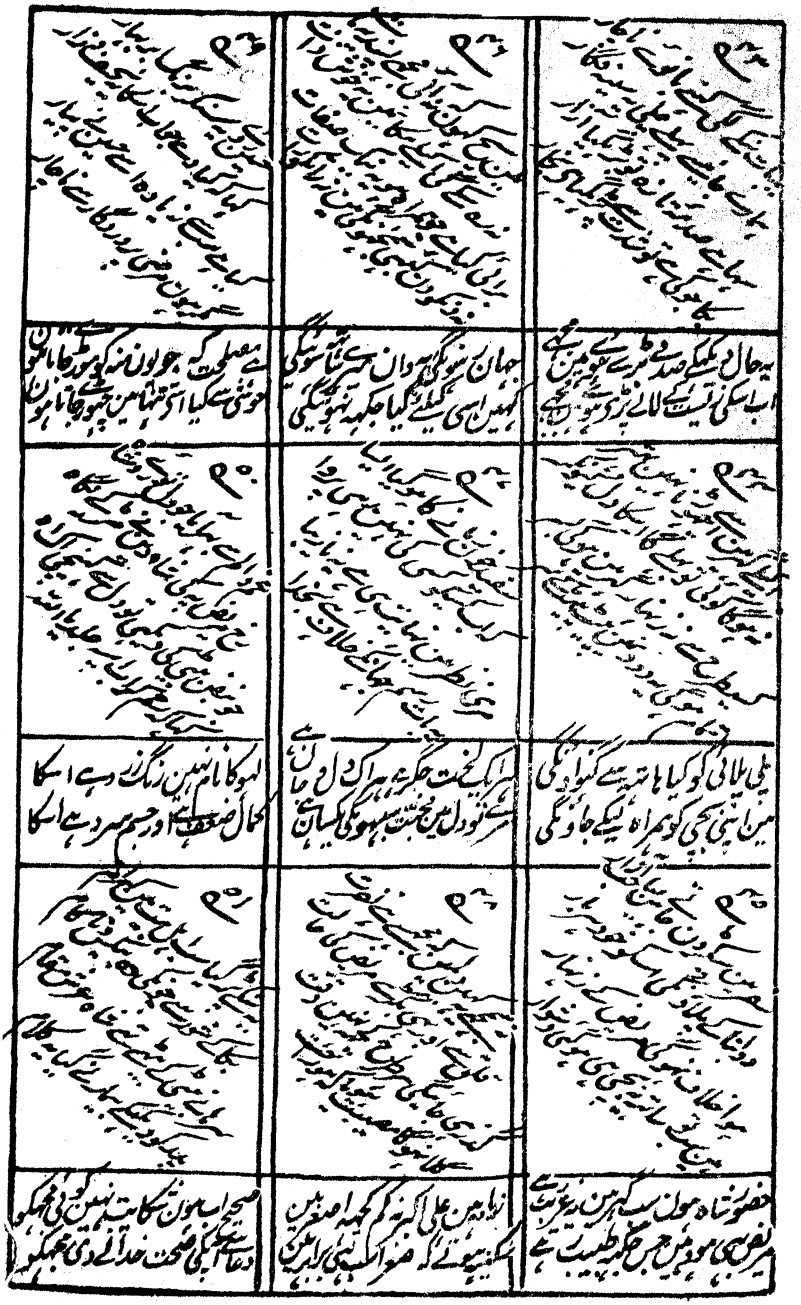

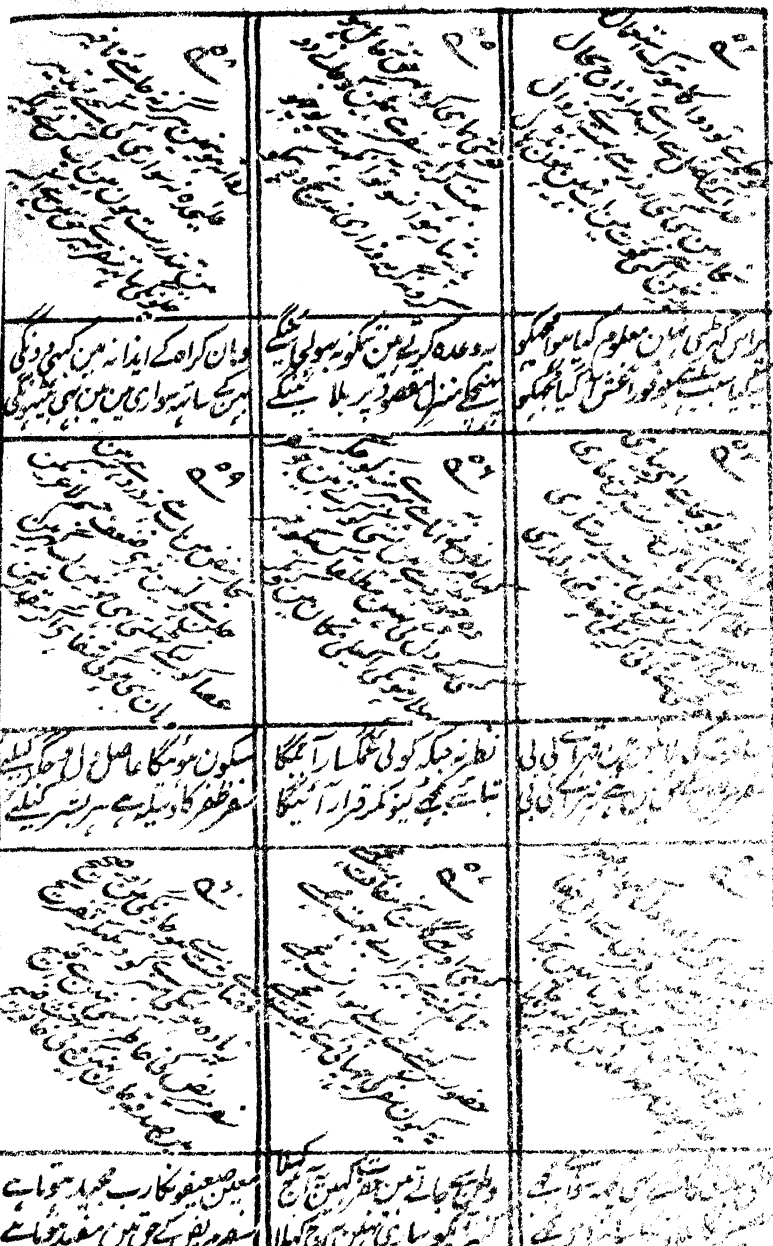

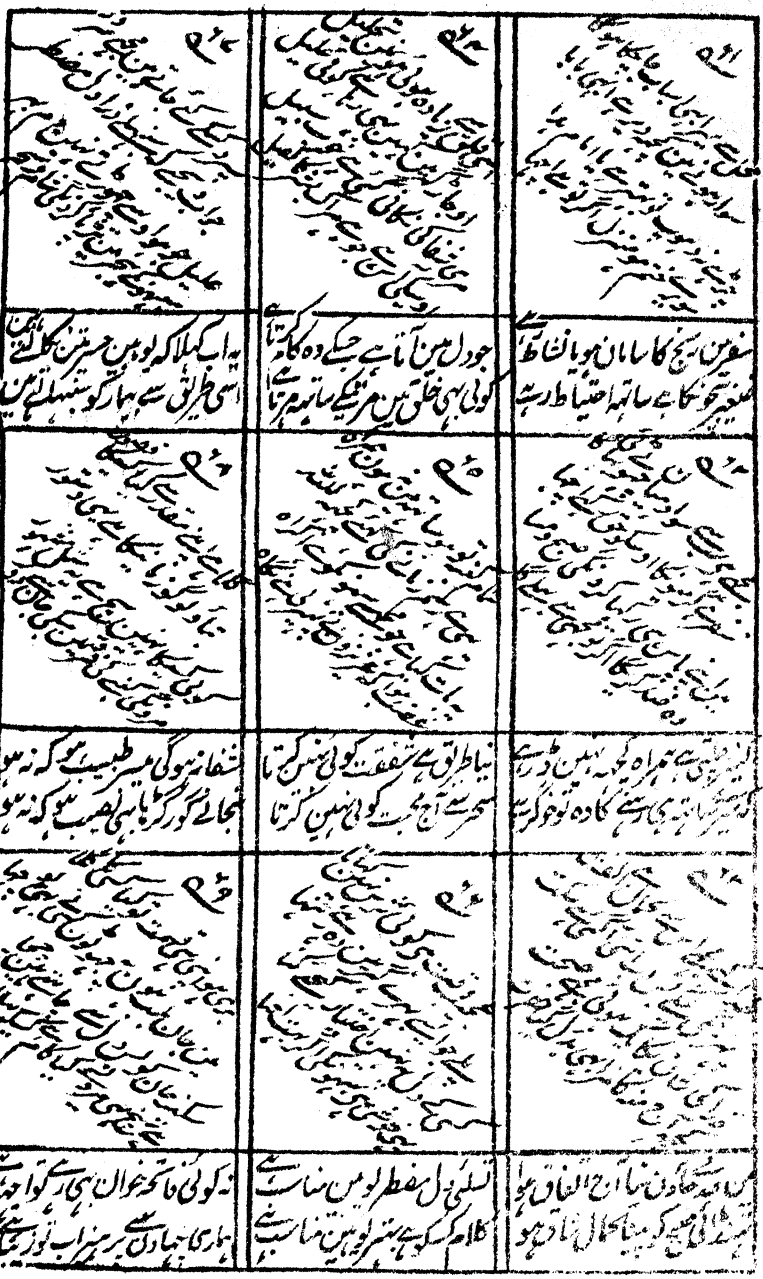

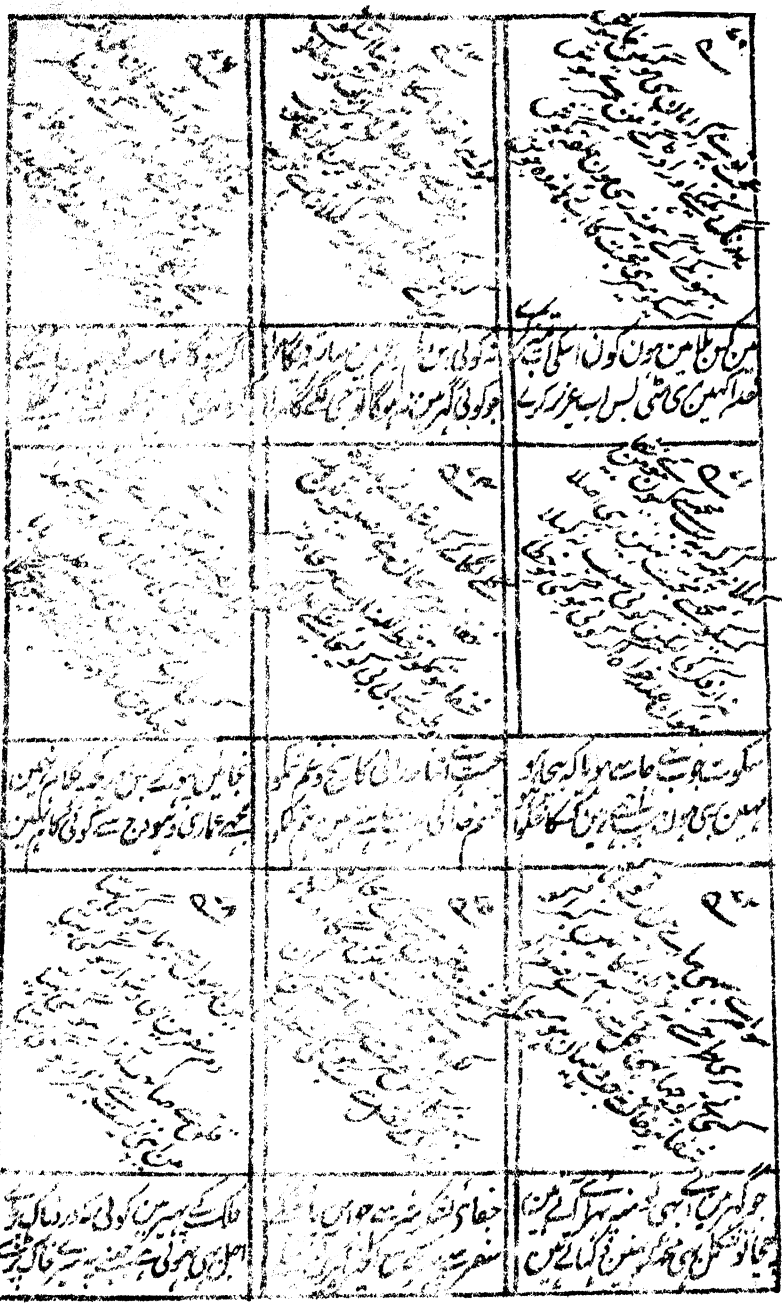

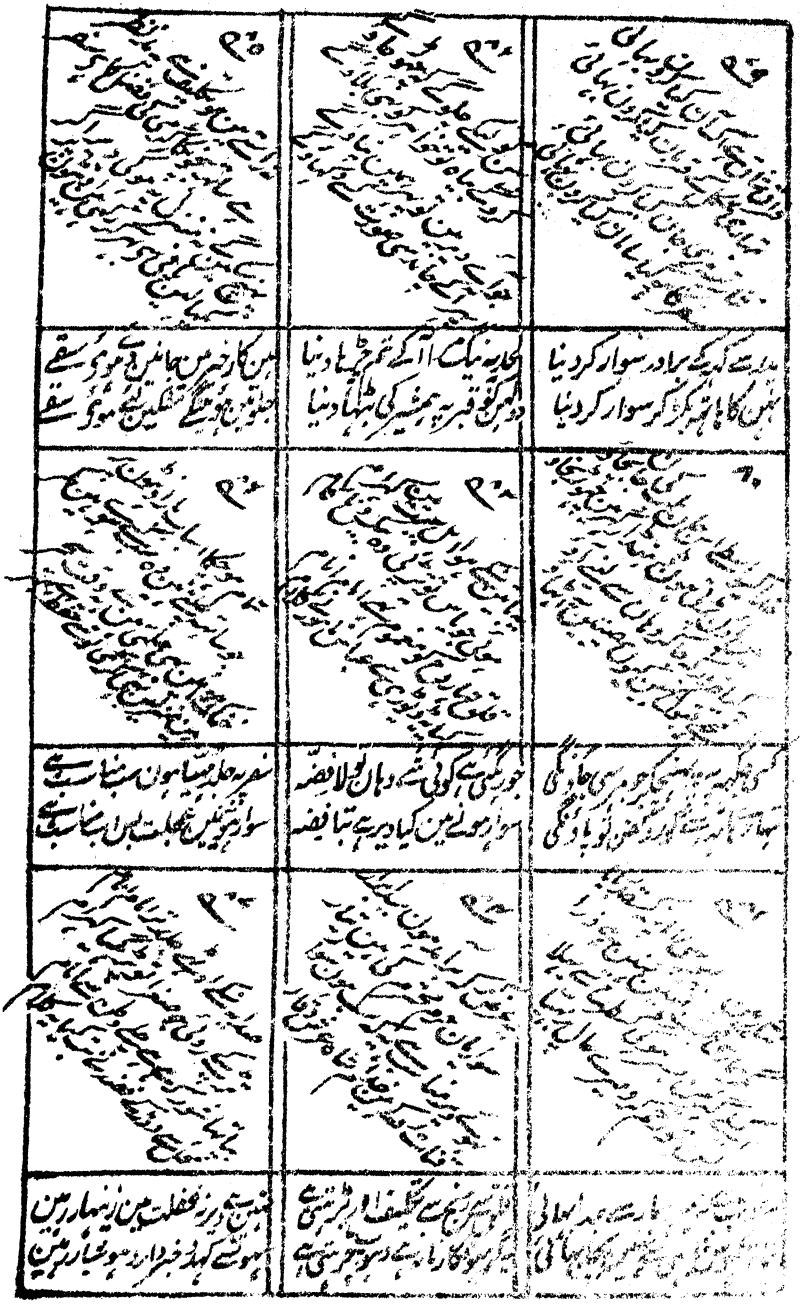

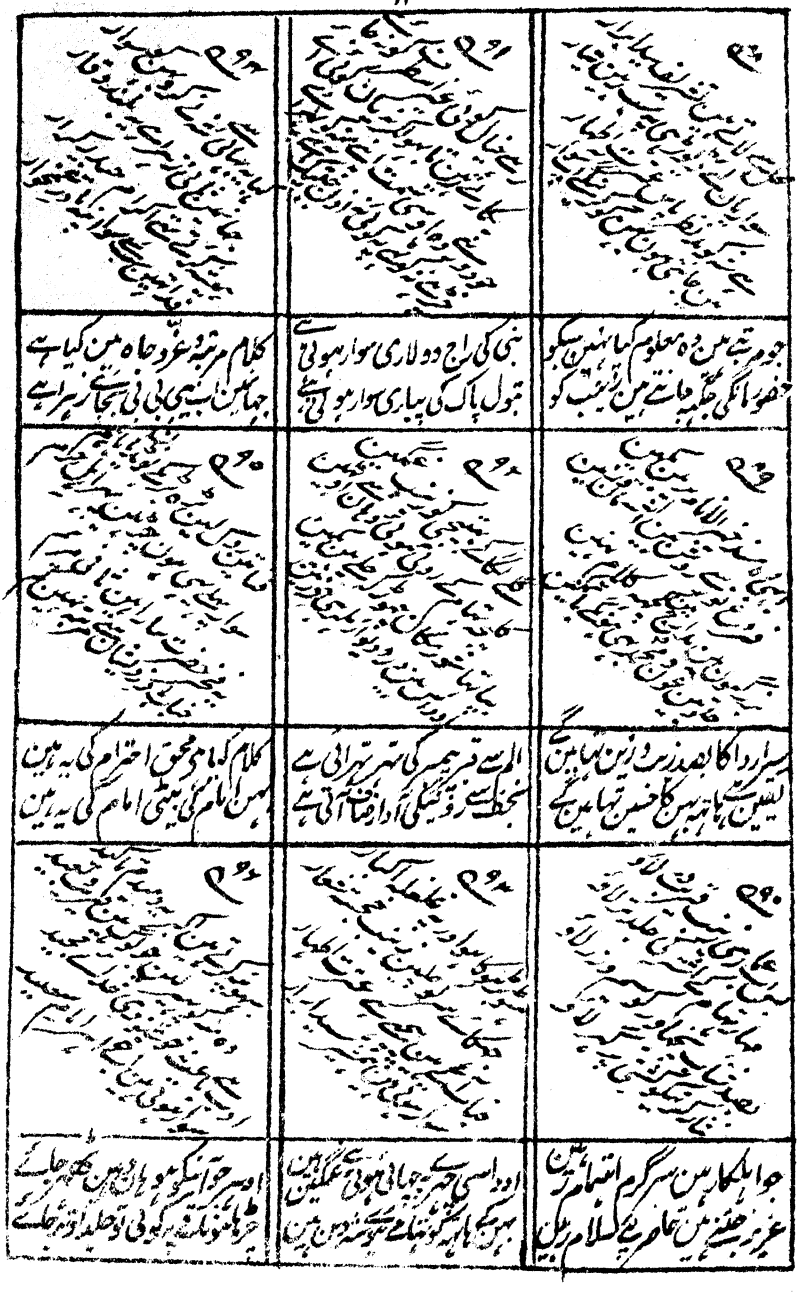

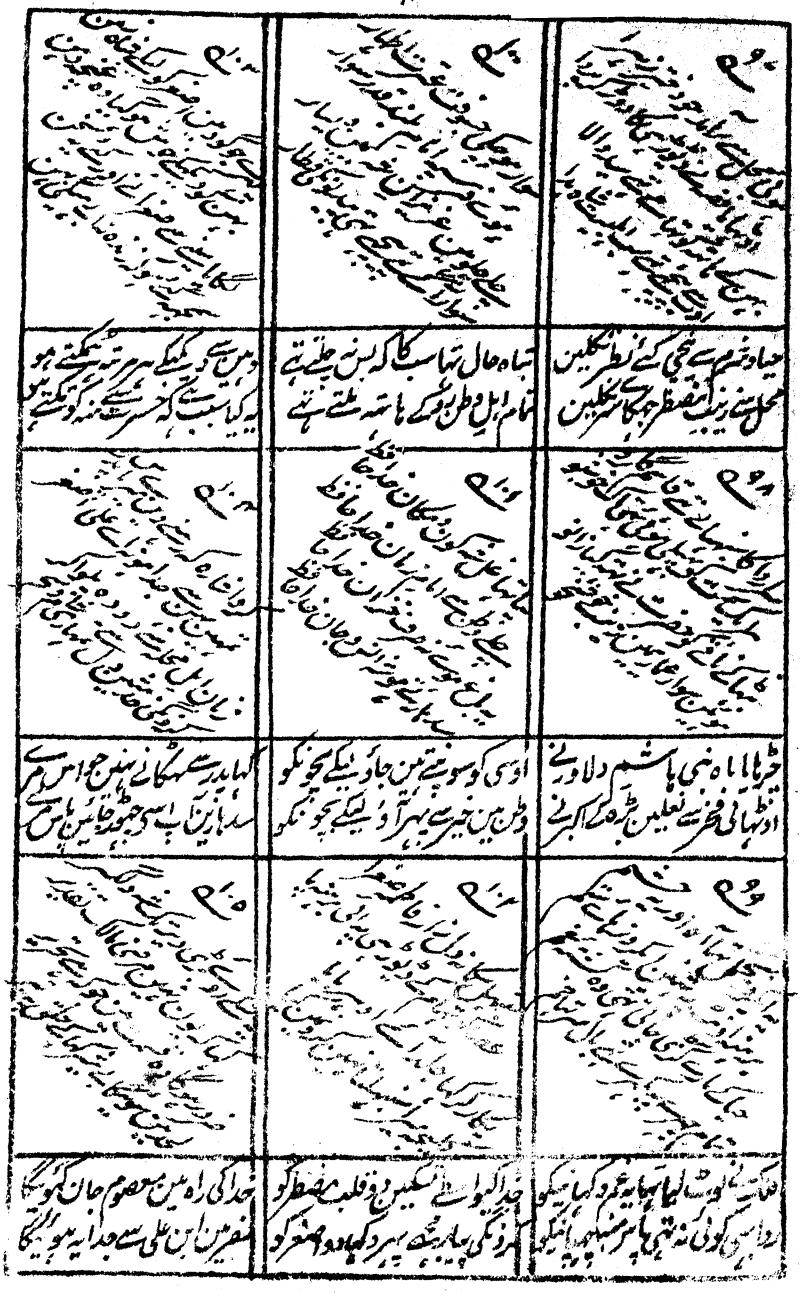

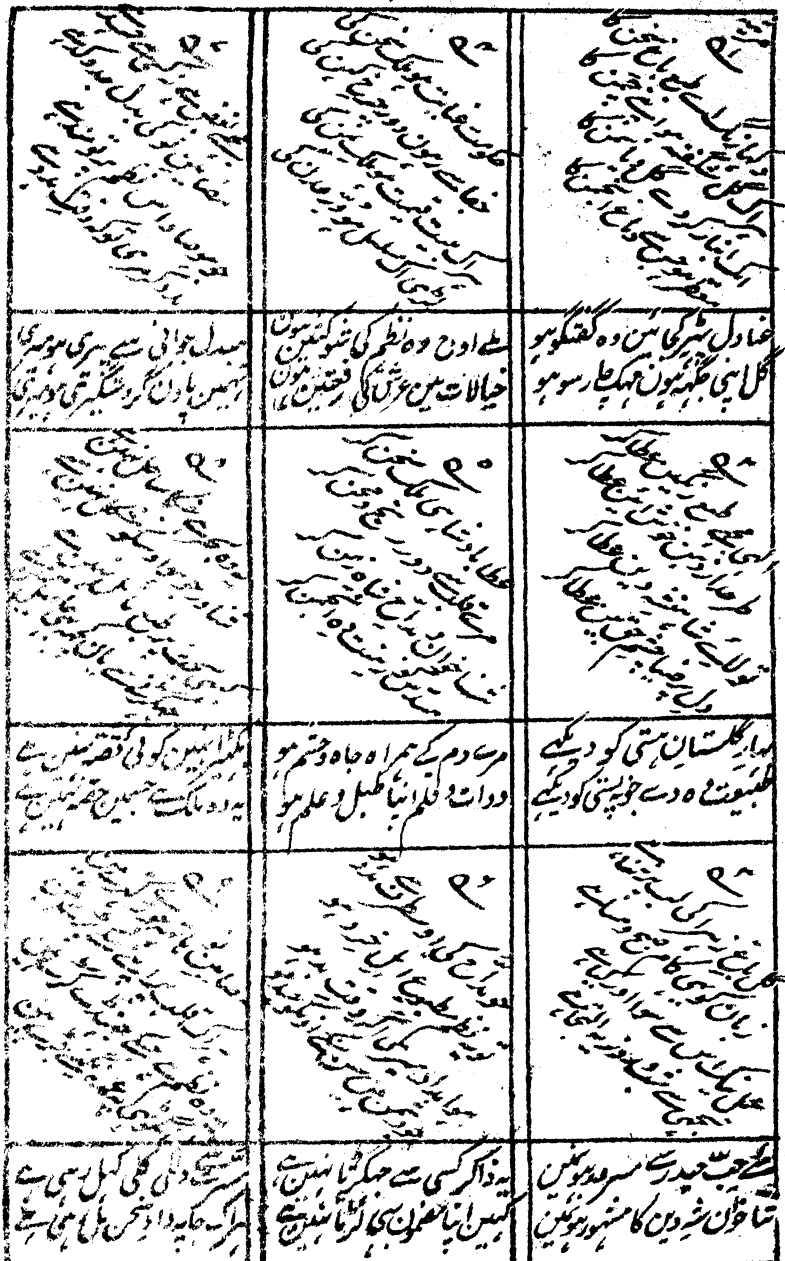

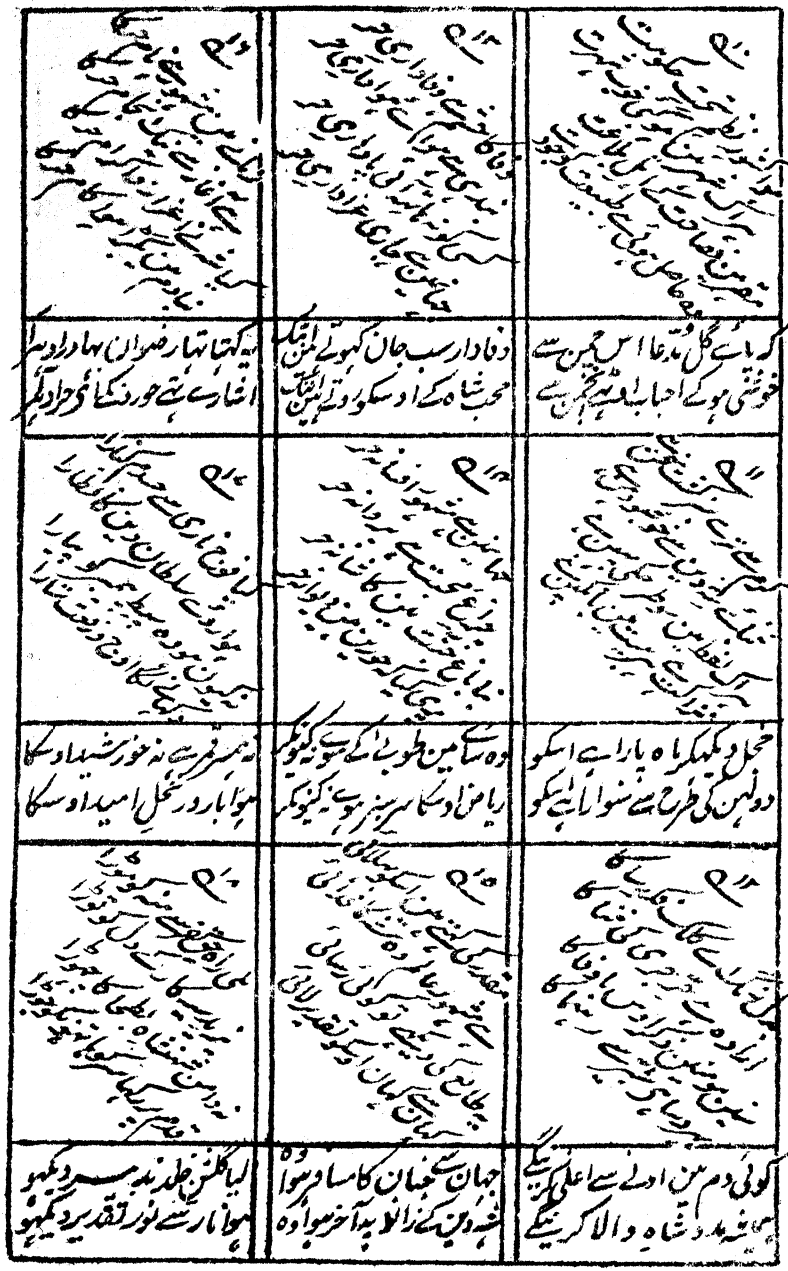

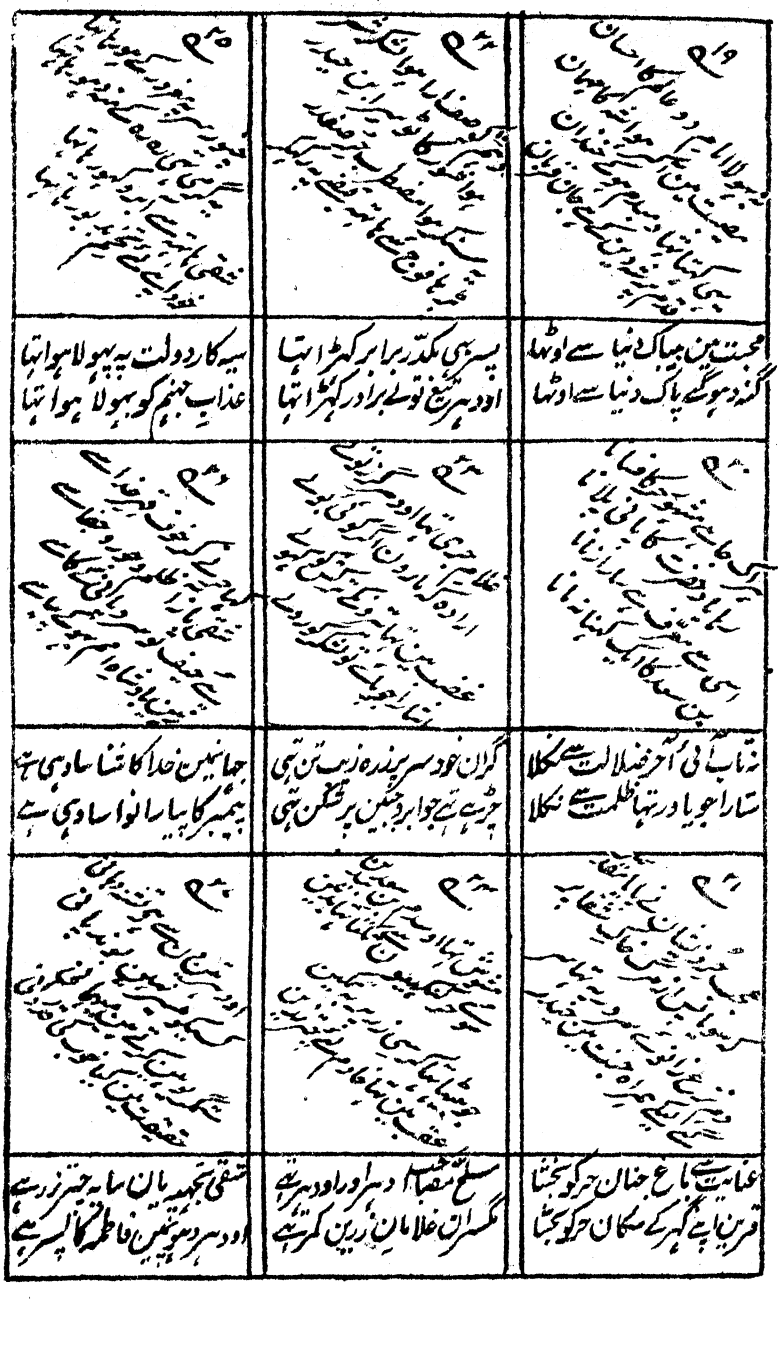

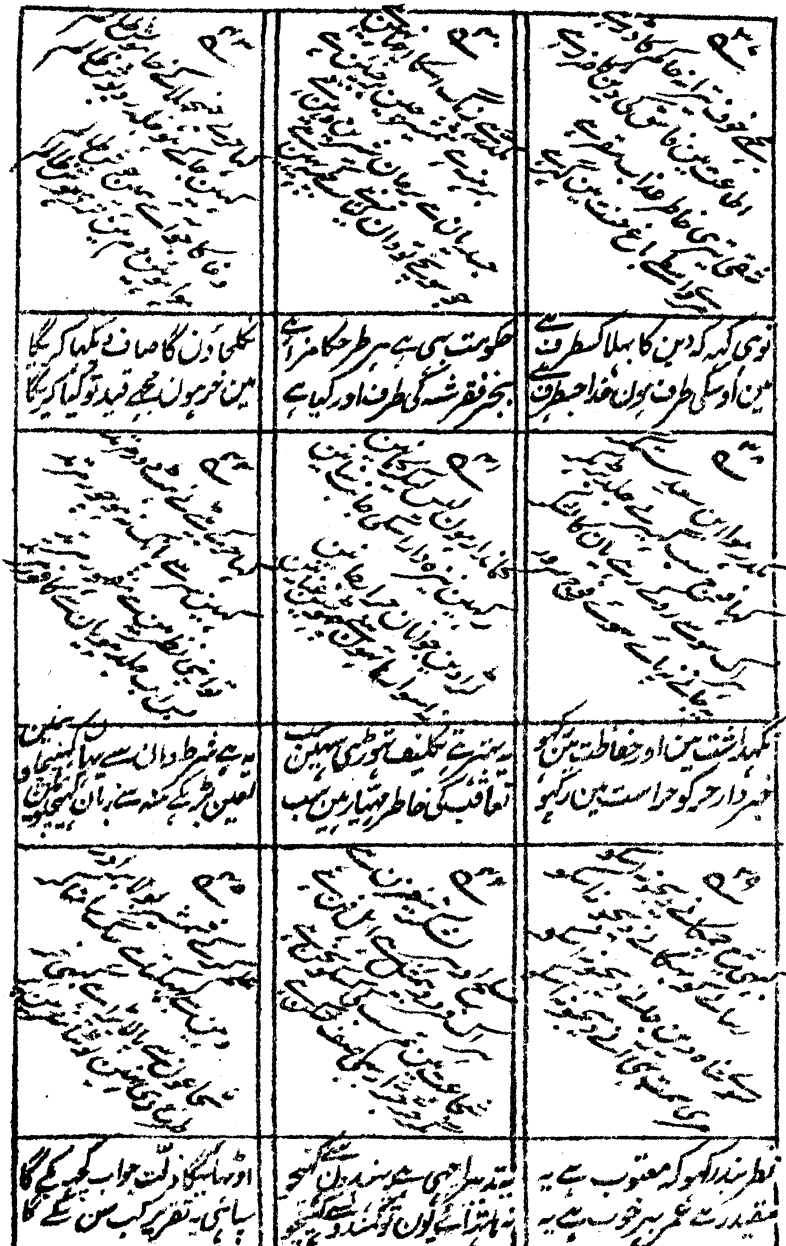

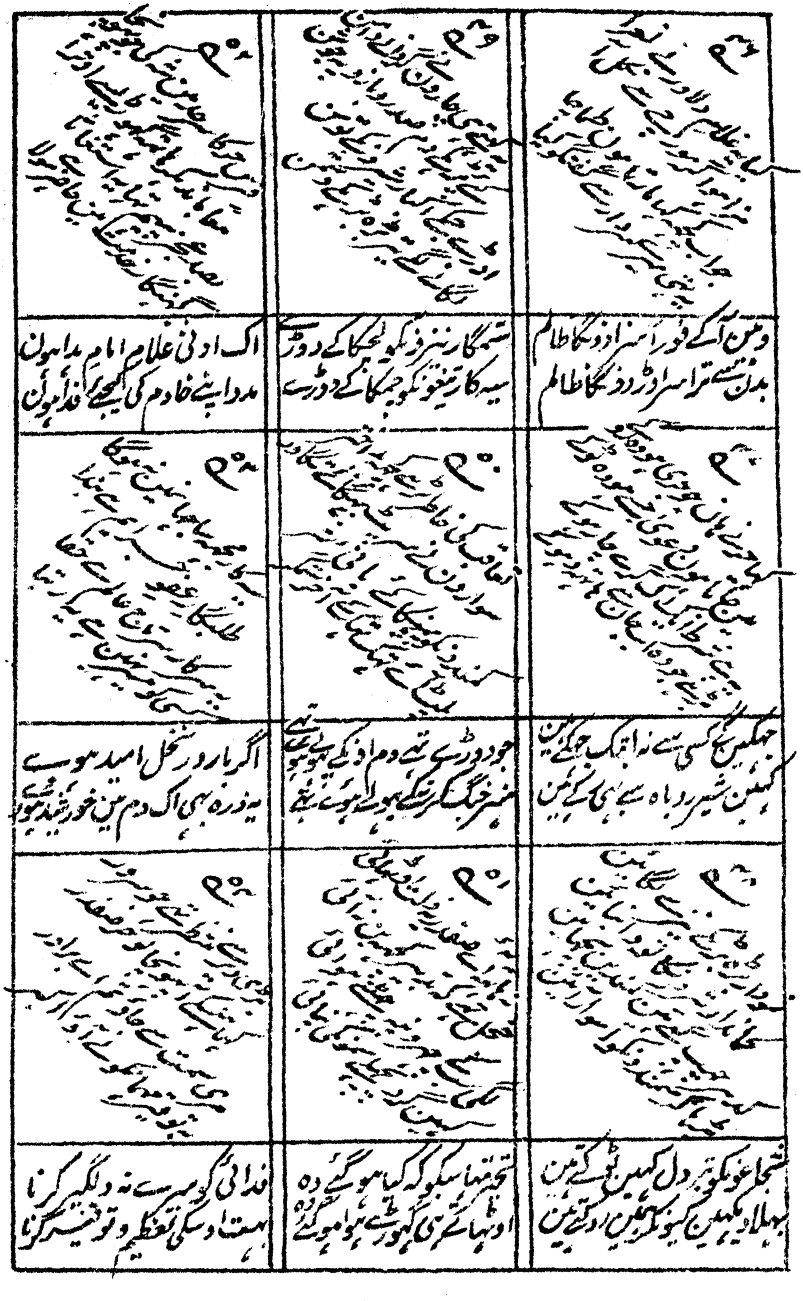

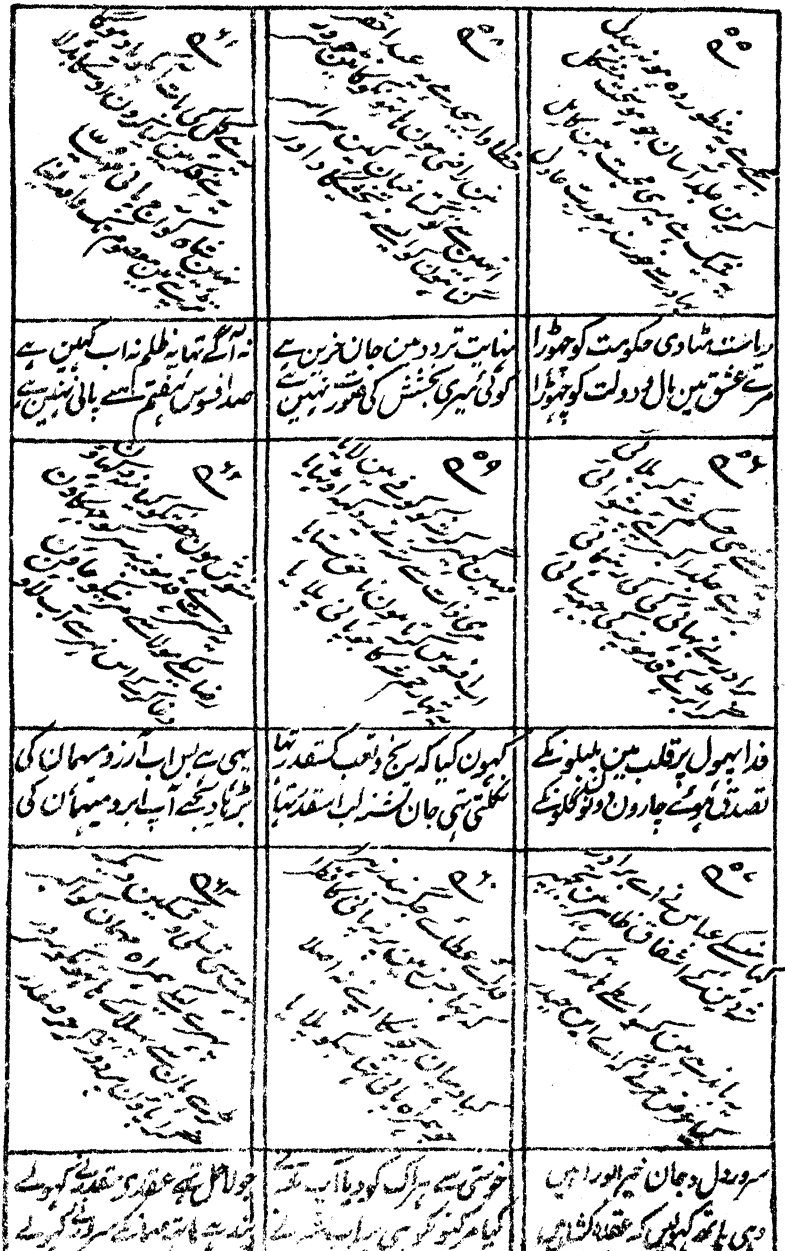

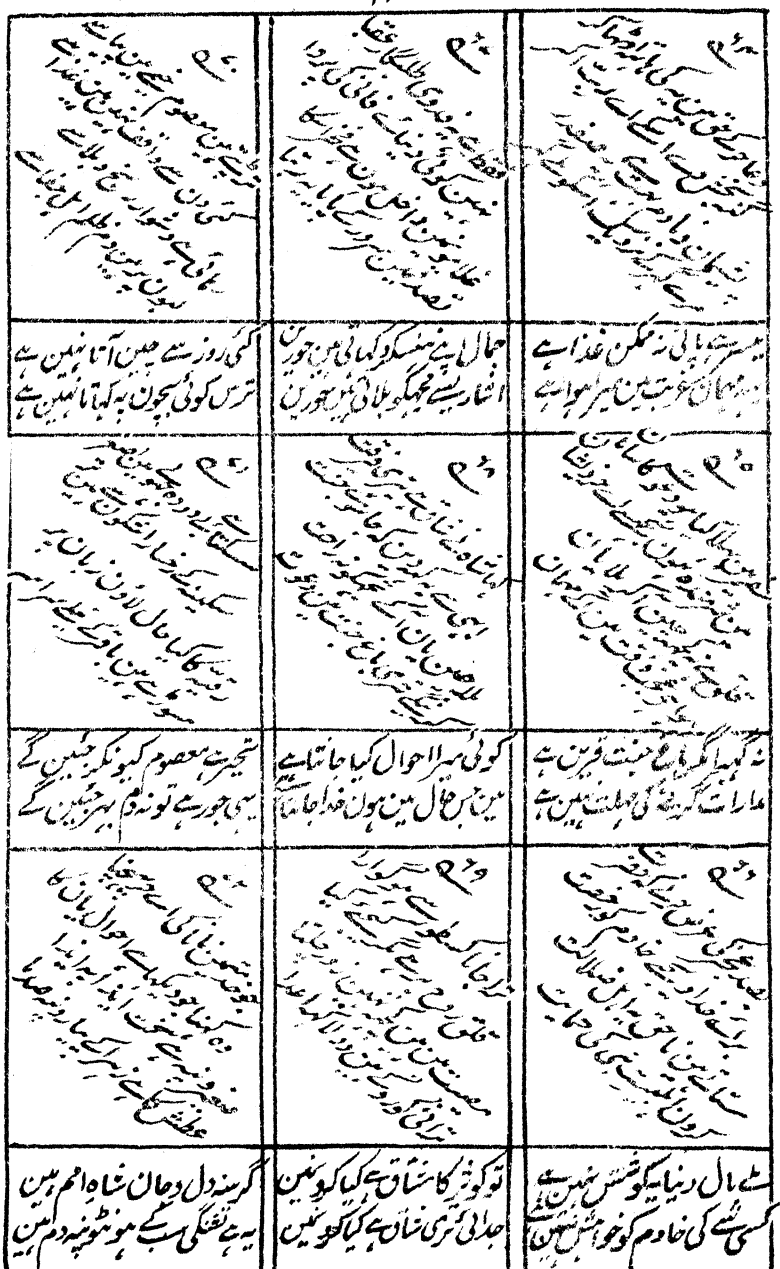

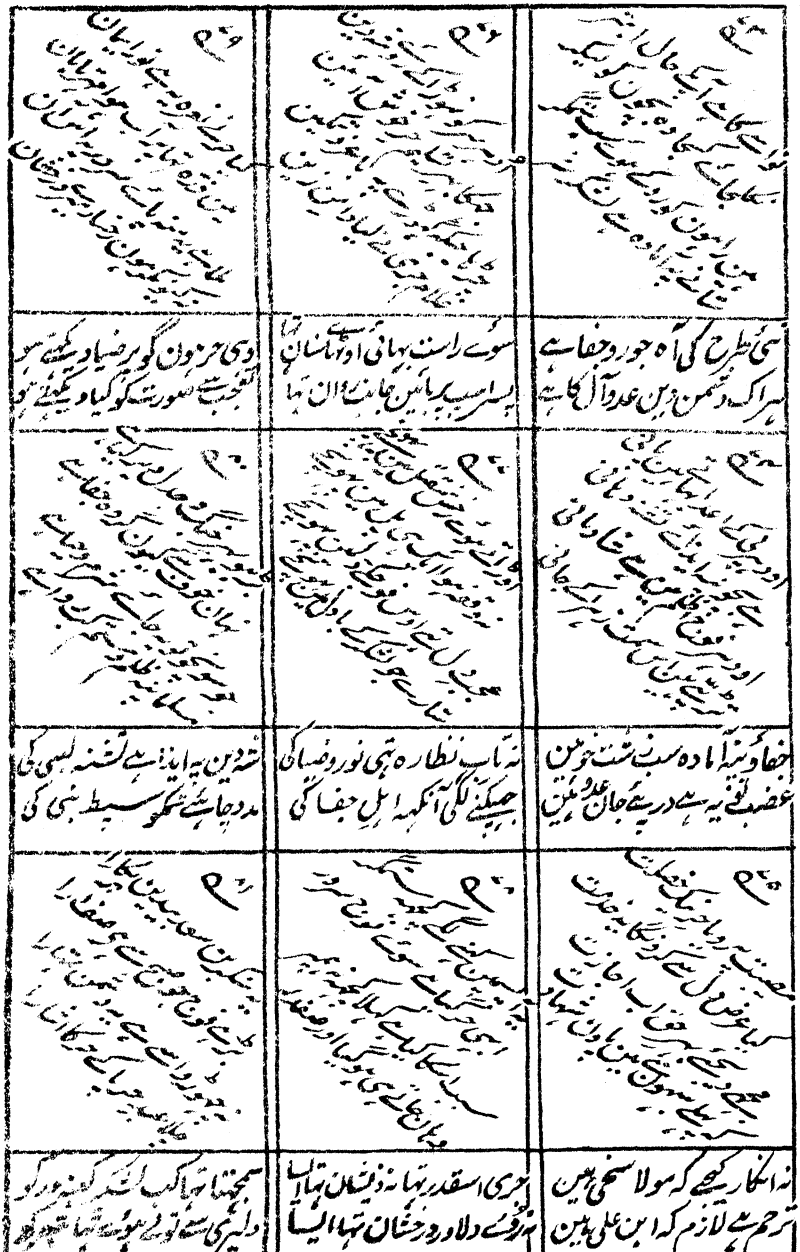

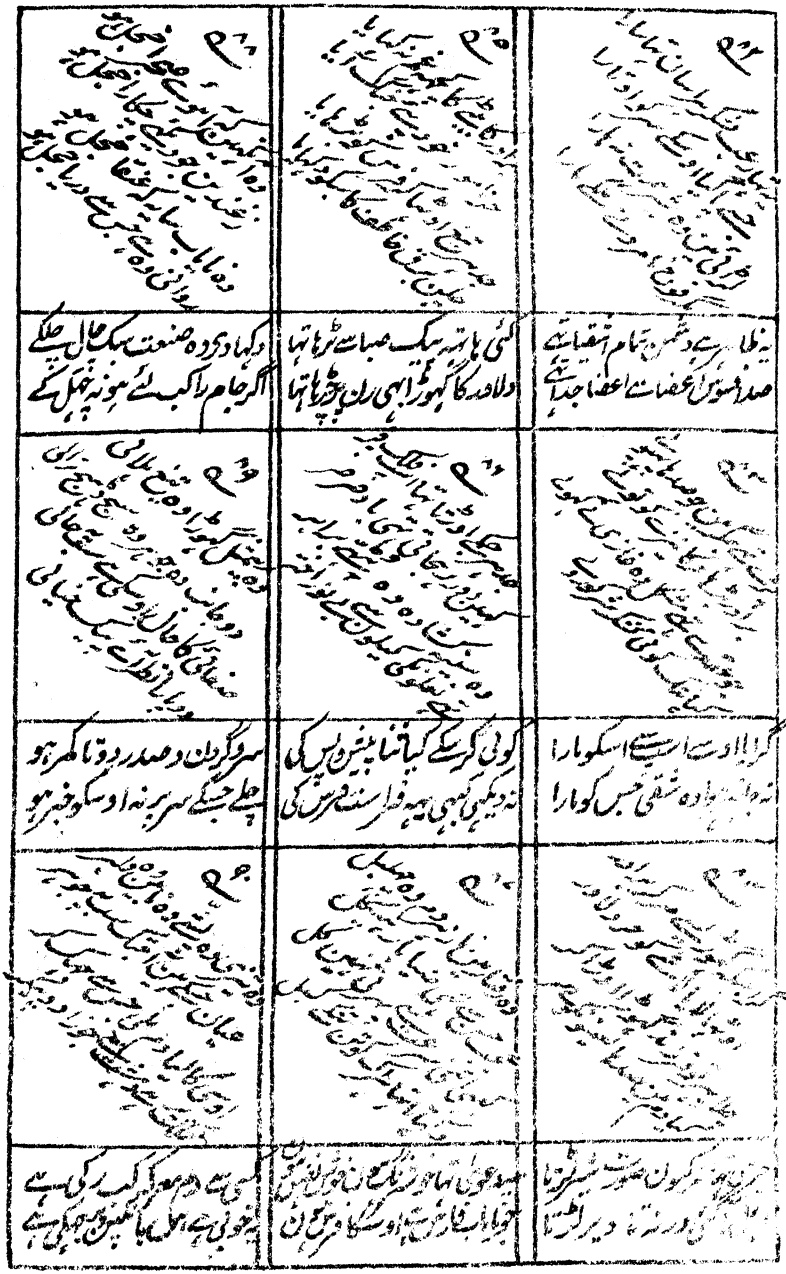

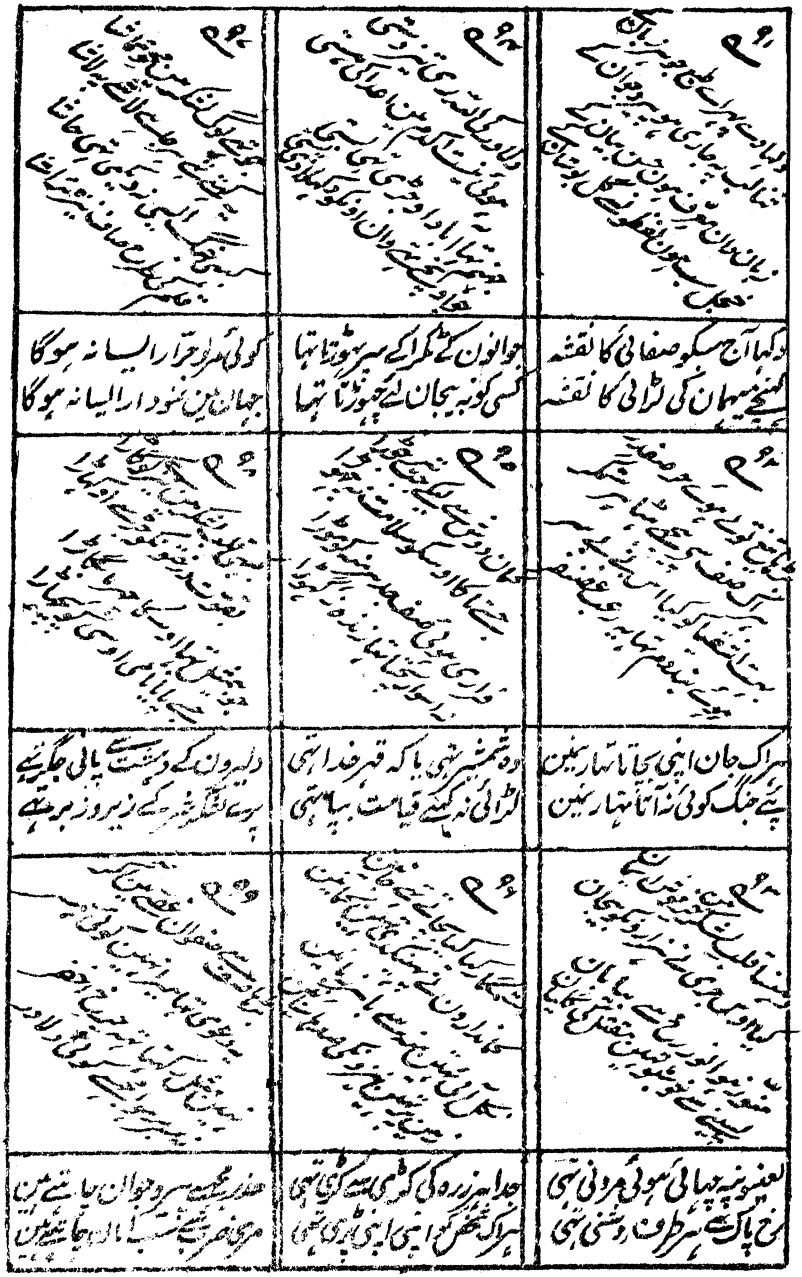

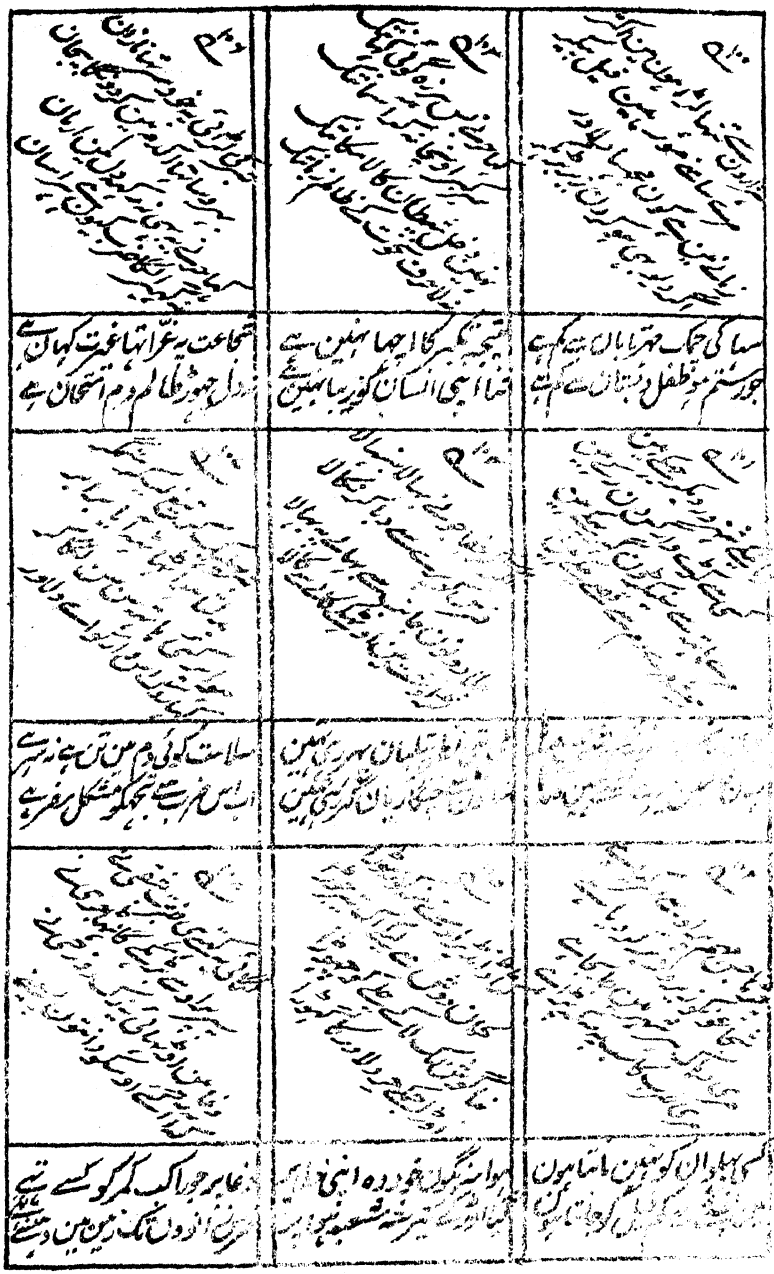

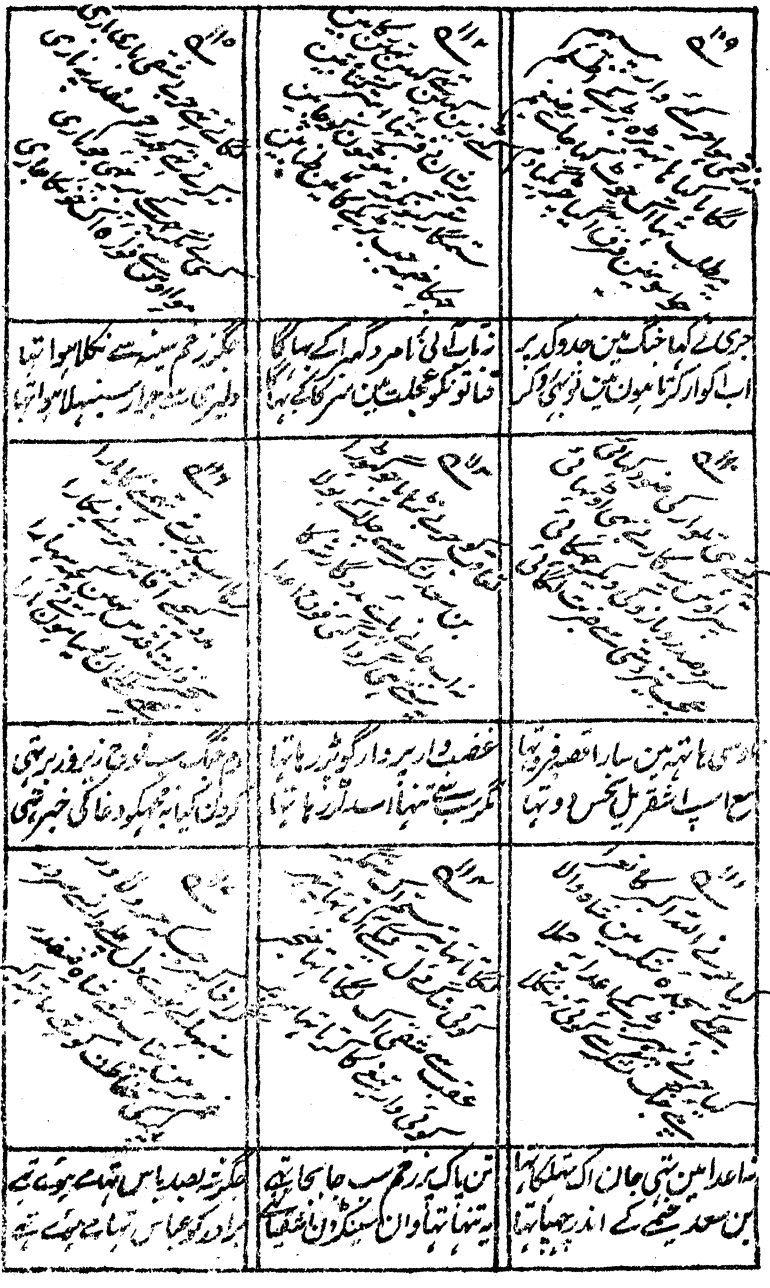

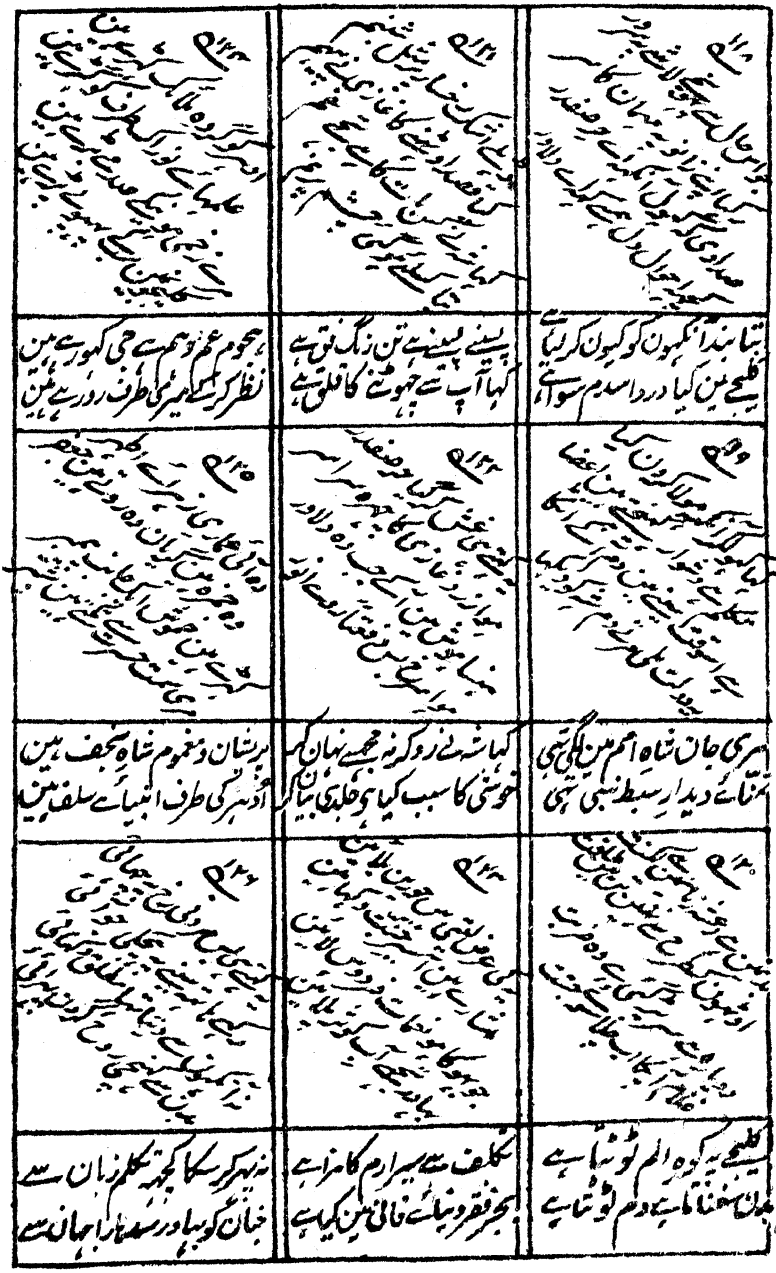

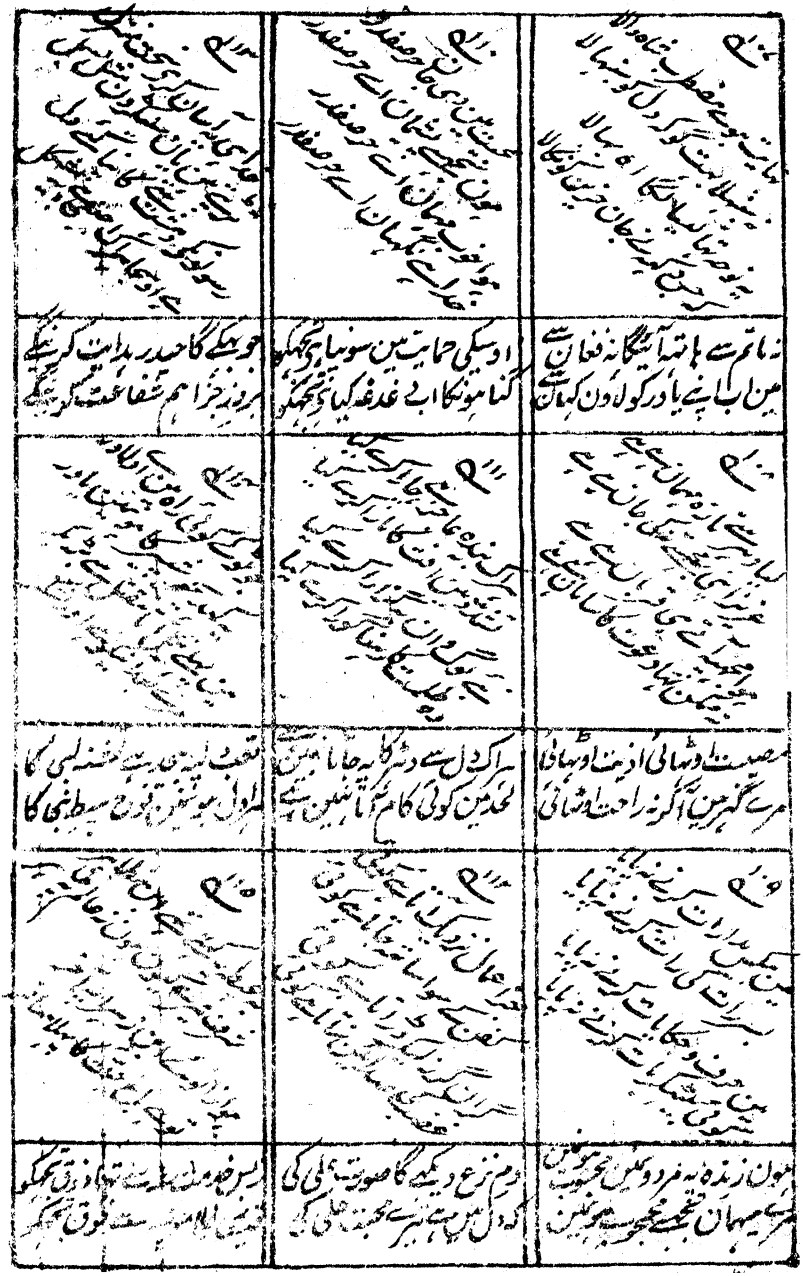

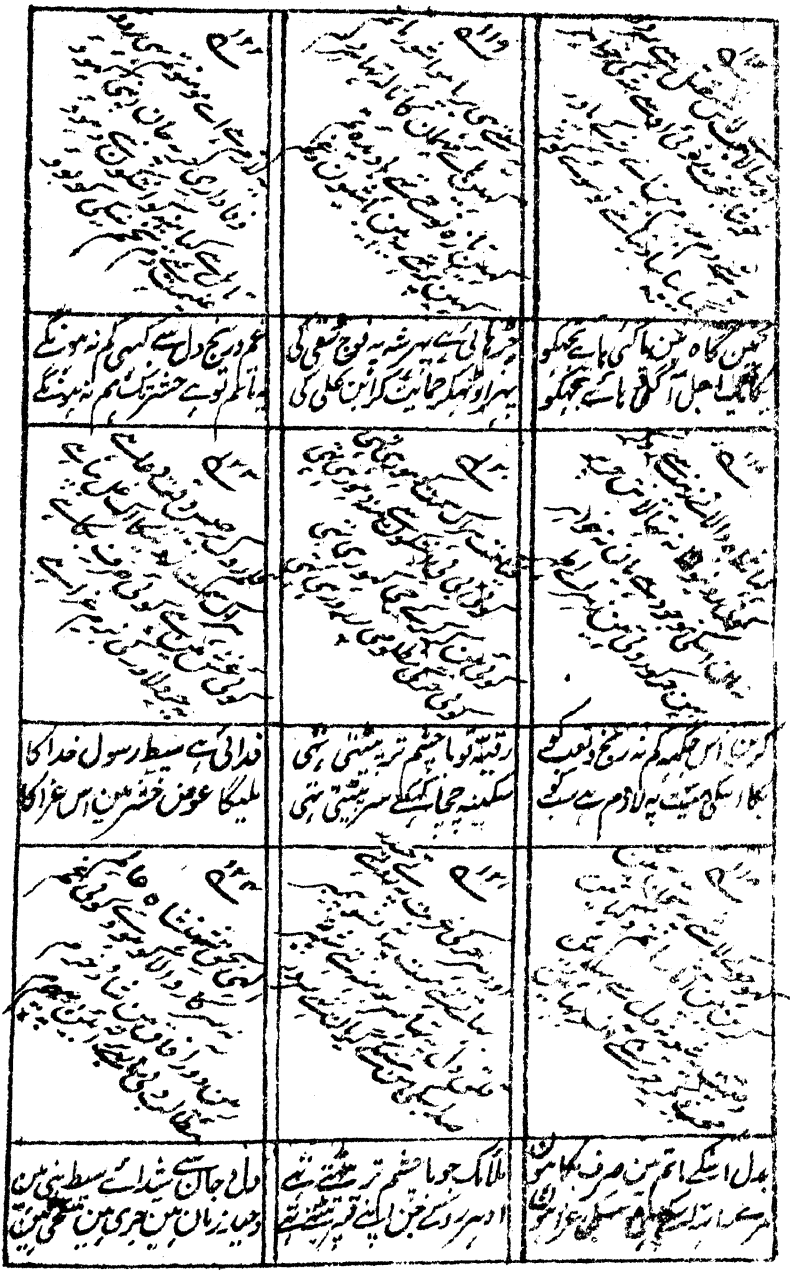

سلام

طبیعت بہر طور ہو شاد زنگی
سلامت رہے آل و اولاد زنگی

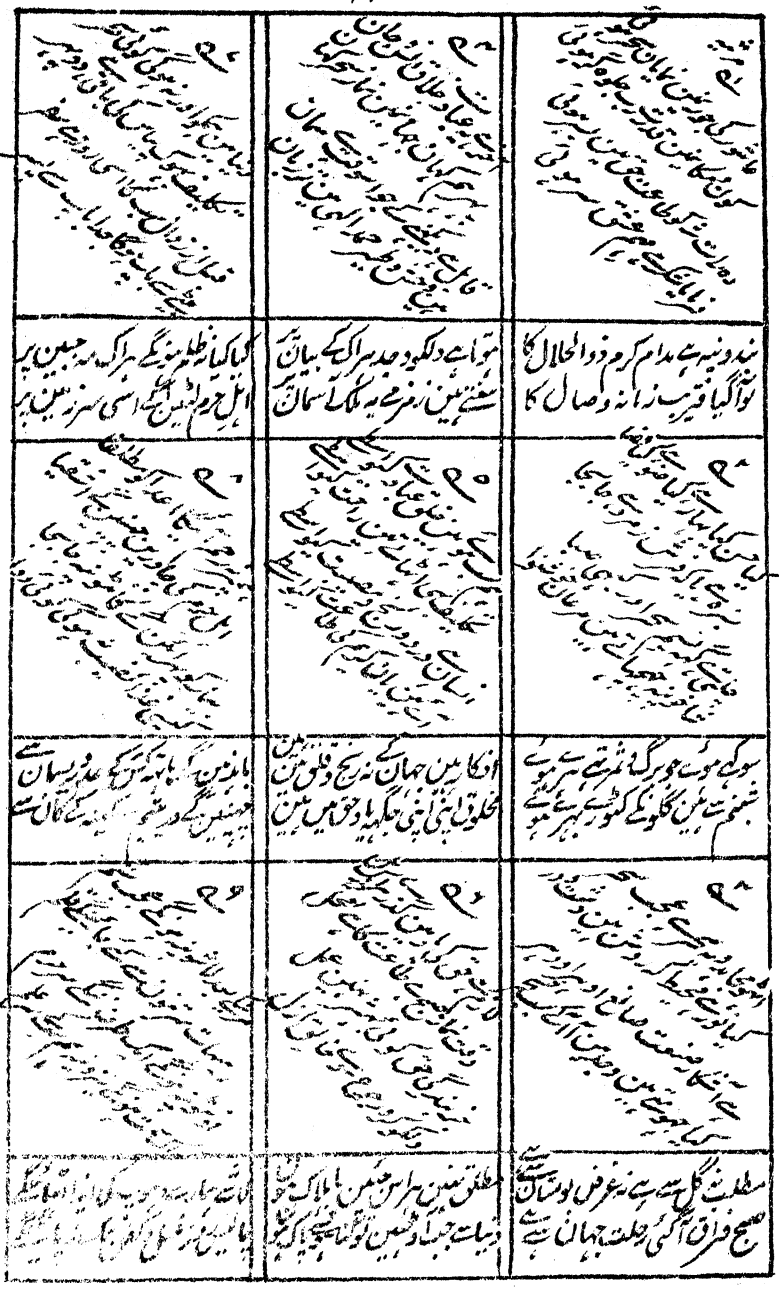

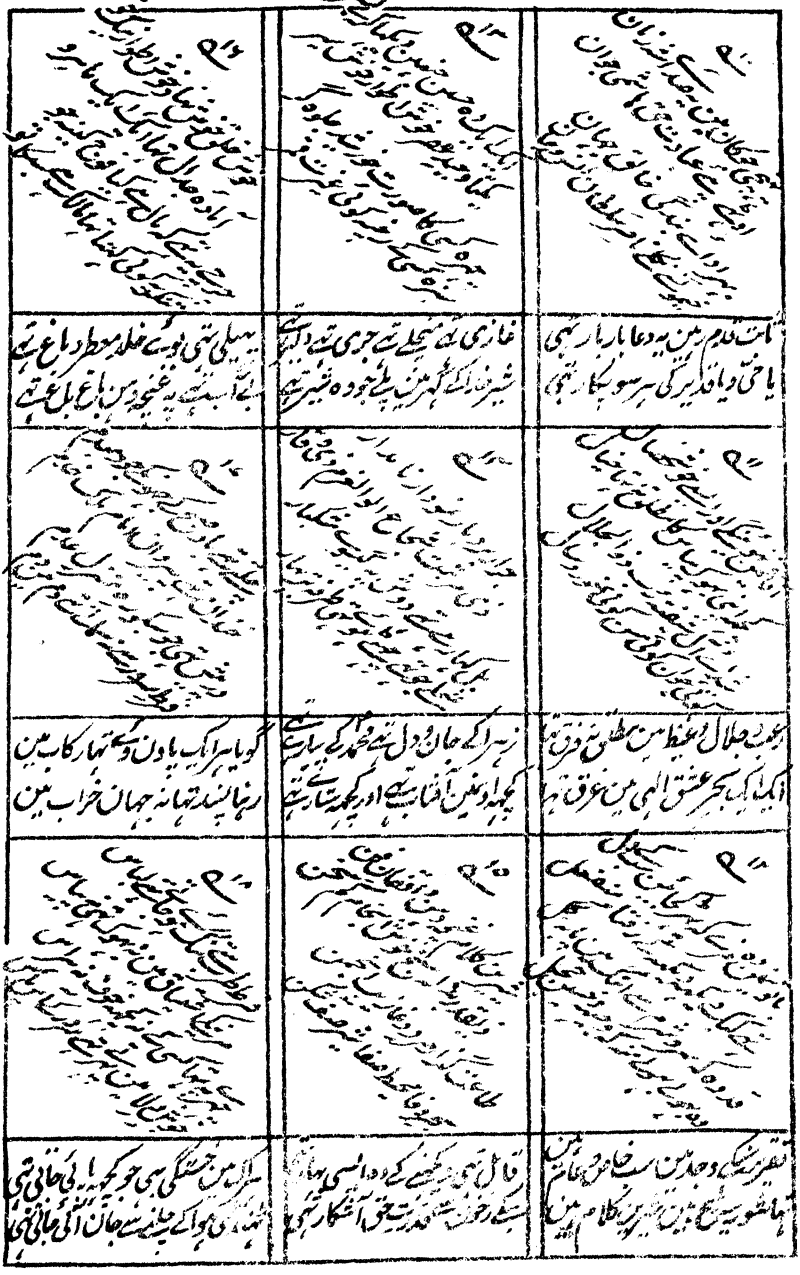

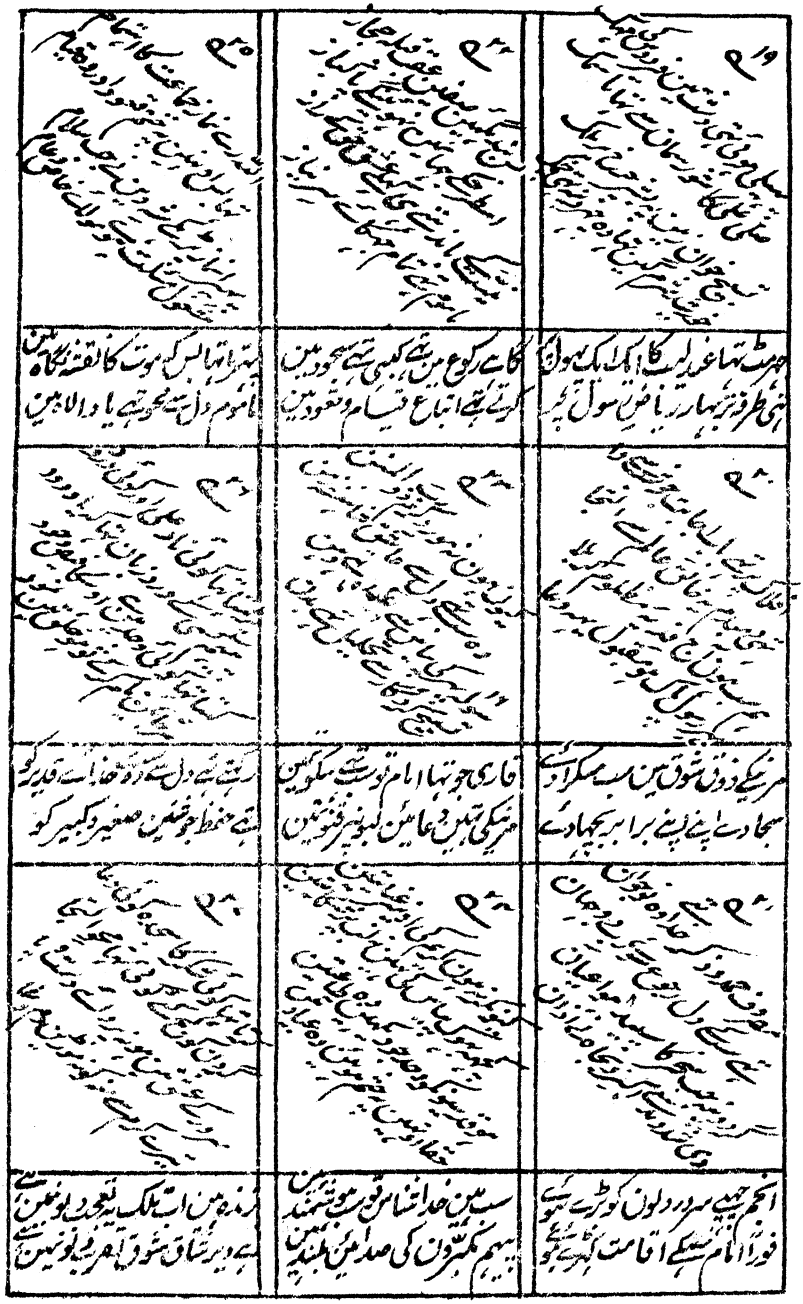

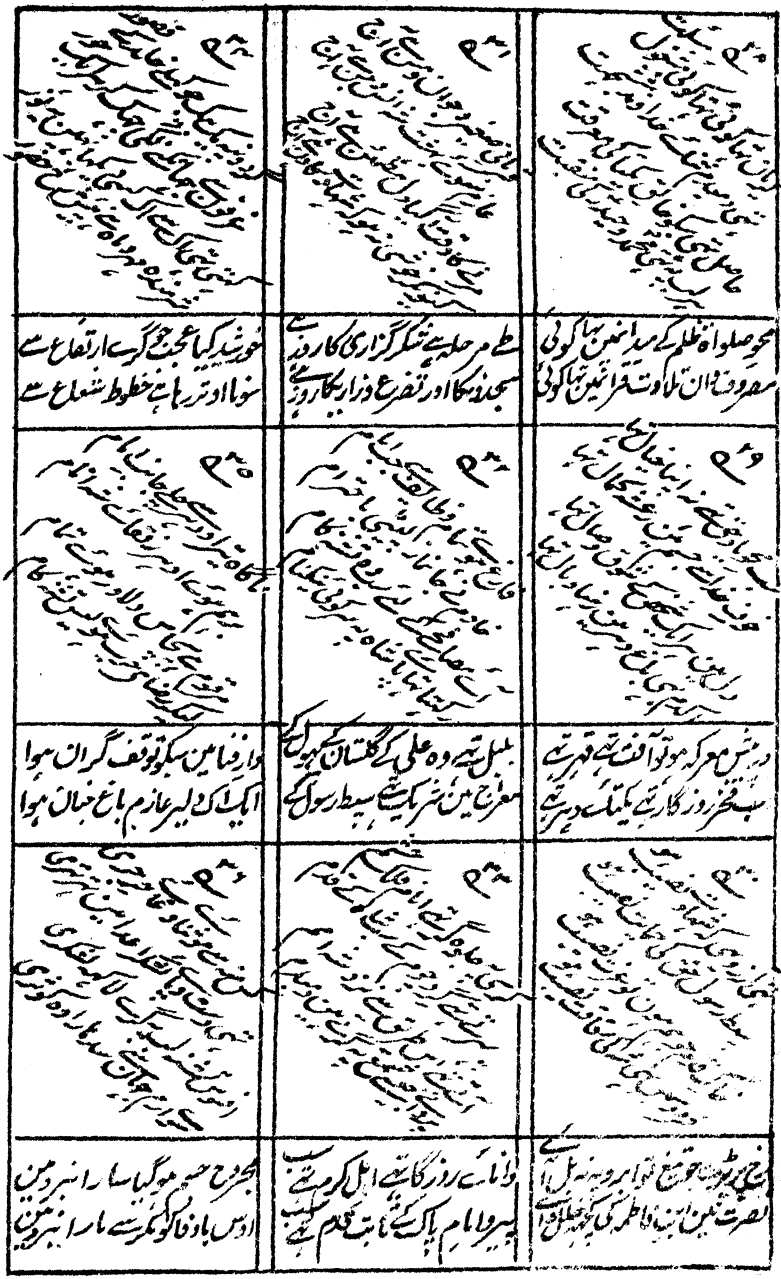

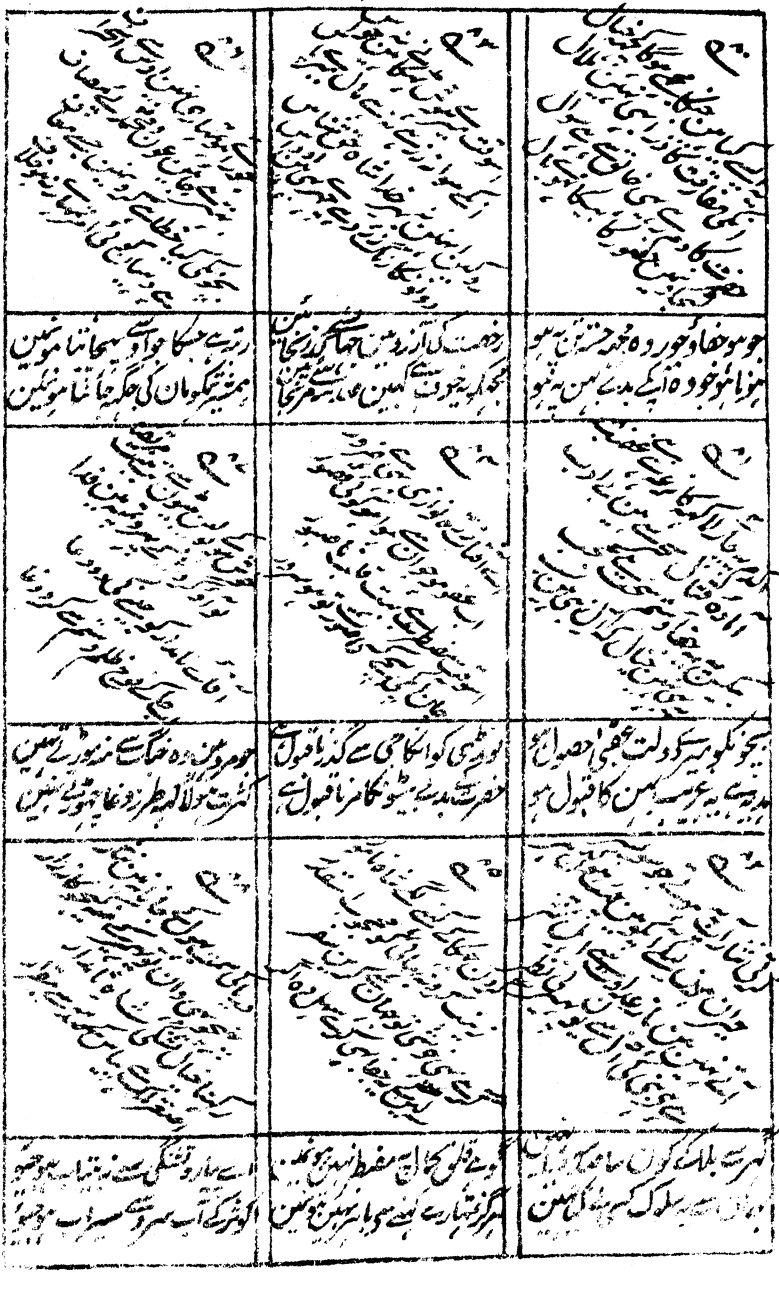

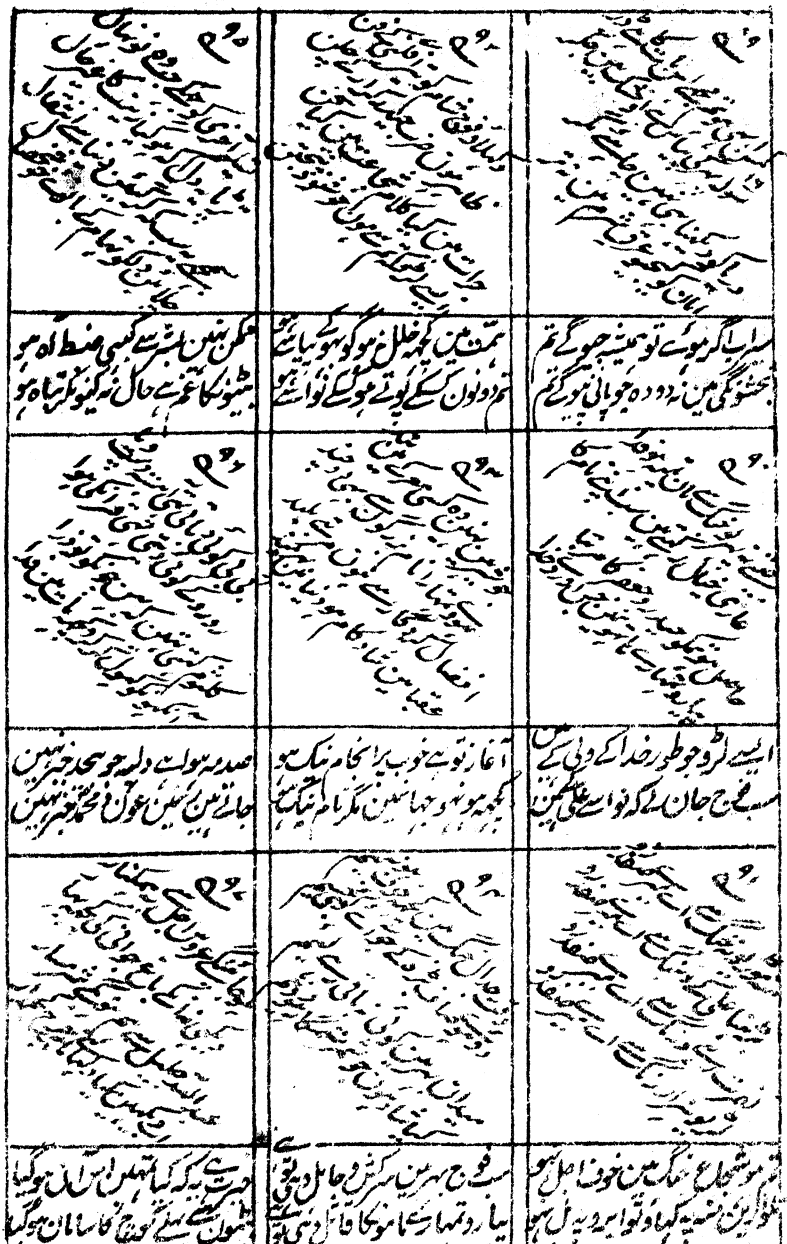

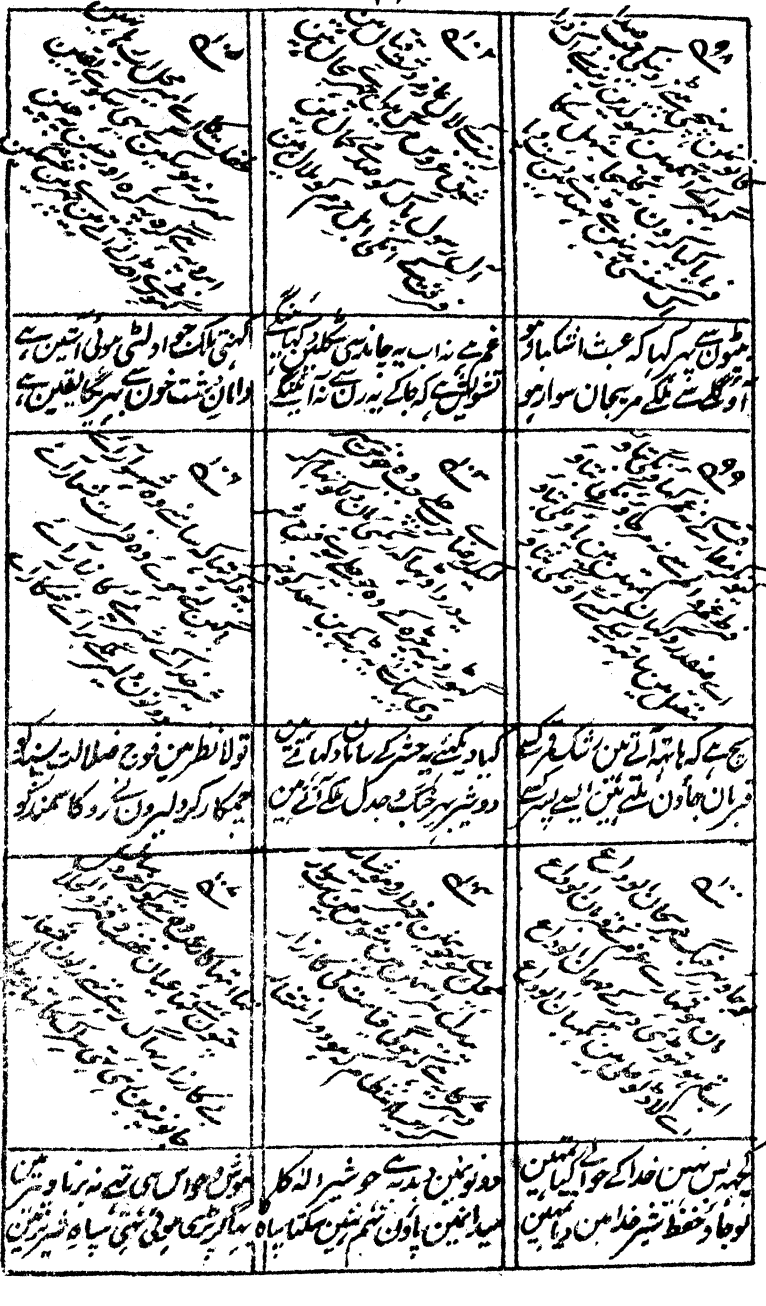

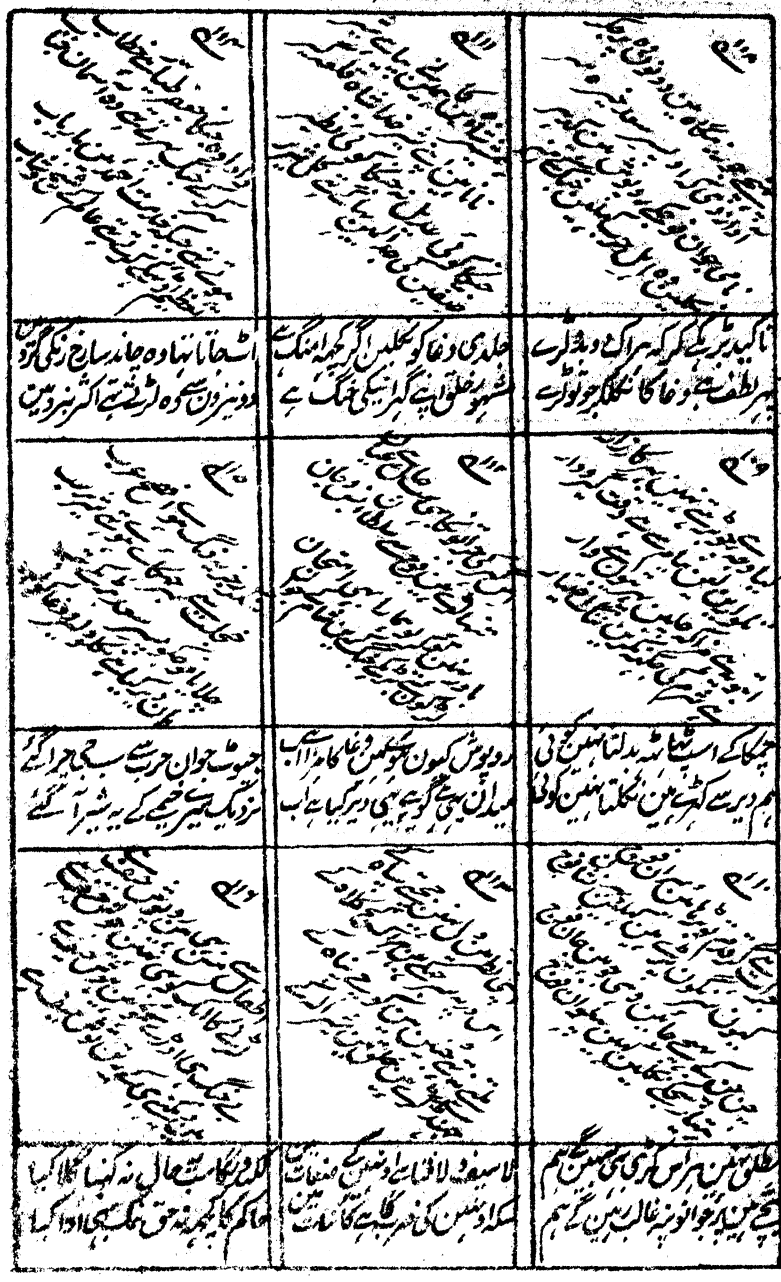

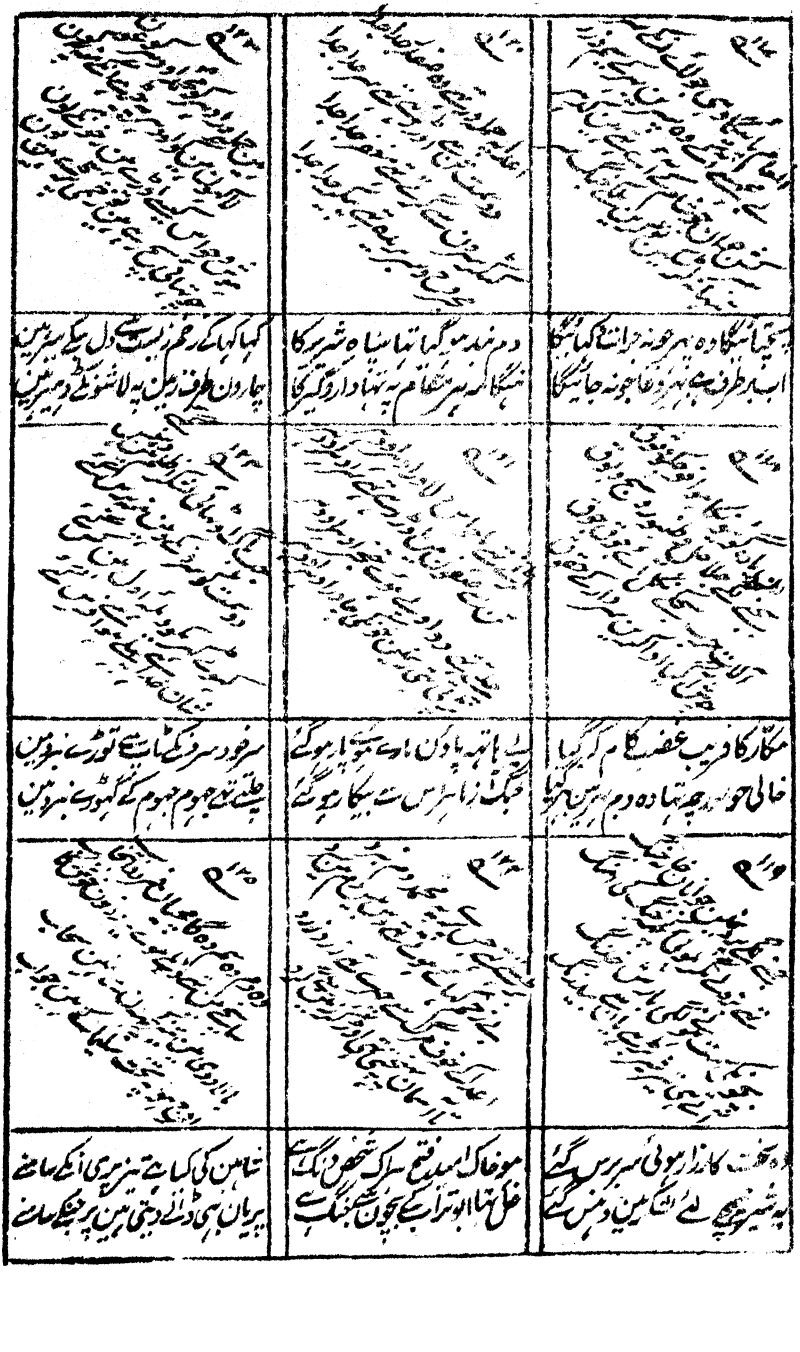

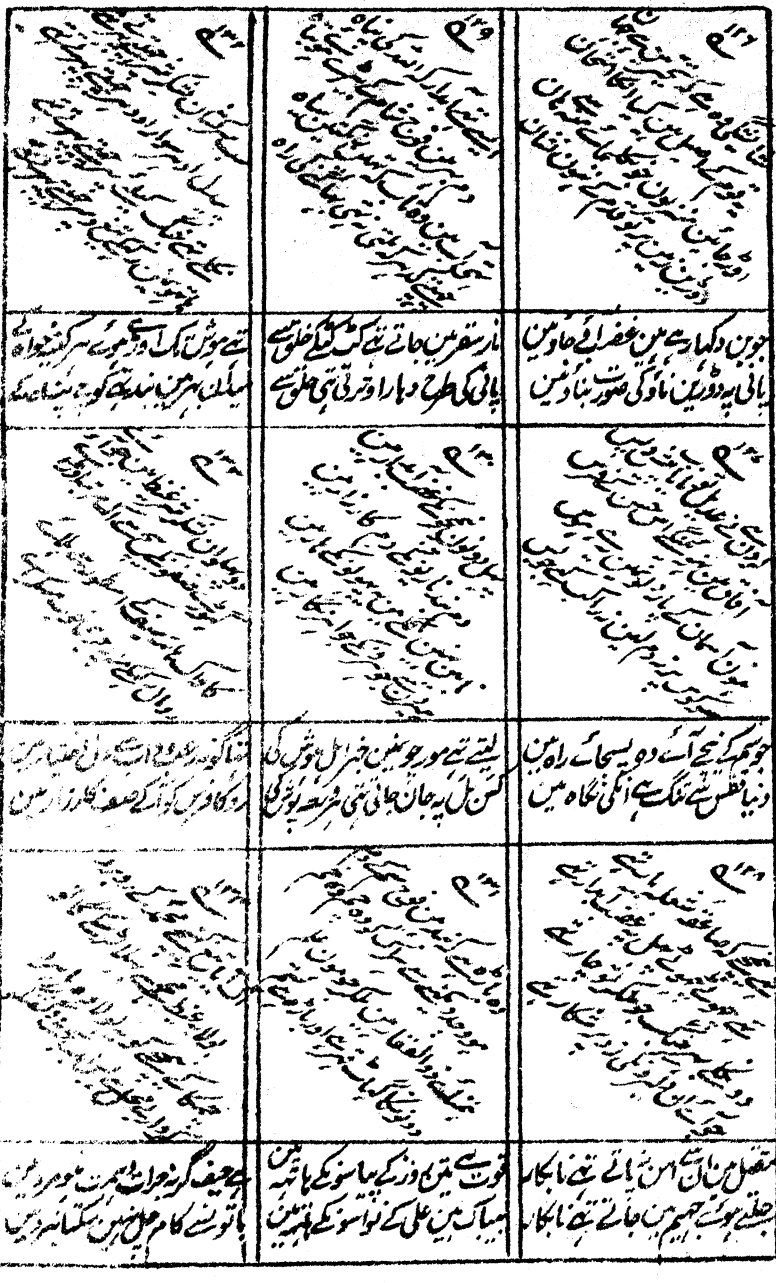

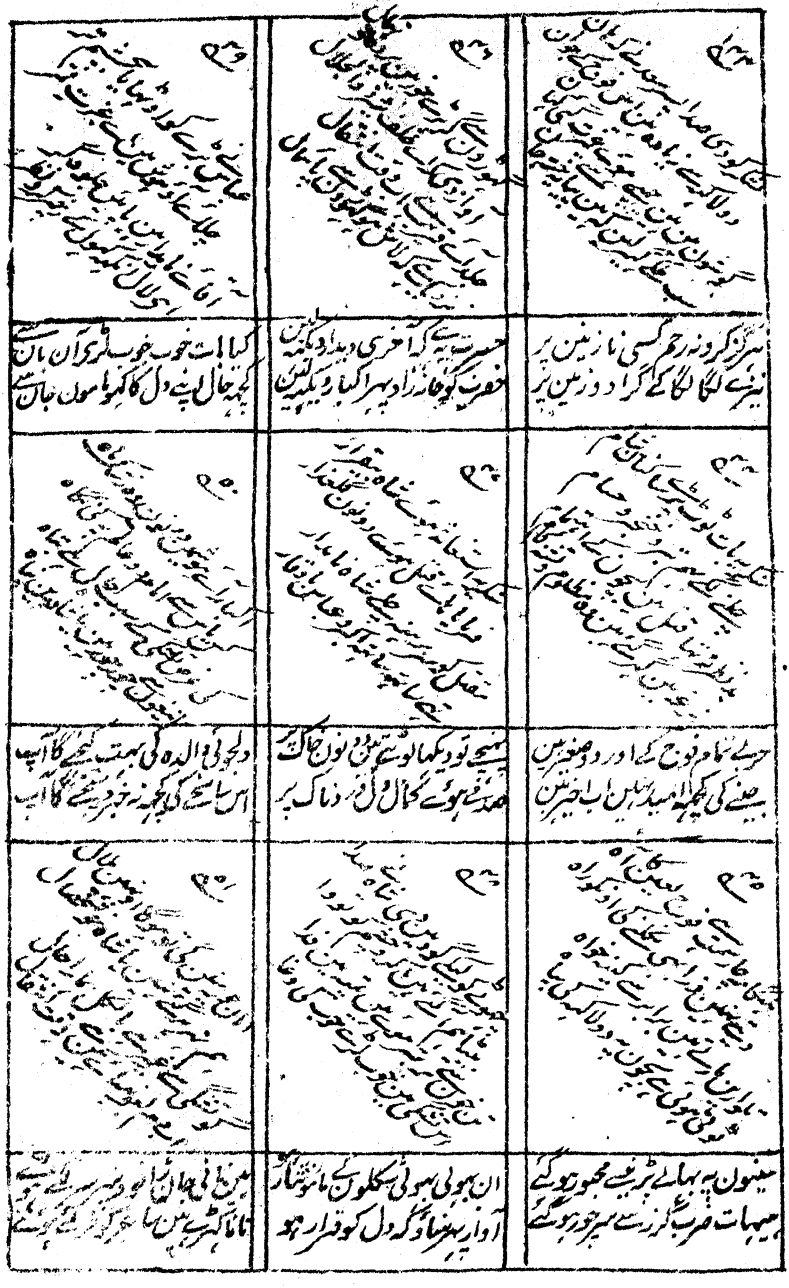

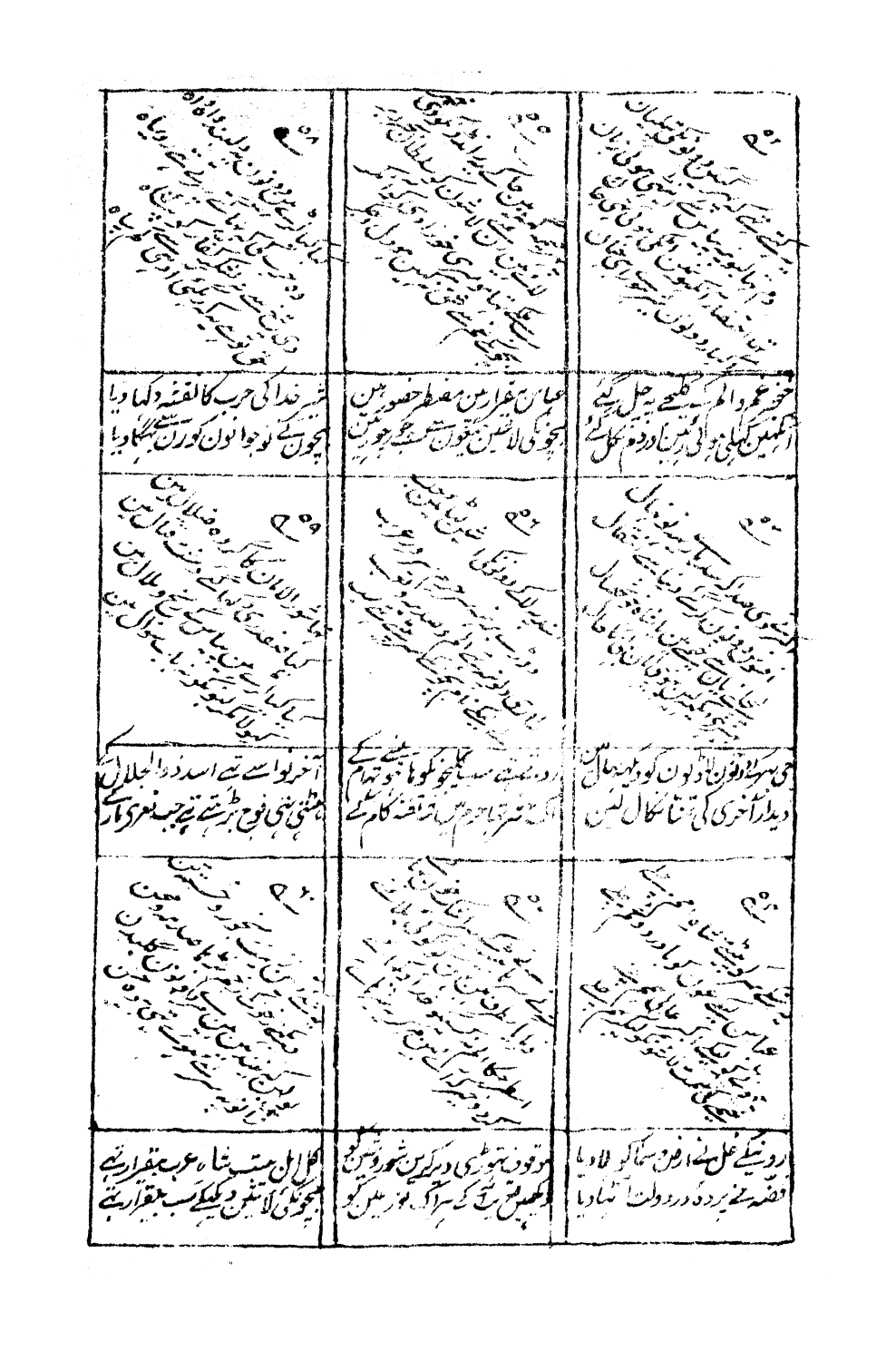

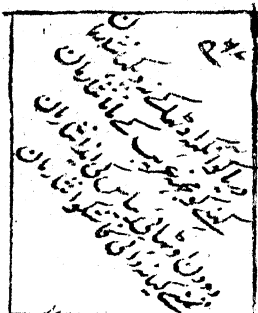

ضبط بکا سے ریت کا لقمہ بدل گیا
دشمن کا یہ سے لگ گیت کے کہیں دم نکل گیا

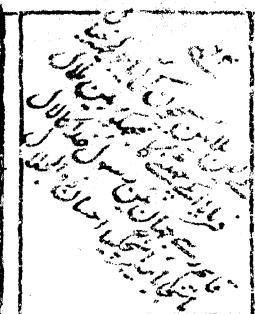

جائے خوشی ہے کیلئے آہ و بکا کریں
درگاہ حق میں شکر کا سجدہ ادا کریں

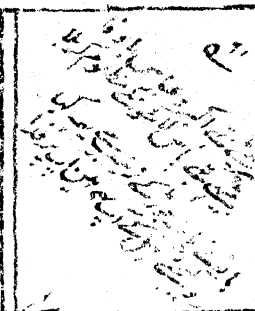

کچھ ہی دیا جواب غضب کو سہلکے
جب تک خاموشی مرا منہ تک رہے گئے

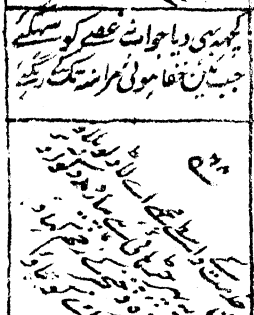

سب گھر پکارتا ہے یہ کچھ بولتے نہیں
کیا ہے جواب یہ آنکھو تو کیوں کھولتے نہیں

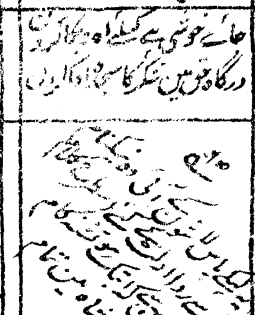

رہتے تھے شہید ہونے کے پیش الہ میں
میں وہ نخل دیتی ہوں آج گواہ میں

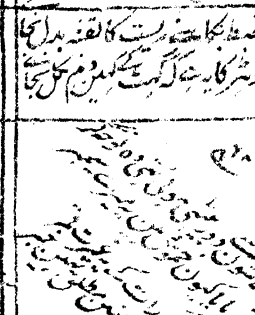

مرغ ہے اشقیا کا اسد ظفر نہیں
میں سر کو پٹتی ہوں تمہیں کچھ خبر نہیں

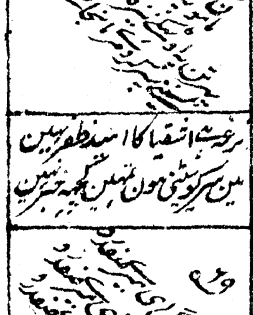

وعدہ کو کر گئے تھے وفا کر کے آئے ہیں
مقتل سے گھر میں لال مرے مر کے آئے ہیں

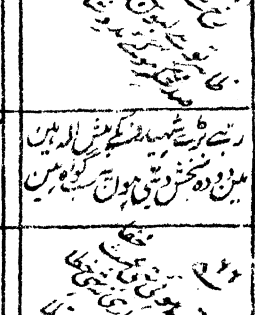

جو دم گنوا دیا نہ پھر اسکا پتہ آئیگا
رنجیدہ کام گئے یہ قلق ساتھ جائیگا

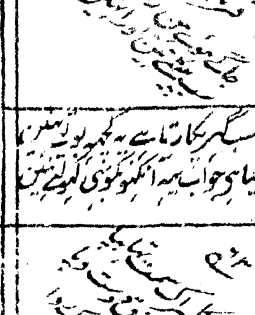

جانکاہ گو کہ حلق میں یہ جاوتہ ہوا
خوشنود تم سے ان ہوئی راضی خدا ہوا

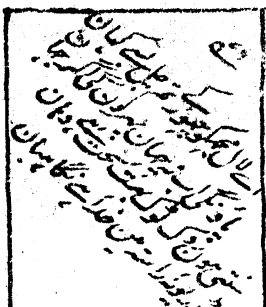

۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲
ماموں یہ صدمے ہوگئے کس آن بان سے	بستی اوجاڑ کر گئے جنگل میں سو گئے	جعفر کے نونہال ہیں داد ولی کے ہیں
کاہے امر اذرا نکالا زبان سے	ایسے سعید لال جدا مجھ سے ہو گئے	کہدیجو گو ہم ہی نواسے علی کے ہیں
۱۰۳	۱۰۴	۱۰۵
آلودہ خون میں سکل سر اک لڑکا کی ہے	زندہ نہ پھر کے آئے جہاں سے گذر گئے	مہمانی میں ماں کے جدا ہو کے رو دئے
بچو مو کہو گے ماں جیے قدرت خدا کی ہے	اور پہ مرتے وقت یہہ احسان کر گئے	قربان جاؤں کون سے جنگل میں سو گئے
۱۰۶	۱۰۷	۱۰۸
سوؤ گے آج خانۂ تاریک و تار میں	کیا کیا سعادتیں ہیں تمہ نوشت میں	بیٹے ہے اک امام حجاری لئے ہوئے
کس طرح نیند آئیگی تمکو مزار میں	پائی ابھی نہ پینا مری جان بہشت میں	اک لاش کو ہے اکبر غازی لئے ہوئے

مرنیکے بعد گلشن جنت کی سیر ہو
دنیا میں شاد کام ہوں اللہ عفی بہ خیر ہو

رباعی

اک آن میں دور تک قضا کی ہو
گھوڑے پہ گر سوار تو جلدی سوار ہو
نعش سے جا کر میں آگے نہ نکلے کبھی
فرماں روا کہ زیر قضا کے اسیر ہو

رباعی

دل سے ہو یاد کی نہ زباں پر کبھی
دیکھو جو مومنوں کو حسد سے نہ دیکھو

سلام

کل جو کہ آکے خیمہ میں فرمایا دم بدم
ہے ہے ہمارے ساتھ کے سب مر گئے ہیں ہم
کیونکر نہ ہو ملال کہ ہم سے ہیں ہم قدم
دو بیر کی ہے بھائی کا دو بیر کی ہے بہن
دولہا جو بن حواس کا کاکل ہے پر شکن
ماں مرزا شاہ کی ہے جو تو نظیر کا ہے بیٹا
ہمشیرہ کی کلف حیات ہمارے ہے بھانجا
دو جوان چل بسے ہیں کلاں ہم سے بیش و کم
دو جان دل کی زندہ ہے مونس ہمارا غم
حافظ ہے ایک جو کہ ہے دو سو کا یاد قرآن
ایک کم سن ہیں لاکھوں میں ایک قدر داں
ایک کو ہے ادا جو چلے یاد ہے قرآن
چند کو روزہ دو روز کا آسمان ہے امتحان
ظالم سے کیا عجب ہے جو لے جائے بے خبر
اس سے بھی ہے سوا یہ ہے بھوکے کا خوان تر
قبر میں ساتھ کوئی نہ جائے گا جان من
کیونکر نہ ہو ملال کہ ہم سے ہیں ہم قدم
دو بیر کی ہے بھائی کا دو بیر کی ہے بہن
ماں مرزا شاہ کی ہے جو تو نظیر کا ہے بیٹا
ہمشیرہ کی کلف حیات ہمارے ہے بھانجا
دو جوان چل بسے ہیں کلاں ہم سے بیش و کم
دو جان دل کی زندہ ہے مونس ہمارا غم
حافظ ہے ایک جو کہ ہے دو سو کا یاد قرآن
ایک کم سن ہیں لاکھوں میں ایک قدر داں
ایک کو ہے ادا جو چلے یاد ہے قرآن
چند کو روزہ دو روز کا آسمان ہے امتحان
ظالم سے کیا عجب ہے جو لے جائے بے خبر
اس سے بھی ہے سوا یہ ہے بھوکے کا خوان تر
قبر میں ساتھ کوئی نہ جائے گا جان من

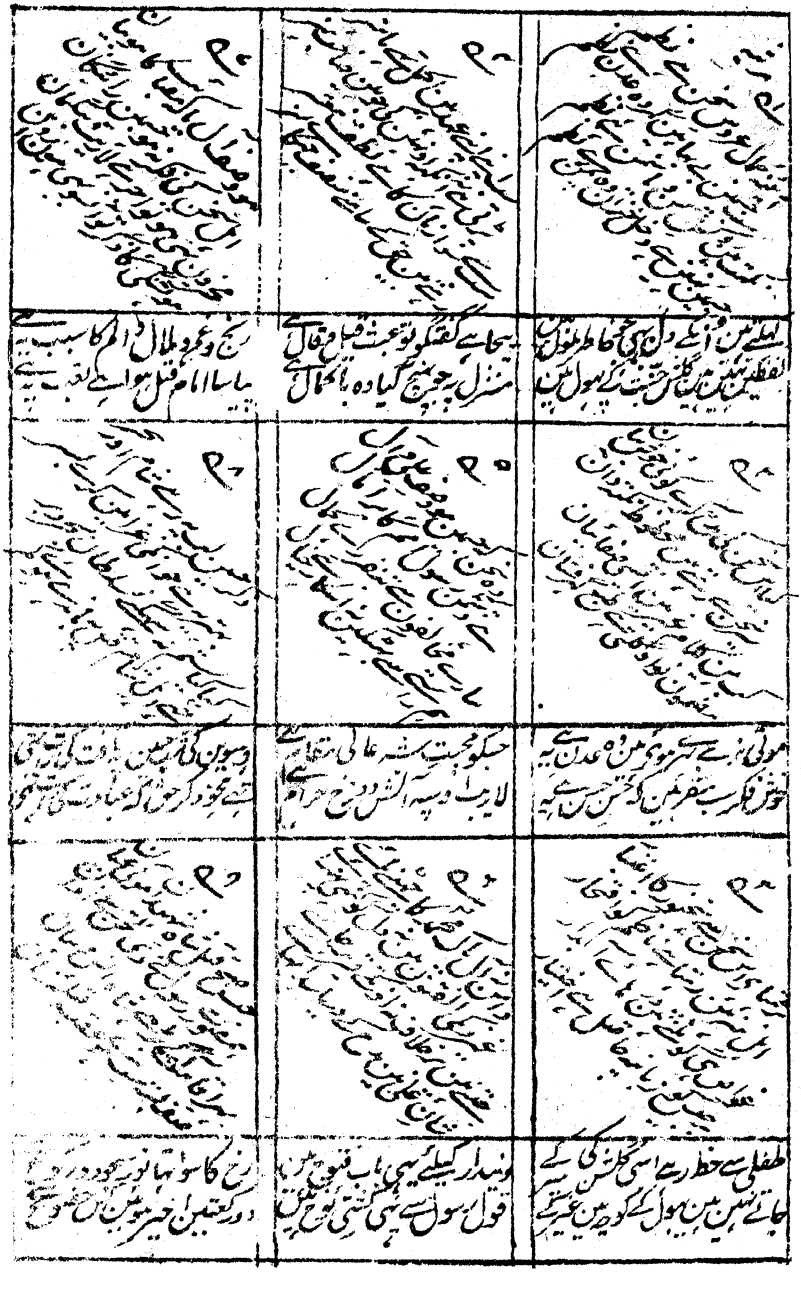

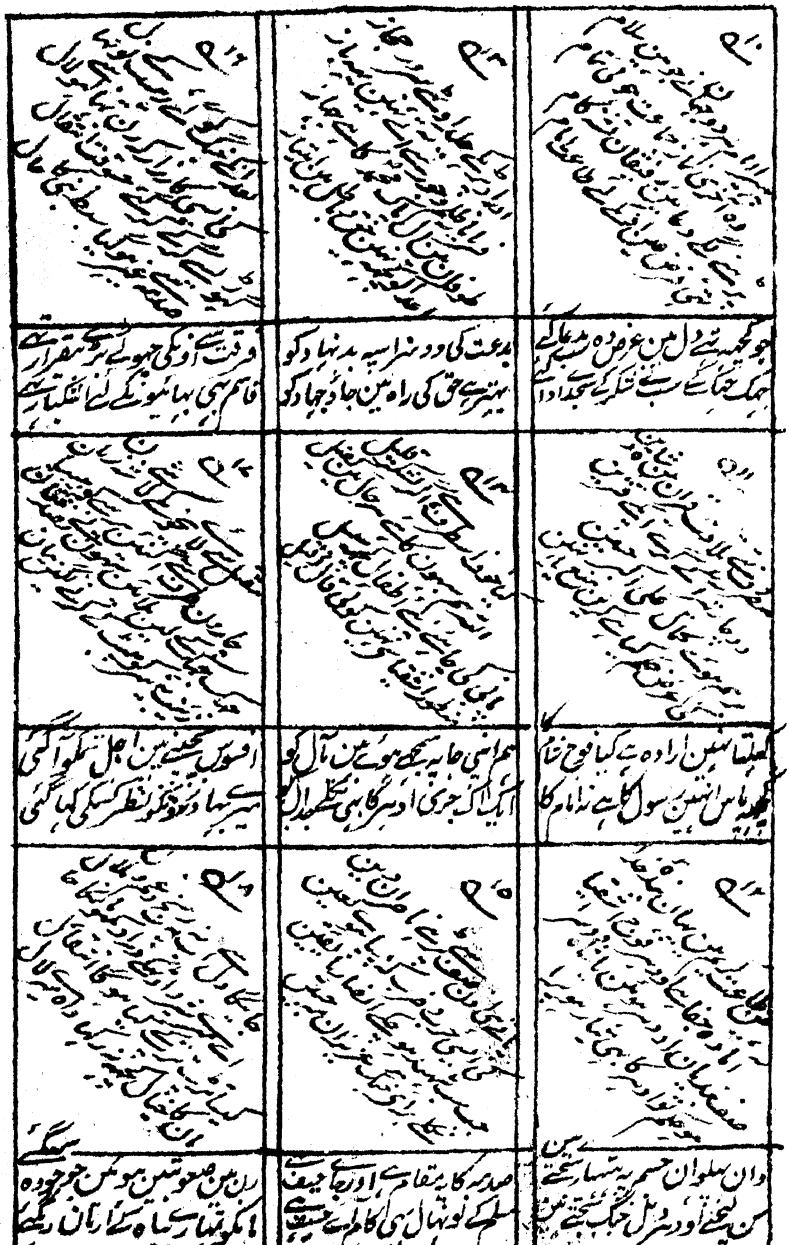

۳۶

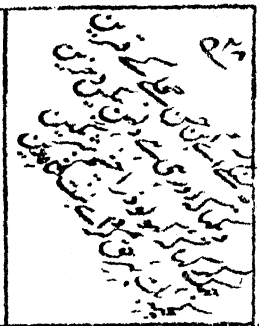

گلشن تمام ہو چکا دل درد مند ہے
صاحب نہ رو ذرا صبر خدا کو پسند ہے

۳۷

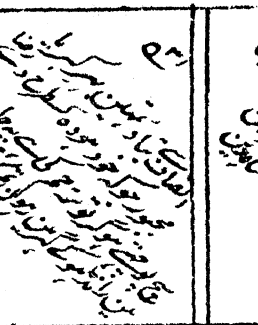

فرقت تمہاری دل کو بہت ناگوار ہے
صاحب بن آئے جو وہ کرو اختیار ہے

۳۸

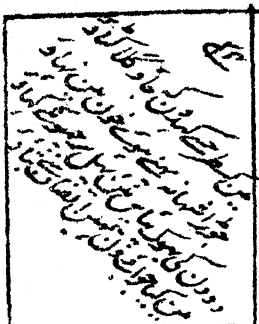

مجبور ہر طرح سے ہوئے اختیار ہو
مانع اگر ہو میں تو نہیں ناگوار ہو

۳۹

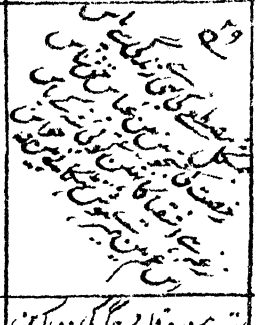

بہتر ہے درد قلب جگر کی دوا کریں
مرنا نہ اختیار کریں ہم تو کیا کریں

۴۰

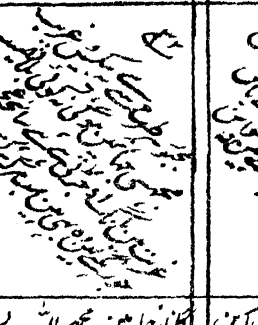

گلزار جاں میں مجھے للہ لے چلو
بیہوش و نیم جاں ہوئے کو ہمراہ لے چلو

۴۱

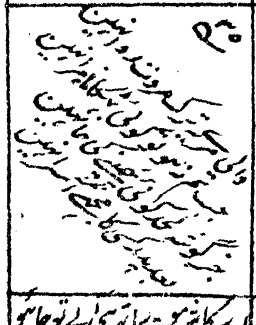

اے کاش موت ساتھ ہی لے تو جائیو
میرا جنازہ جیسے سے جائے تو جائیو

۴۲

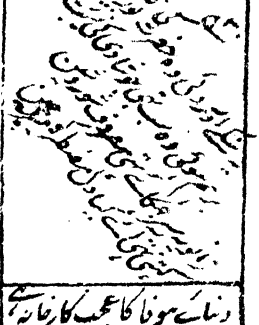

دنیائے سوفا کا عجب کارخانہ ہے
آل رسول پاک کا دشمن زمانہ ہے

۴۳

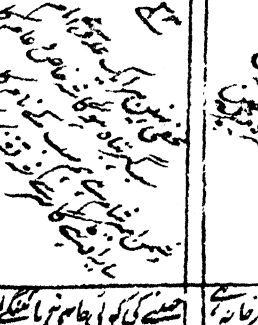

جینے کی کوئی چاہ نہیں مانگتے اہل بیت
مرنے کی شہر شام میں جا مانگتے اہل بیت

۴۴

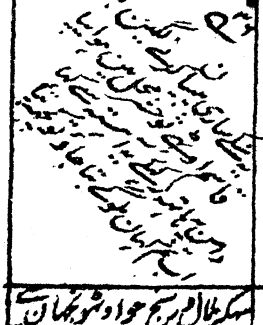

بہکر طال در سبح جواد شہ جہان سے
رہو ہر دن یہیں بہشت میں ہیں گرش شاں

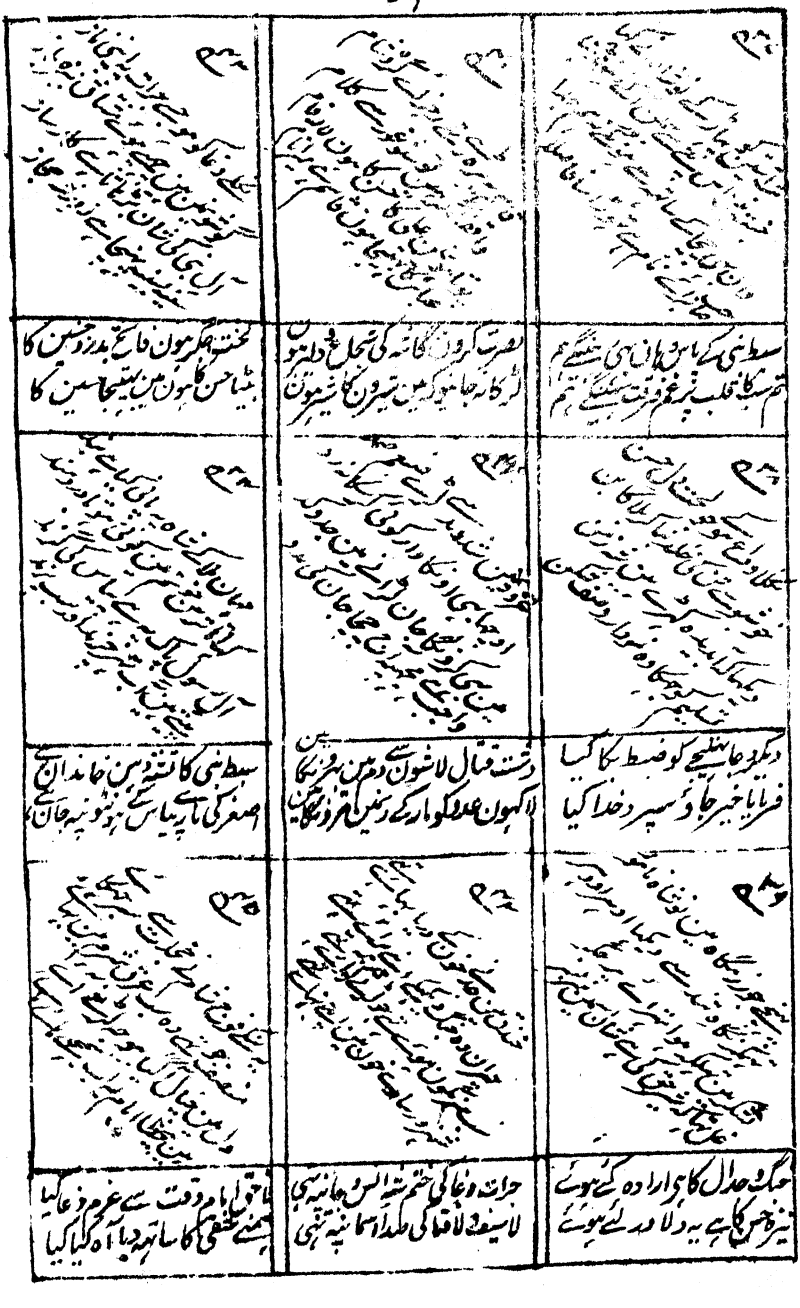

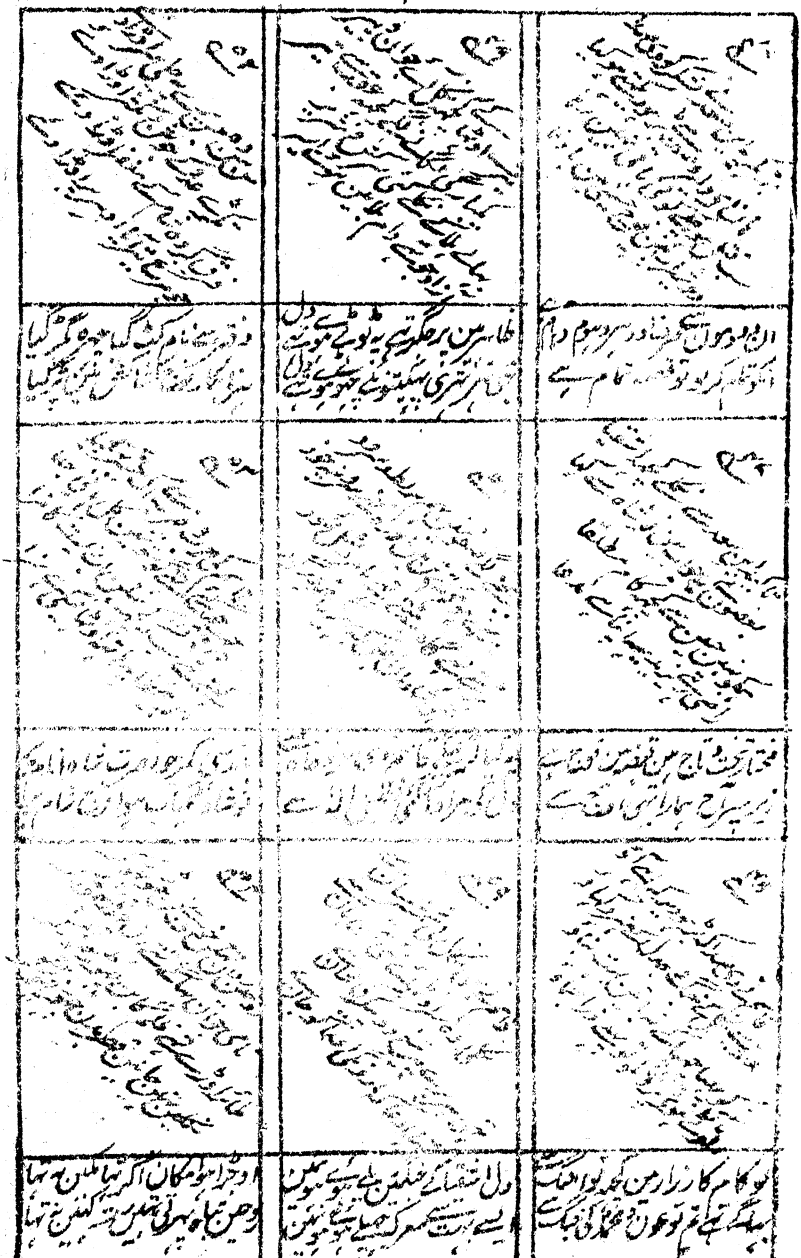

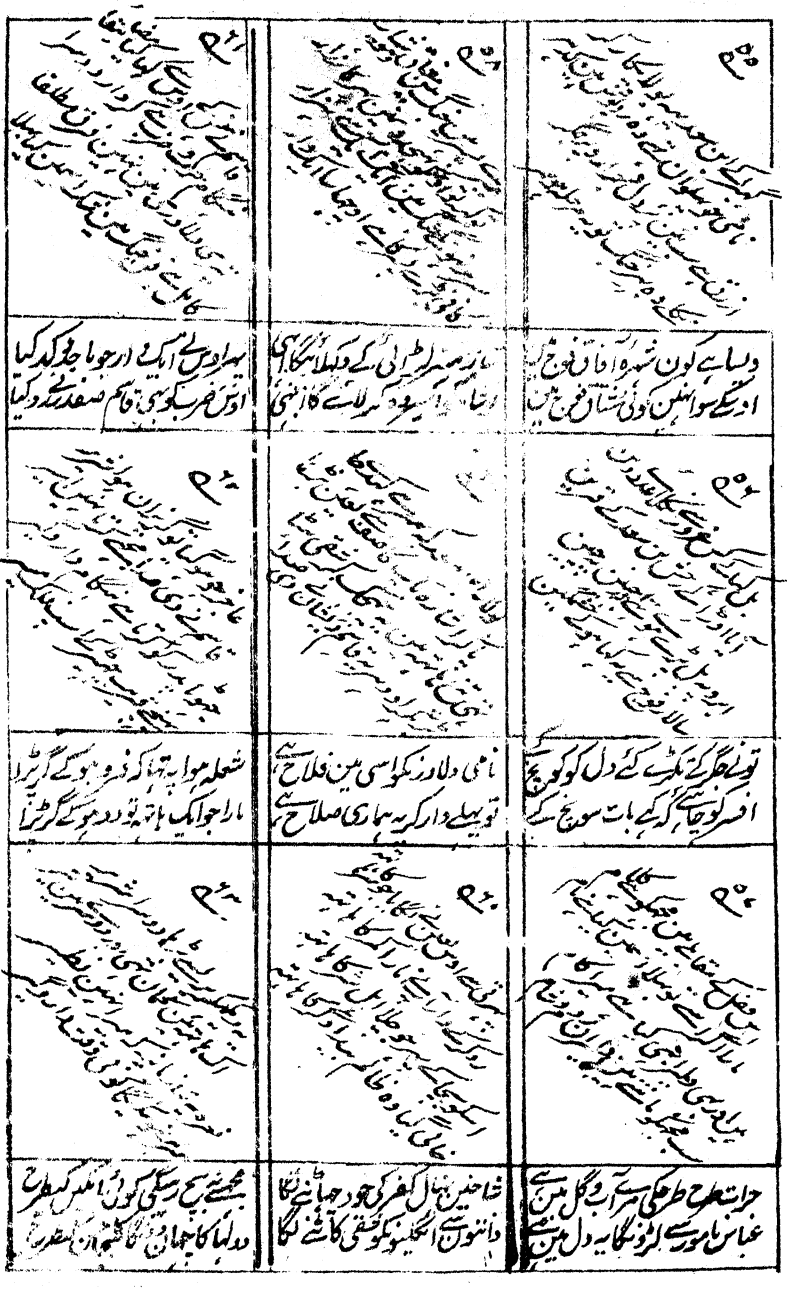

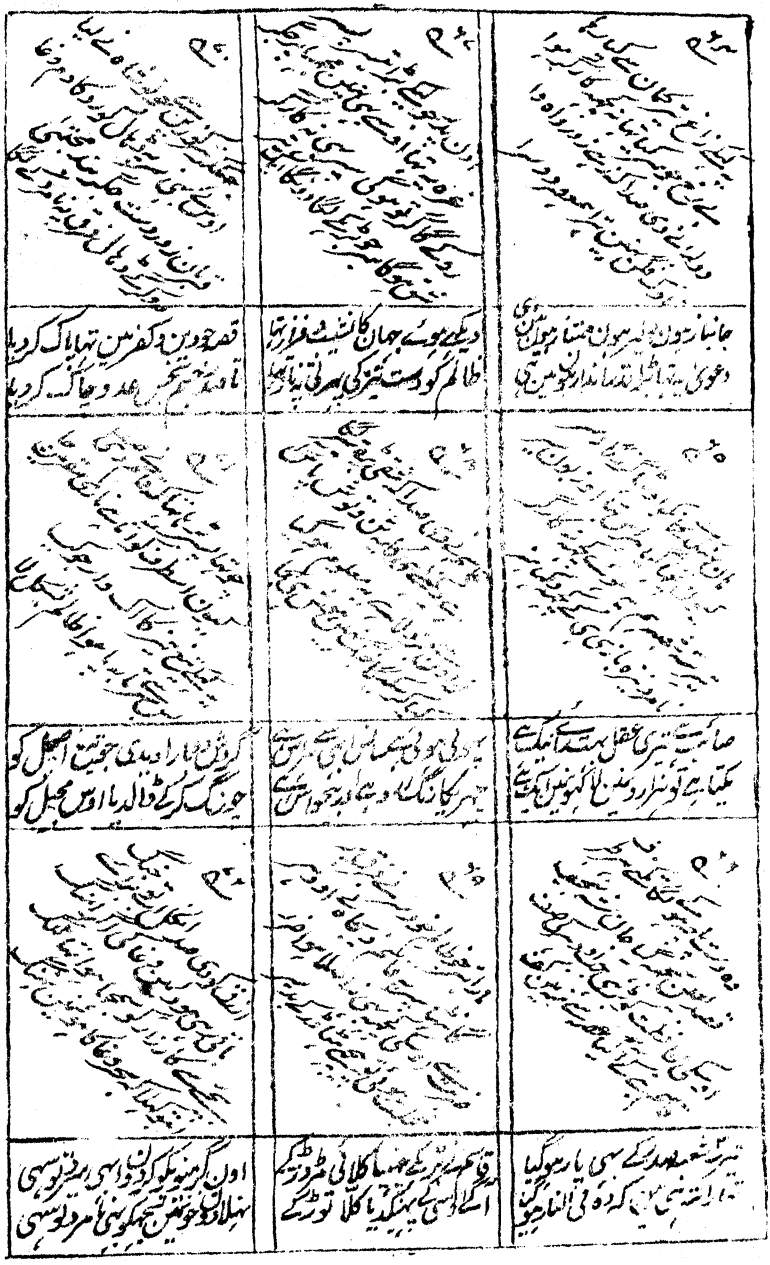

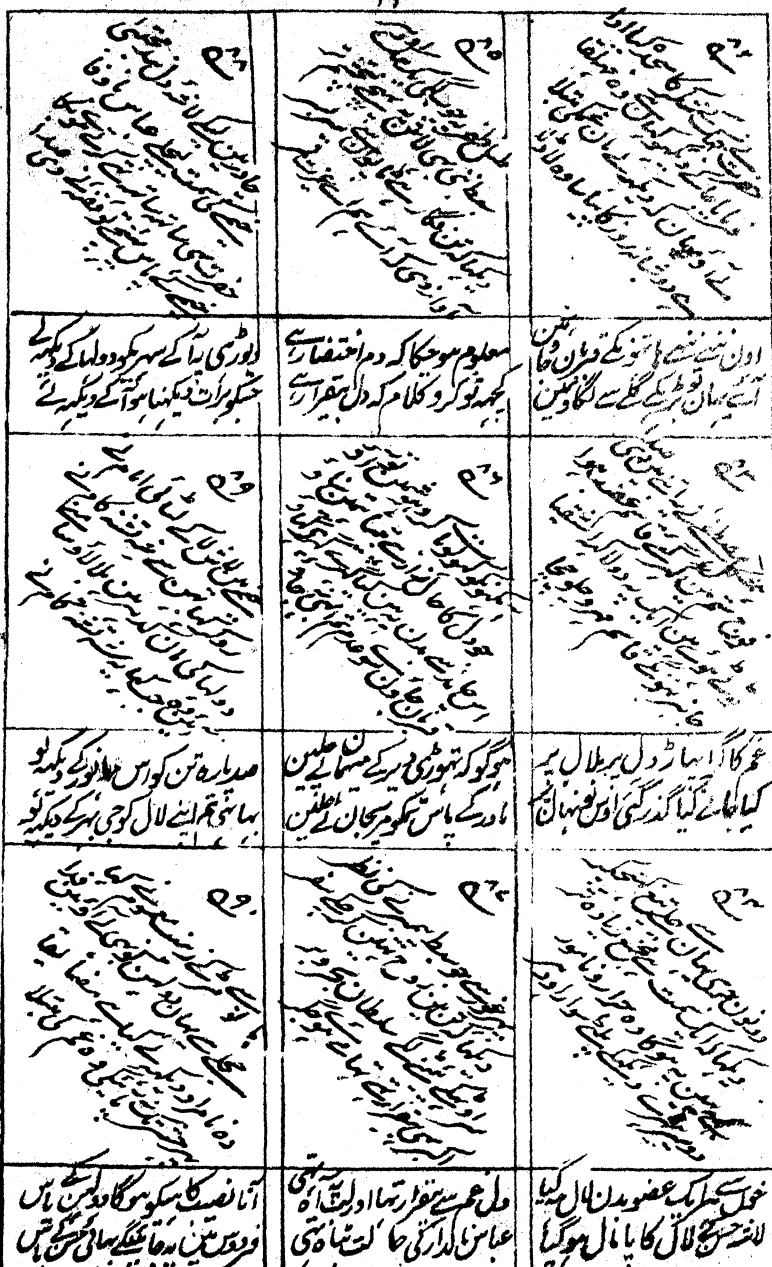

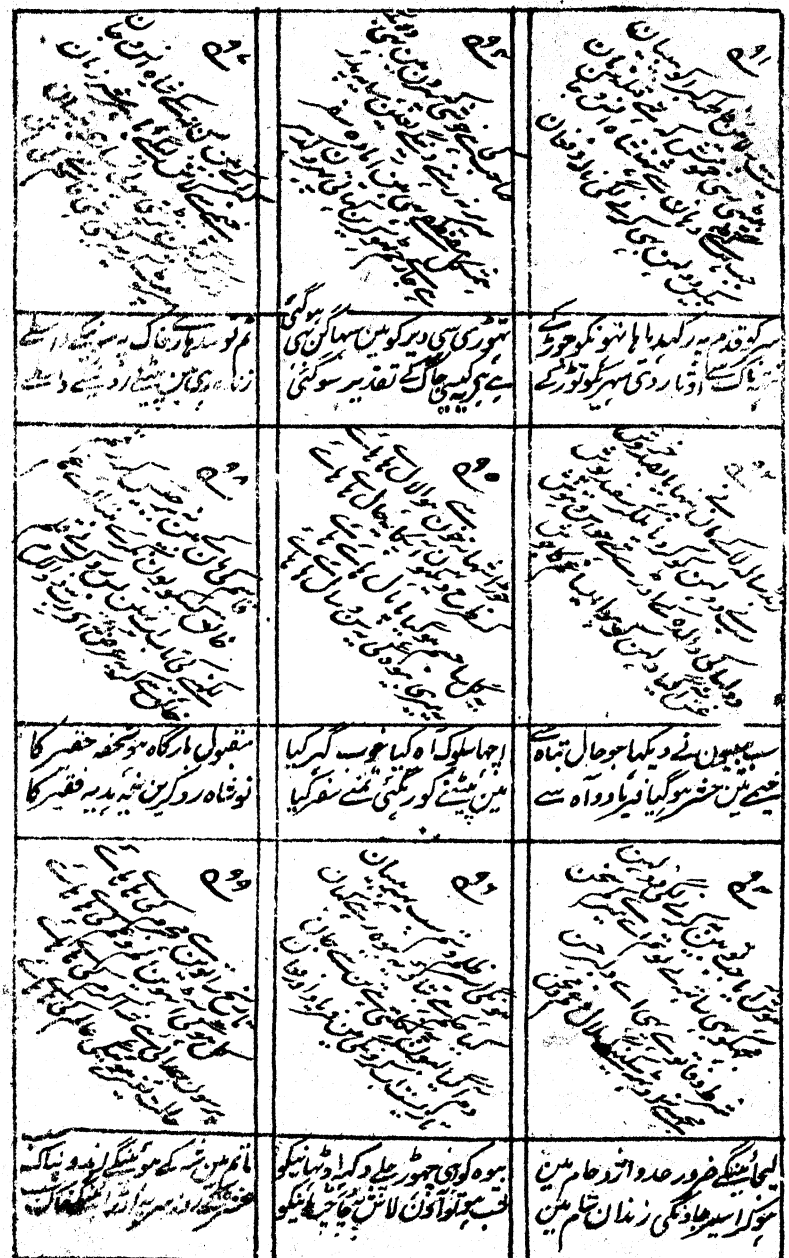

رباعی

شربت کیا ملا نہ شبا فی بہت سے
پر خون ہو لی پوشاک شہا فی بہت سے
مادر کہی تھی لاشہ کا ہم پر
مسی میں ہی تیری جو لی بہت سے

رباعی

ماں کہی تھی کچھ مرا نہ کل ہمارا بیٹا
قسمت میں کوئی نہ رہ گئی دل بہلانا بیٹا
دو لیا ہے تو نہ ہی آئی قاسم
ہے ہے اب کیا نہ ہوا ہم پر ستم ہائے بیٹا

رباعی

صبح دم شکون کرتے ہیں
شکر شادی کا ذکر کرتے ہیں
آشنا دوستا ہم سا کوئی ہوئے گا
نوشاہ زمانے کے جیسے دولہے تھے

سلام

دور ای ظلم سے ہوئی ہمیں کہاں بانی
ہے حسن ہمکا نہ جسے نانے بان بانی رہا
اون مصائب کا زبان پر سان بانی رہا
شبیر کل تم شہید کہاں ہوئے
لیکے کل اپنی کہاں کو تم ہو پر ہمیں
پیشتر شبیر ہمیں تم سنان بانی رہا

سلام

اگر اگر دن ما نگے کہ ای کردگار
تیرا جاوہ ہم پر تمہیں جہان بانی رہا
ای شہ بندہ من انصاران شاہ کربلا
کیا ہمیں لطفات عادوا بانی رہا
سلام

سلام مظلوم عالم جناب کوئی زبان بانی

ای فلک تم کیا کرو ڈالے ہی ستم
چھوڑ شاہ کو اکبر کا سہارا ہی نہ تھا
ارے ظالم تم کیا کرو ڈالے ہی ستم
چھوڑ شاہ کو اکبر کا سہارا ہی نہ تھا
ظالمو تم نے شہ کی کیا کی
فضل کی ہے بڑی کا فاندان بانی رہا

رباعی

جرگ گرگ ہو کے ہوئے ہیں
ہم سا کوئی ہو تو ہم سا ہوئے ہیں
اگ کہاں بطحی کا نور ہو
ہم تو ہم ہیں ہمارے ہم سا ہوئے ہیں

رباعی

ہم سا کوئی ہو تو ہم سا ہوئے ہیں
ہم سا کوئی ہو تو ہم سا ہوئے ہیں
اگ کہاں بطحی کا نور ہو
ہم تو ہم ہیں ہمارے ہم سا ہوئے ہیں

رباعی

ہم سا کوئی ہو تو ہم سا ہوئے ہیں
ہم سا کوئی ہو تو ہم سا ہوئے ہیں
اگ کہاں بطحی کا نور ہو
ہم تو ہم ہیں ہمارے ہم سا ہوئے ہیں

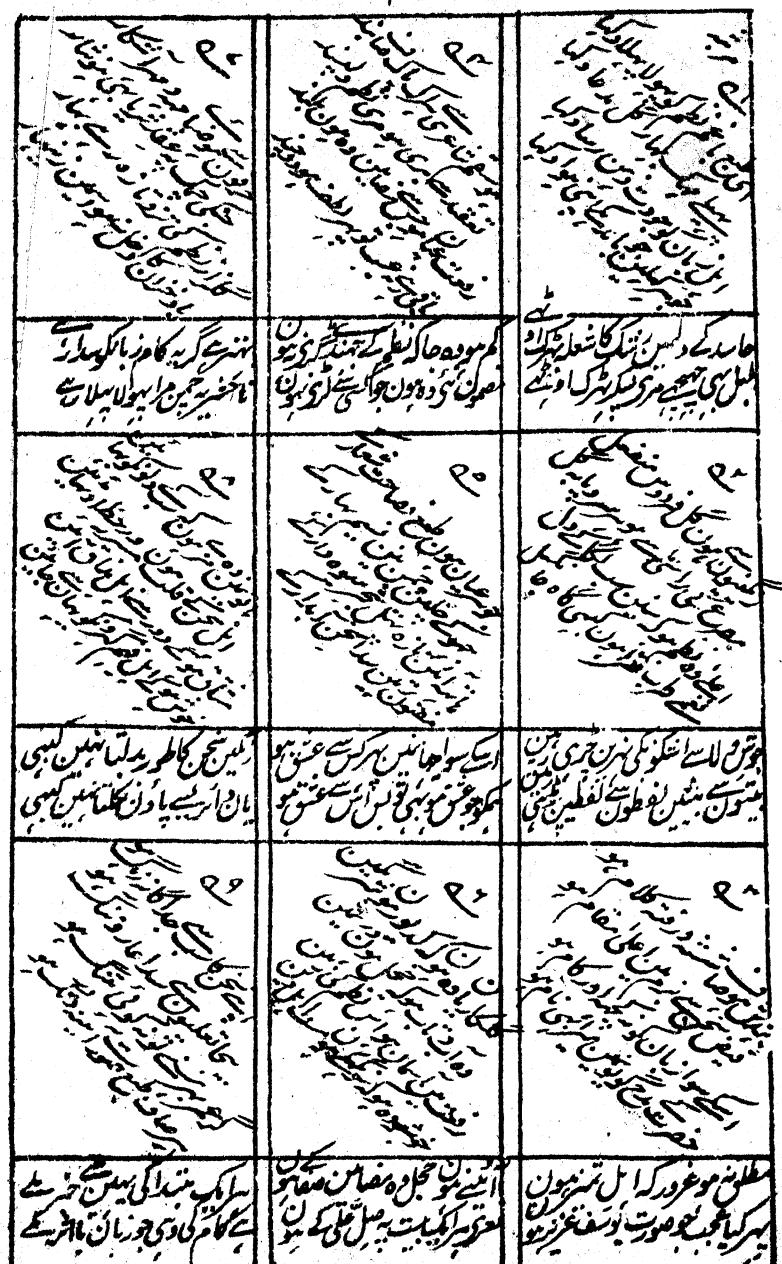

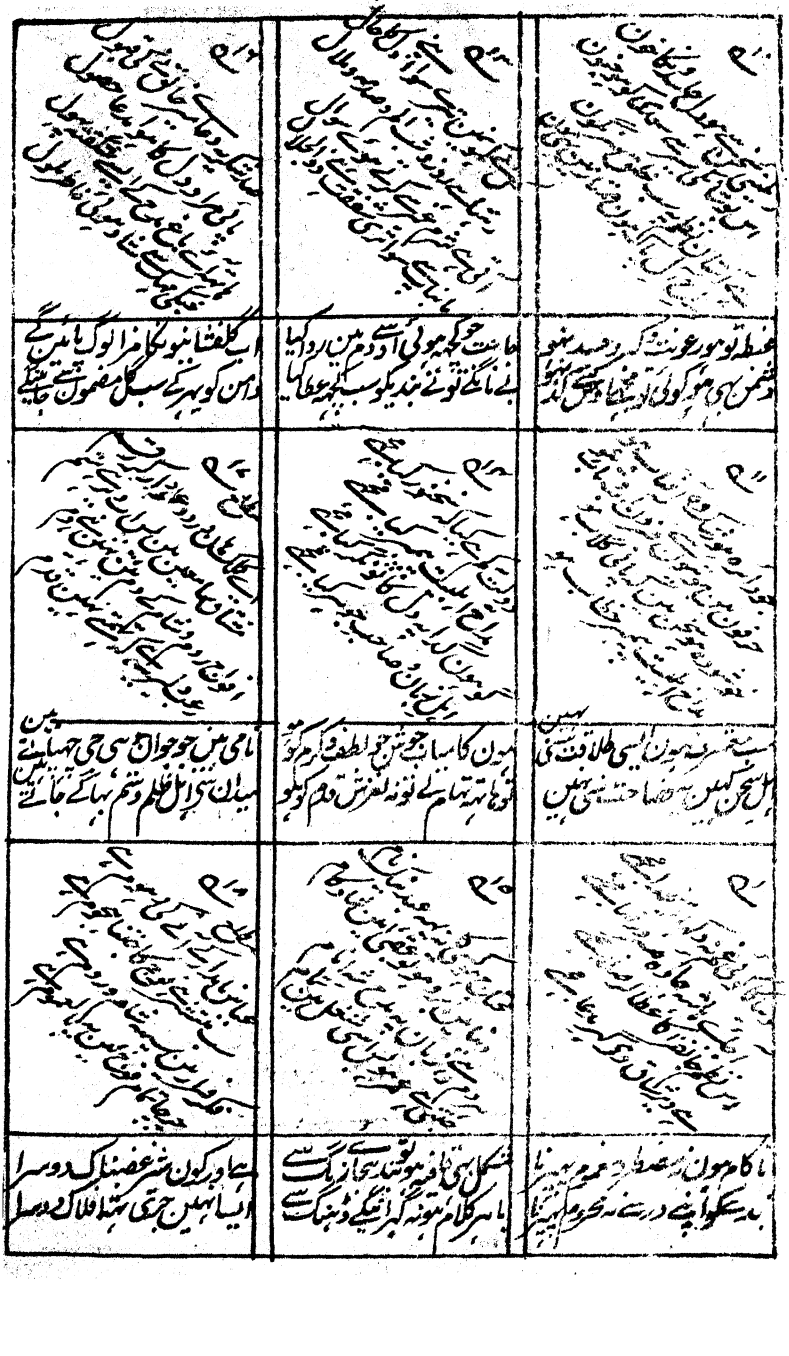

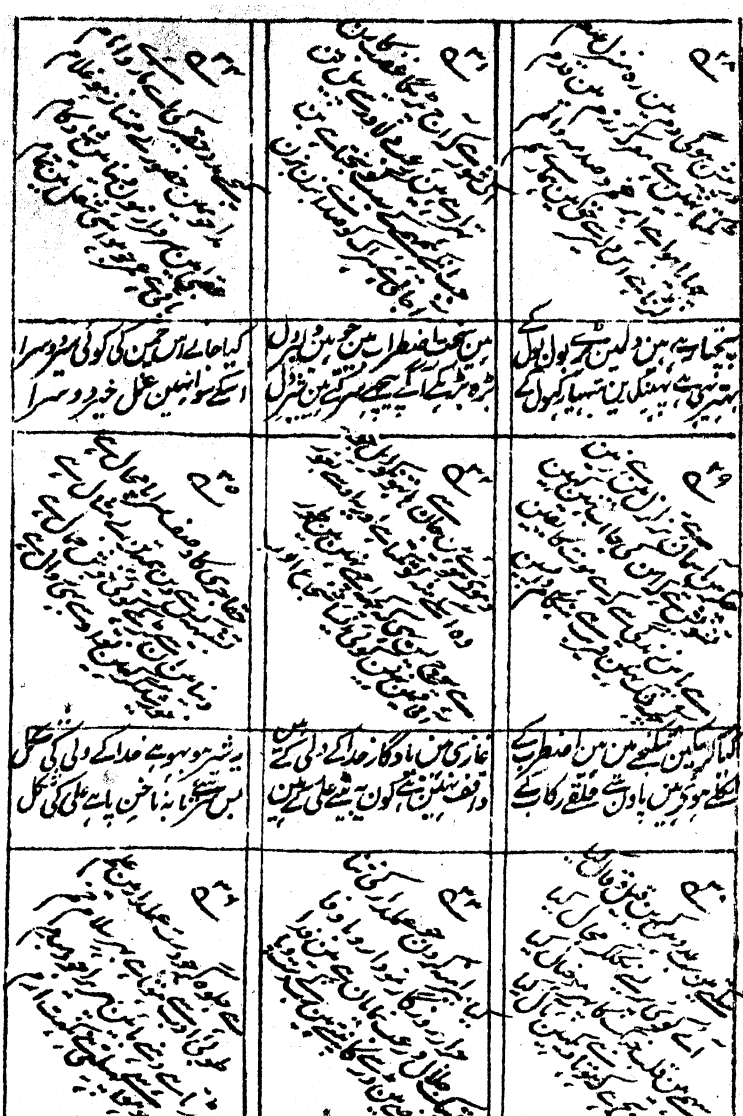

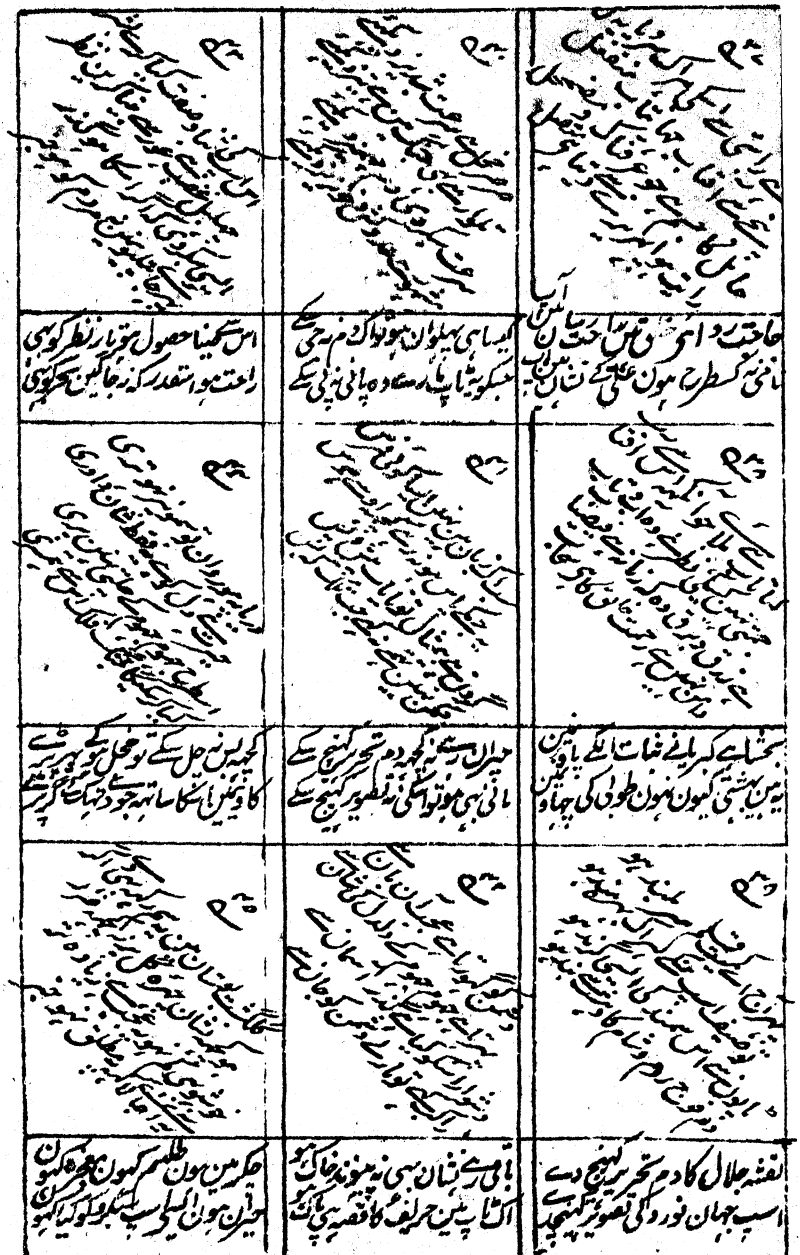

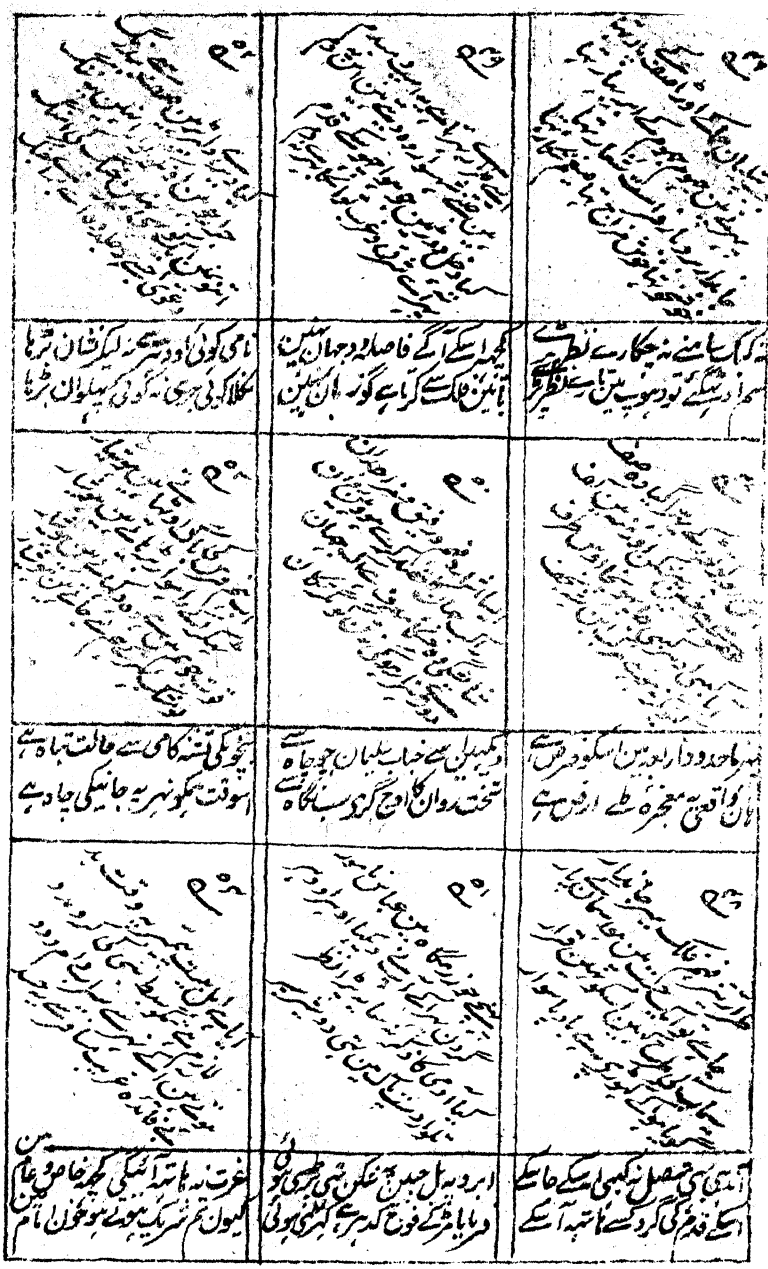

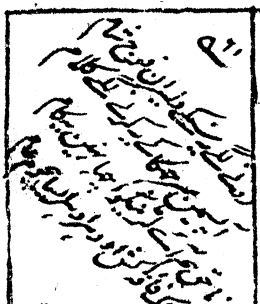

جا نہ ہو سکیگے عطش سے ندھال میں
ہاتھ نہیں جانی کو رہے ہیں اور عیال میں

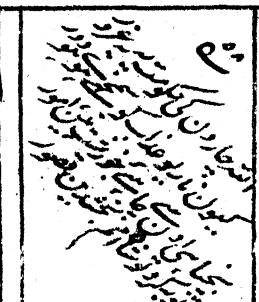

بیکس و دست ظلم و تعدی ہوا ہے
سید پہ جور کر کے انہیں فخر و ناز ہے

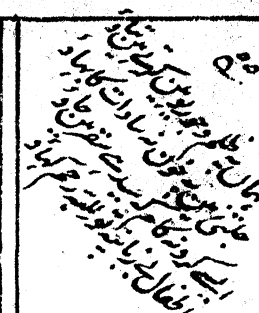

غربت یہ اس غریب کے دل ٹکڑے ہوتے ہیں
کردوں کو دیکھ کے ہوئے کڑھ رہے ہیں

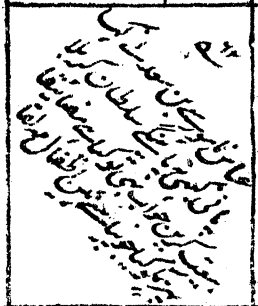

غربت رہے نہ مرجعہ کفار میں پھریں
مرسکے وہ نہ کوچہ و بازار میں پھریں

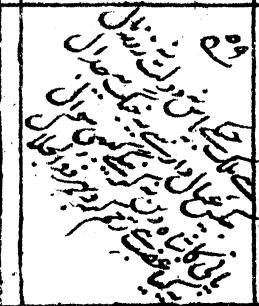

کاٹے پڑی ہے ہمیں عطش سے زبان میں
مظلوم ایسا ہوگا نہ کوئی جہان میں

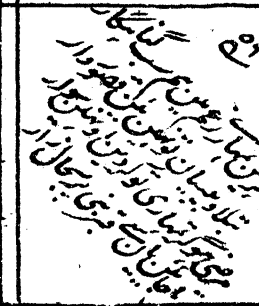

بے نفع و ثواب پھریں از دحام میں
زائد ہیں ضرور جائیں گی دربار عام میں

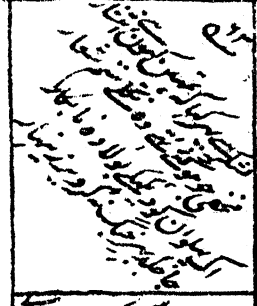

جا کر رہیں مدینہ خیر الانام میں
بے نفع و ثواب پھریں از دحام میں

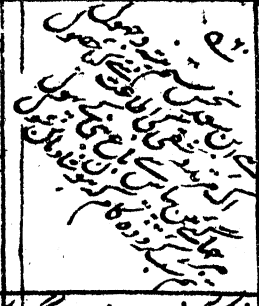

نانا کہ آج خلعت انعام پاوینگے
اپنے ہی کو حشر میں کیا نہ کہلاوینگے

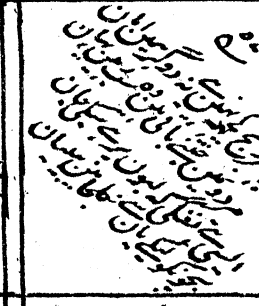

کیوں اس جری سے ہوکے سپاہ دو چار ہے
ممکن نہیں ہے فتح نہ جنگ کہ توڑ ہے

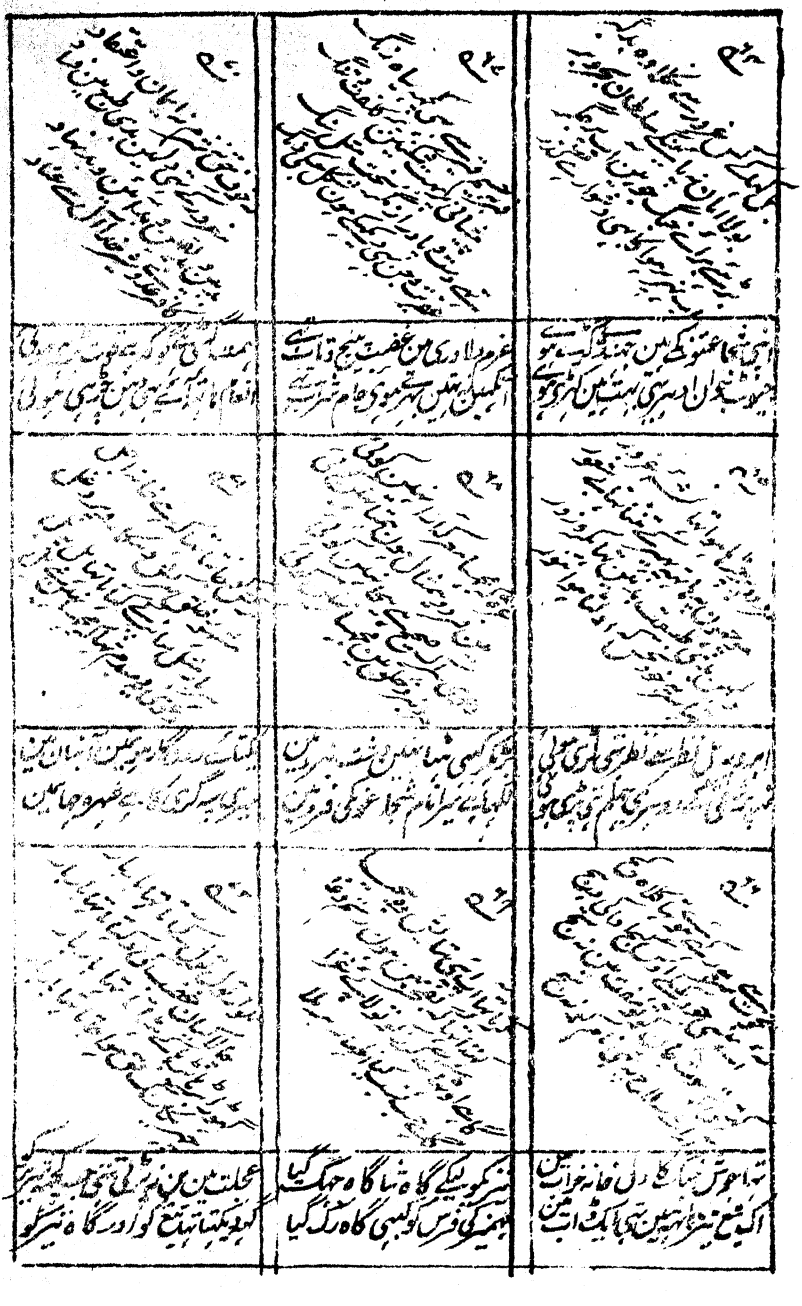

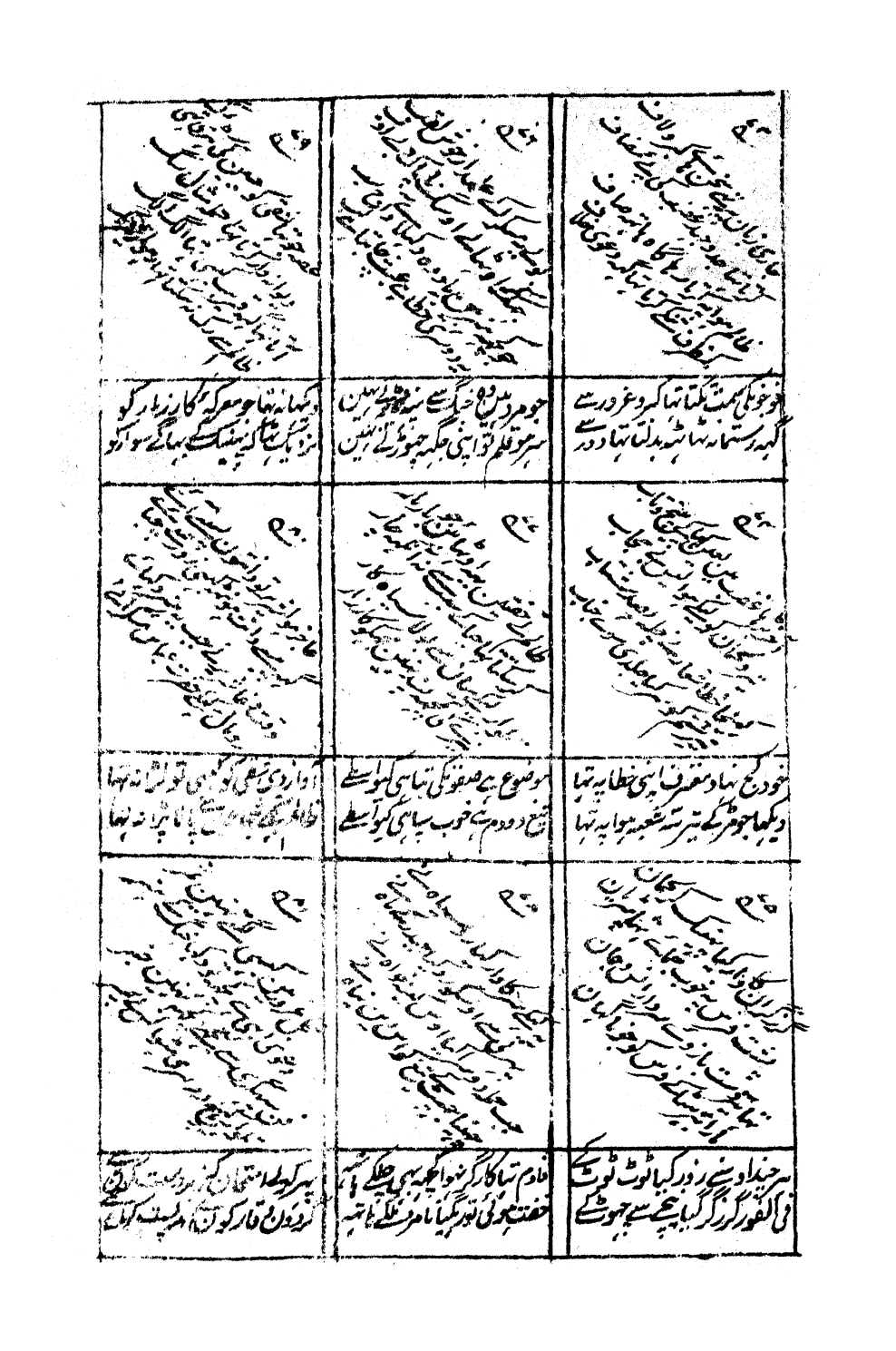

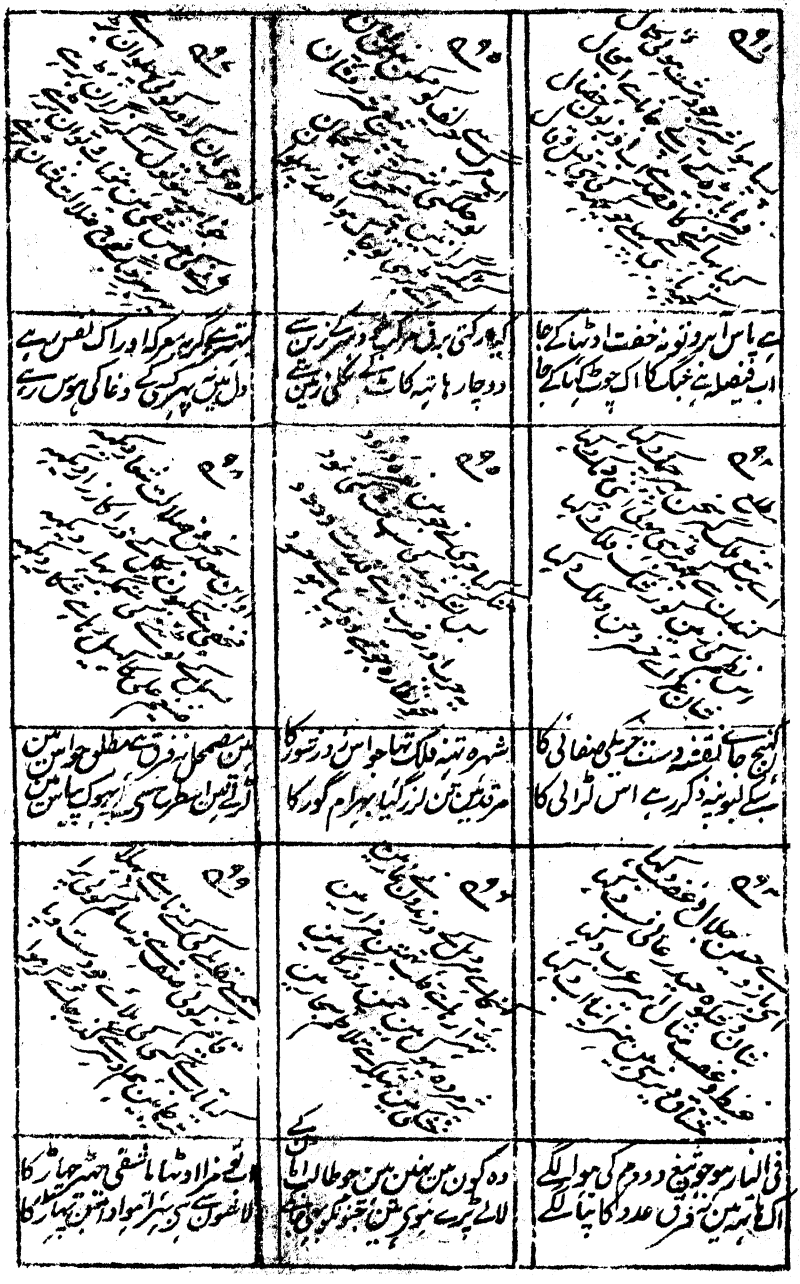

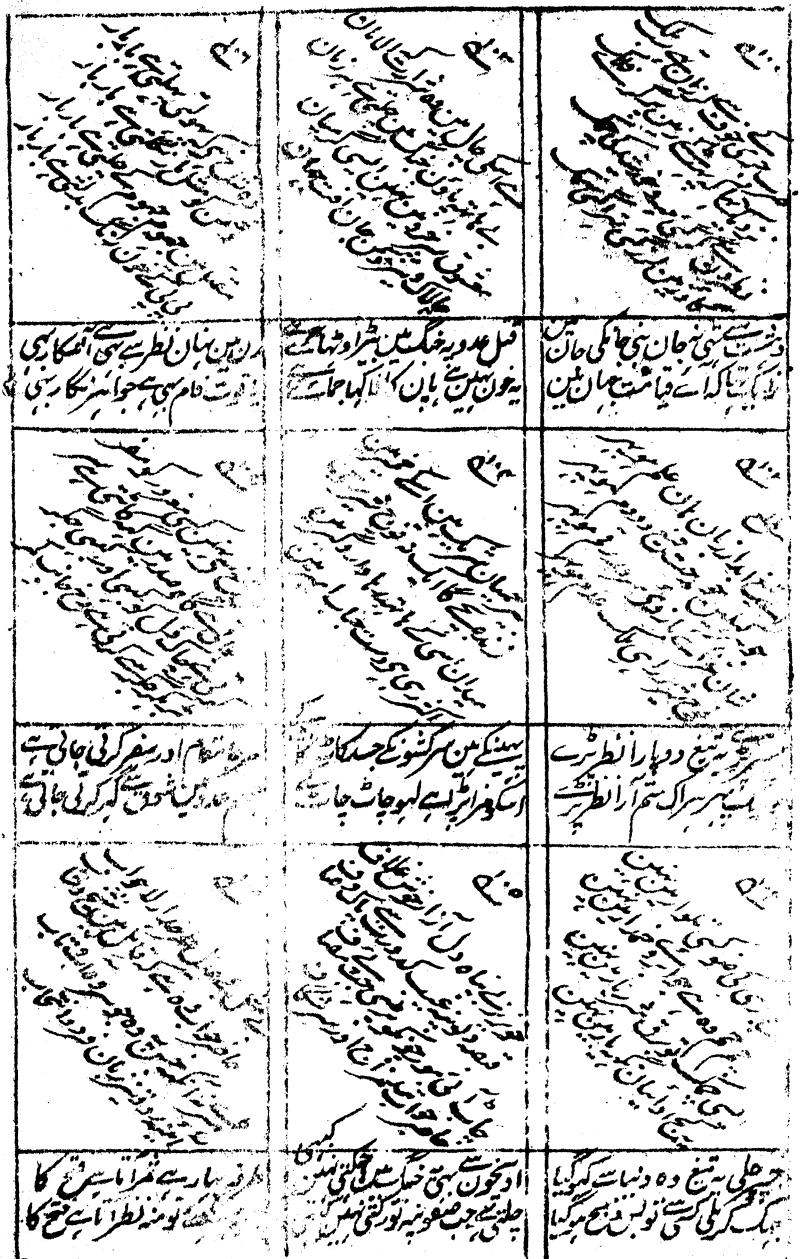

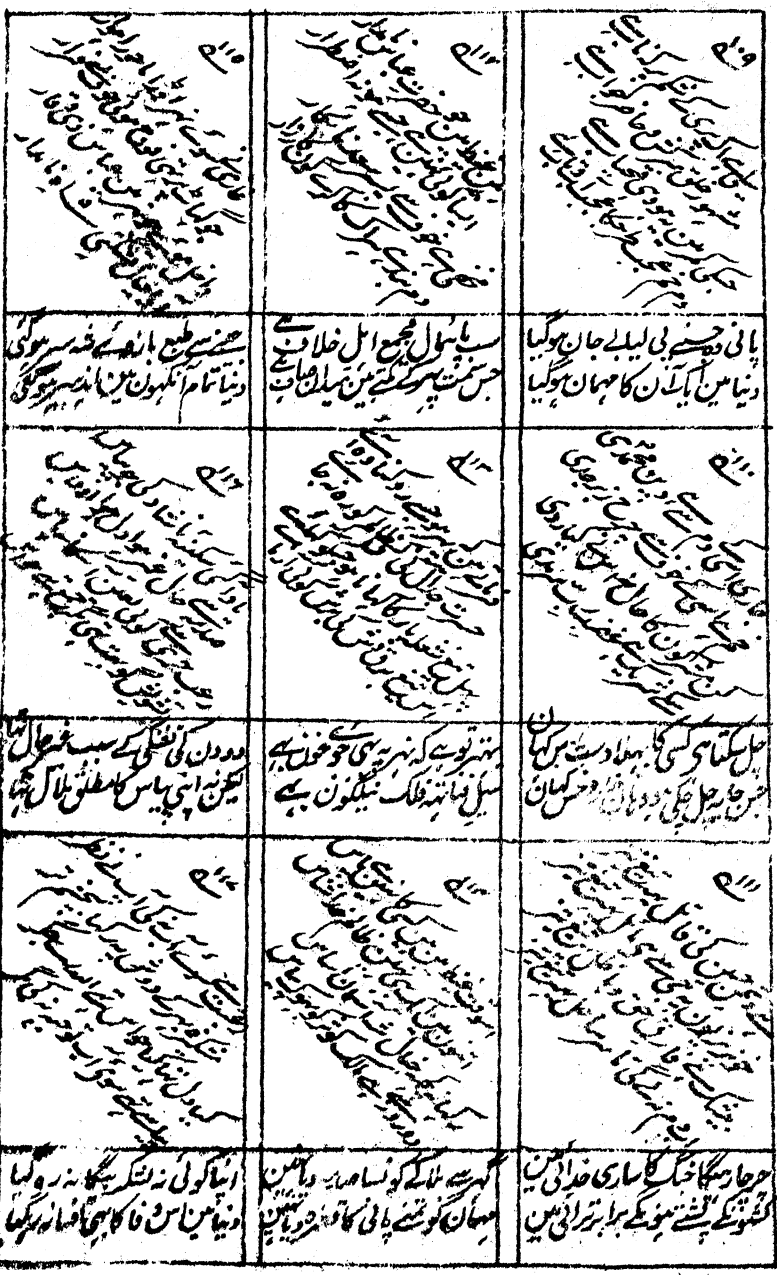

۱۱۸

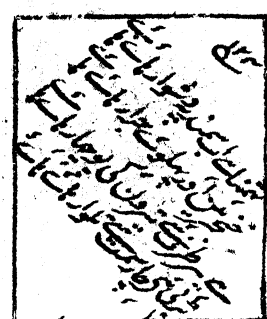

کثرت سپاہ شام کی دیکھ مچ گئی
افسوس اہ امن و امان بند ہو گئی

۱۱۹

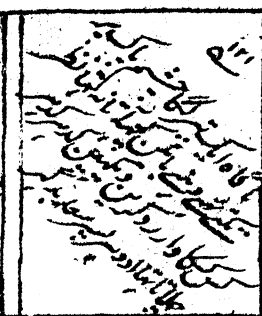

صرغام کو فرس پہ سنبھلنے نہ دیجیو
ہاں اب کسی طرف سے نکلنے نہ دیجیو

۱۲۰

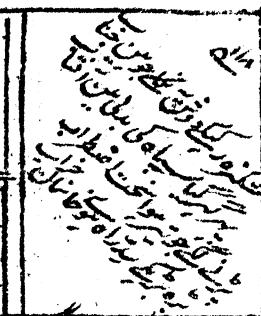

مطلق نہیں سنبھلنے کی قوت دلیر کو
نیزے لگا لگا کے گرتے ہیں شیر کو

۱۲۱

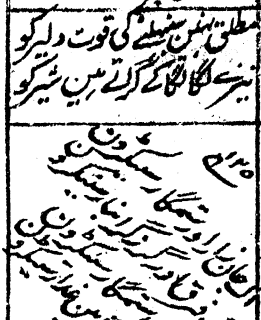

صدمہ سے بنت شاہ مدینہ بچی رہے
سینہ جہد پہ مشک سکینہ بچی رہے

۱۲۲

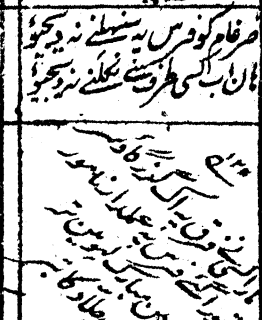

نرغہ غضب تھا شمر الٰہی کے شر سے
صدہا شیر ٹوٹ پڑے اک دلیر پر

۱۲۳

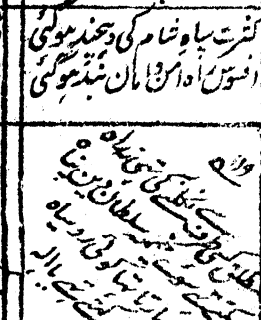

گھیرے ہیں چار سمت سے روباہ شیر کو
غل ہے کہ اب فرس سے گرا دو دلیر کو

۱۲۴

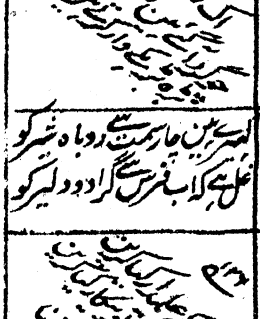

حیرت نہ کوئی امن پہ چلے آس پاس کا
دل کو بہت قلق ہے سکینہ کے پیاس کا

۱۲۵

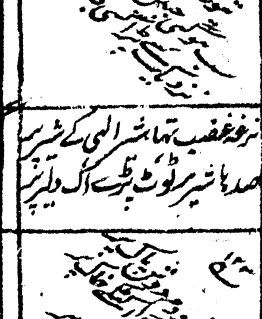

بس ہر تو زندگی ہے سو دل سرد ہو گیا
بازو ان ہی ہاتھ کٹ گیا اندھیر ہو گیا

۱۲۶

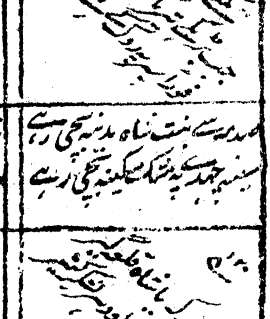

خنجر غم و الم کا کلیجے پہ چل گیا
شمشیر سے جو تیر لگا دم نکل گیا

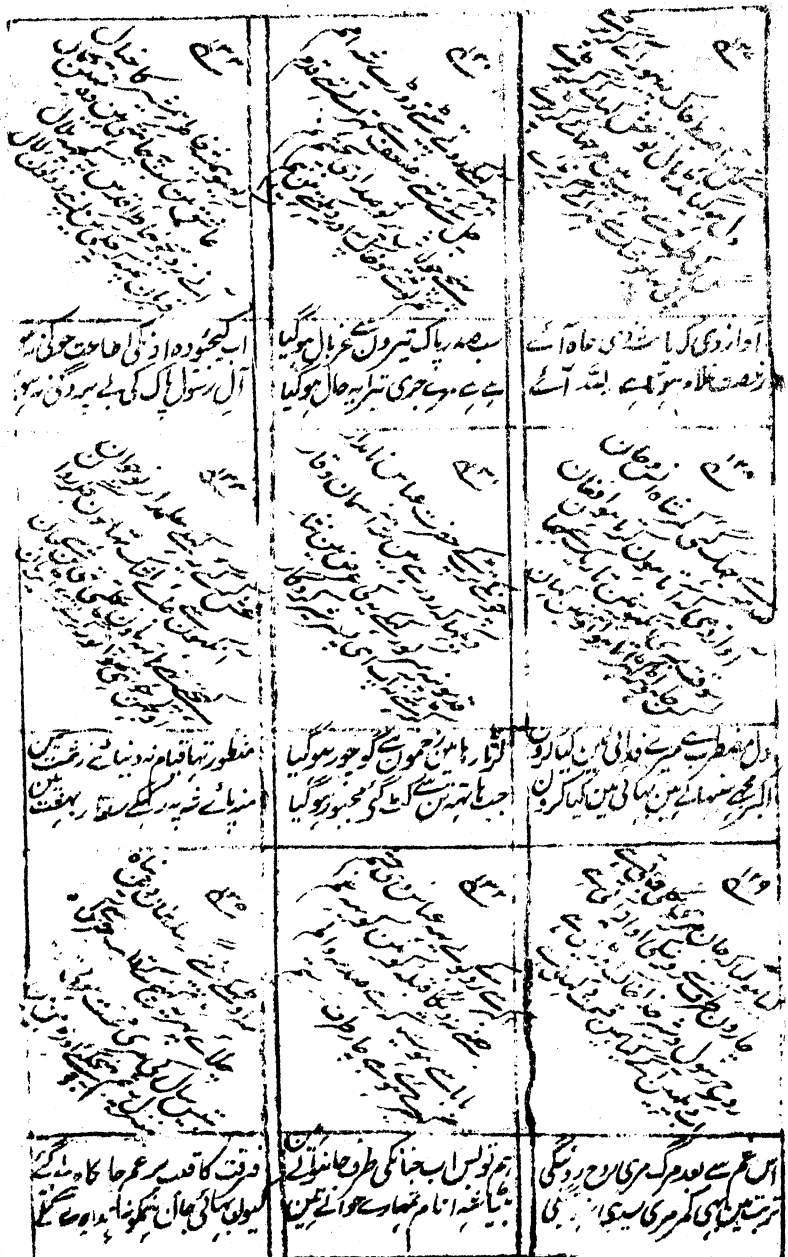

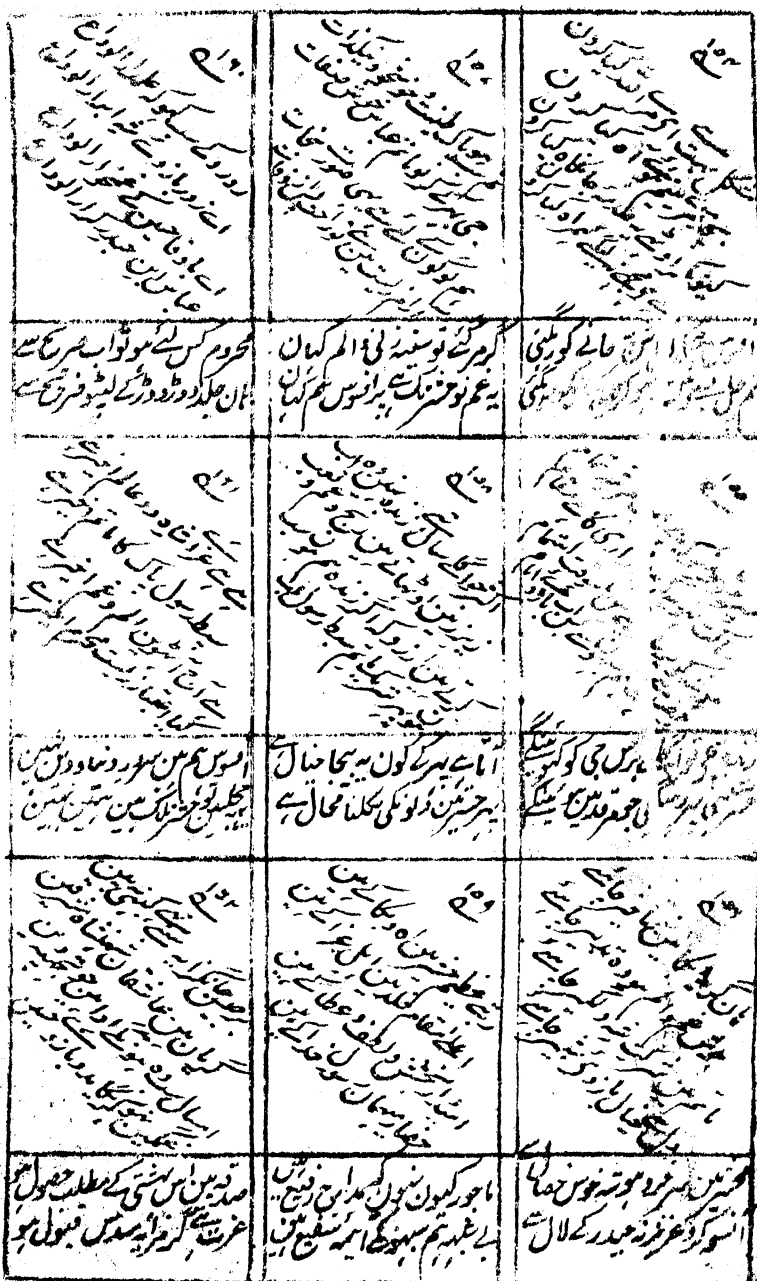

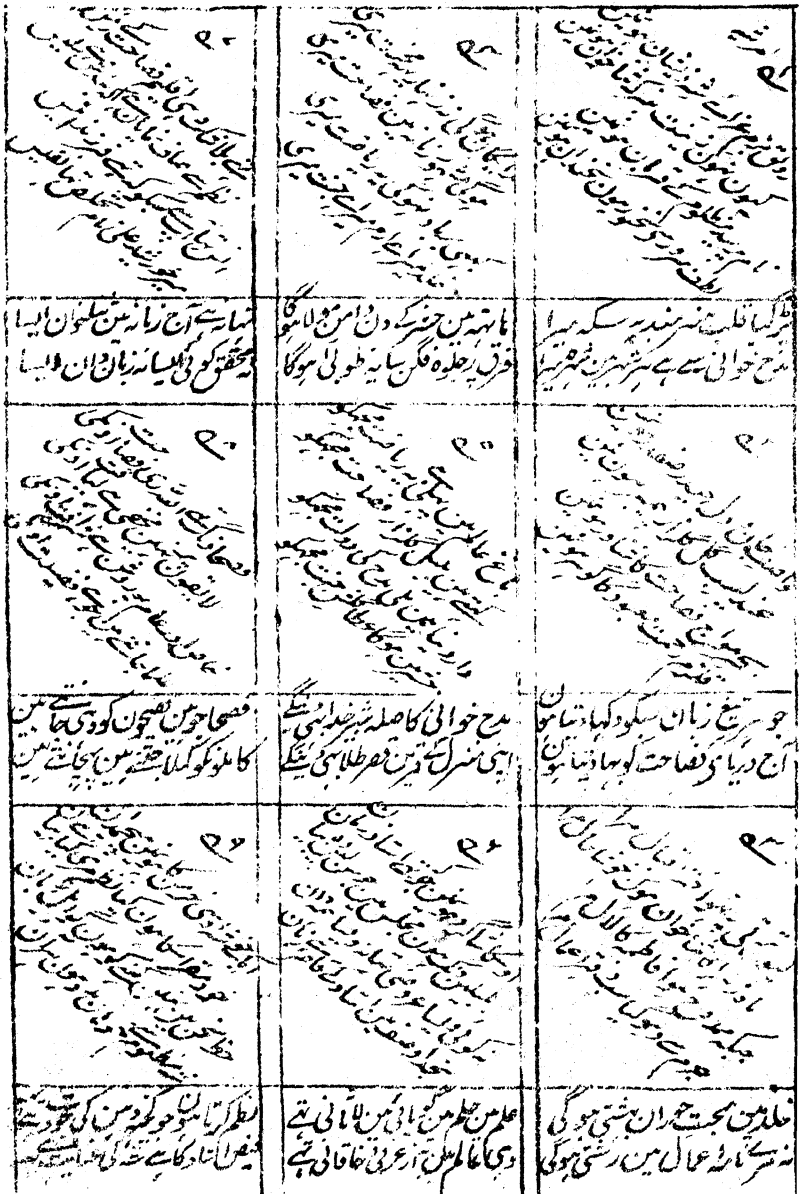

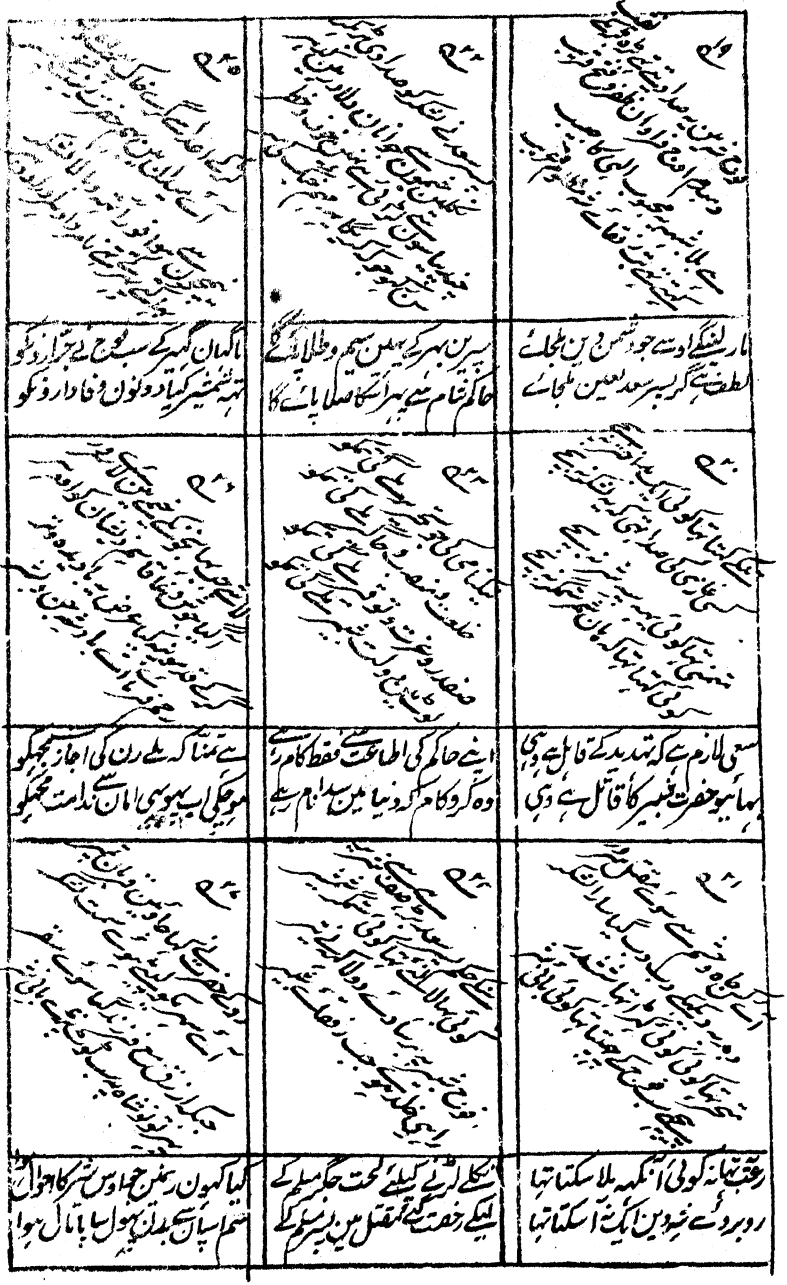

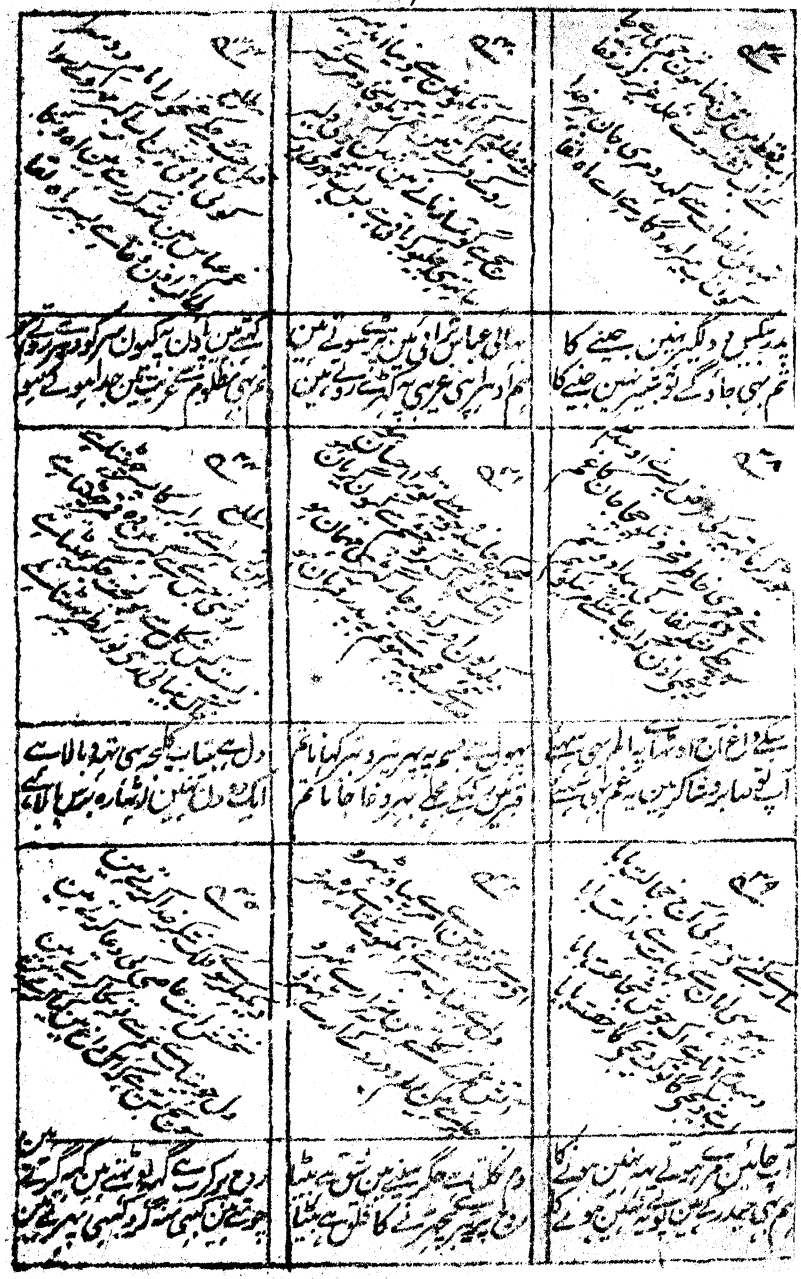

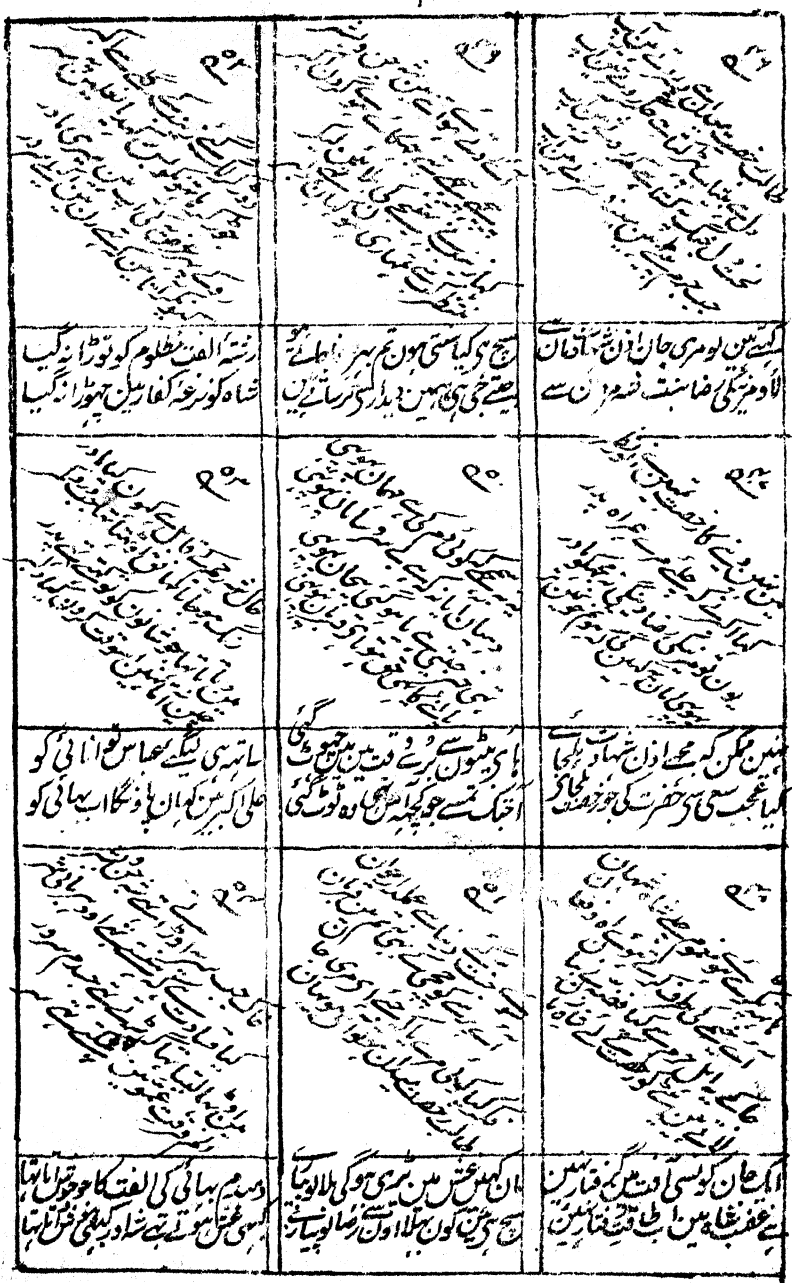

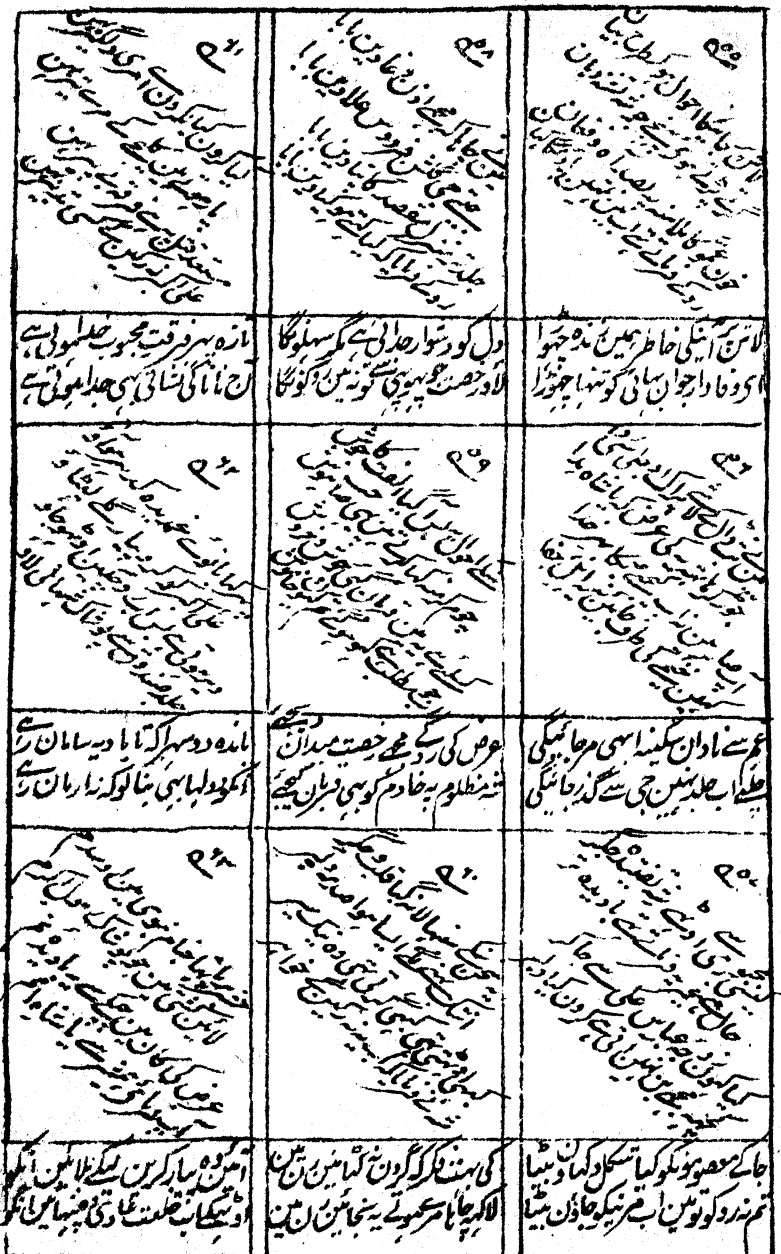

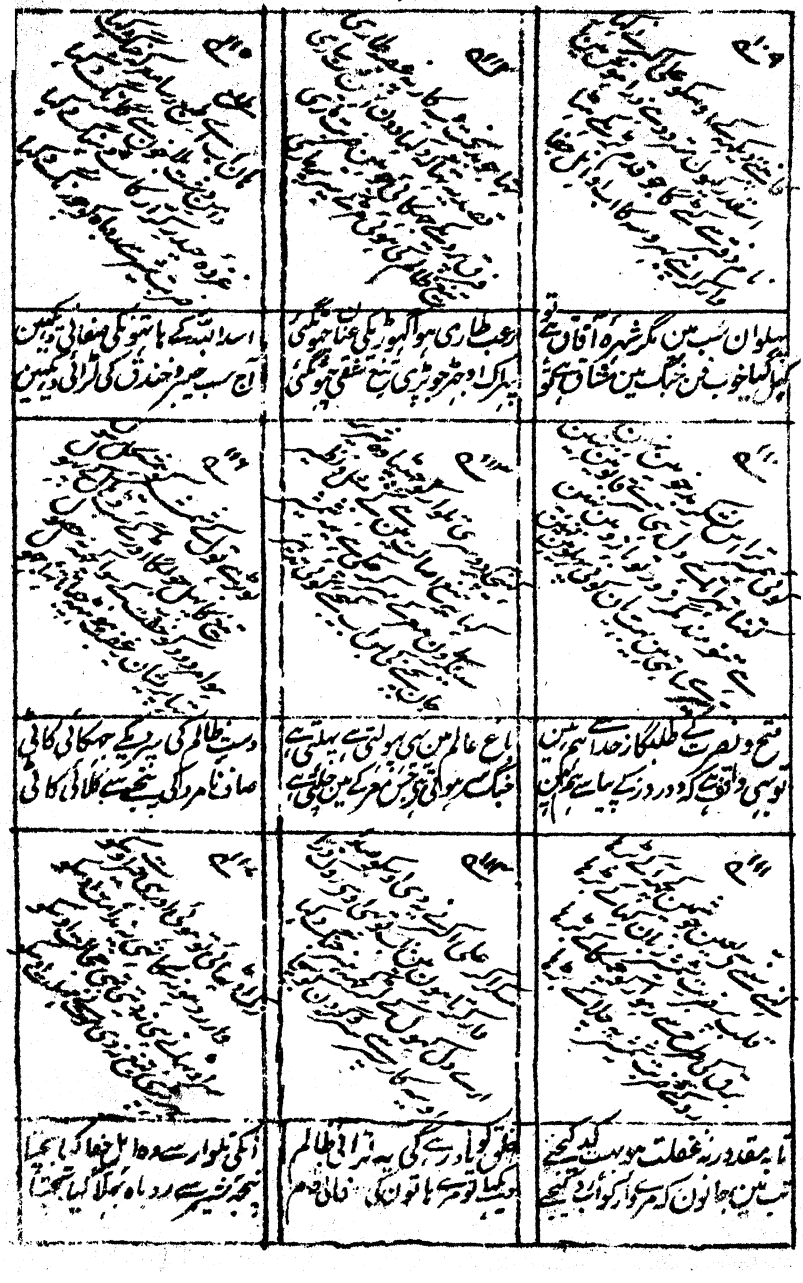

۱۱۹

۱۲۱

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

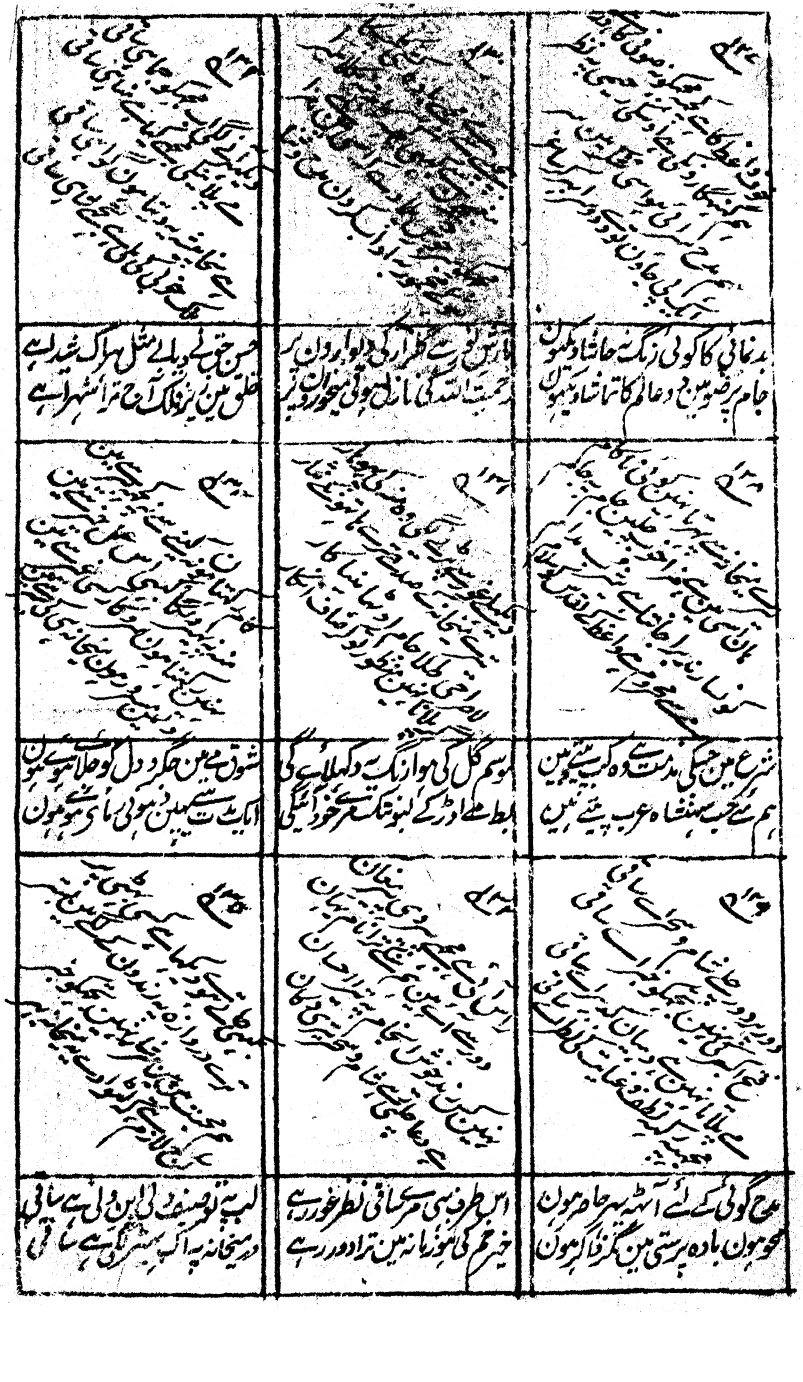

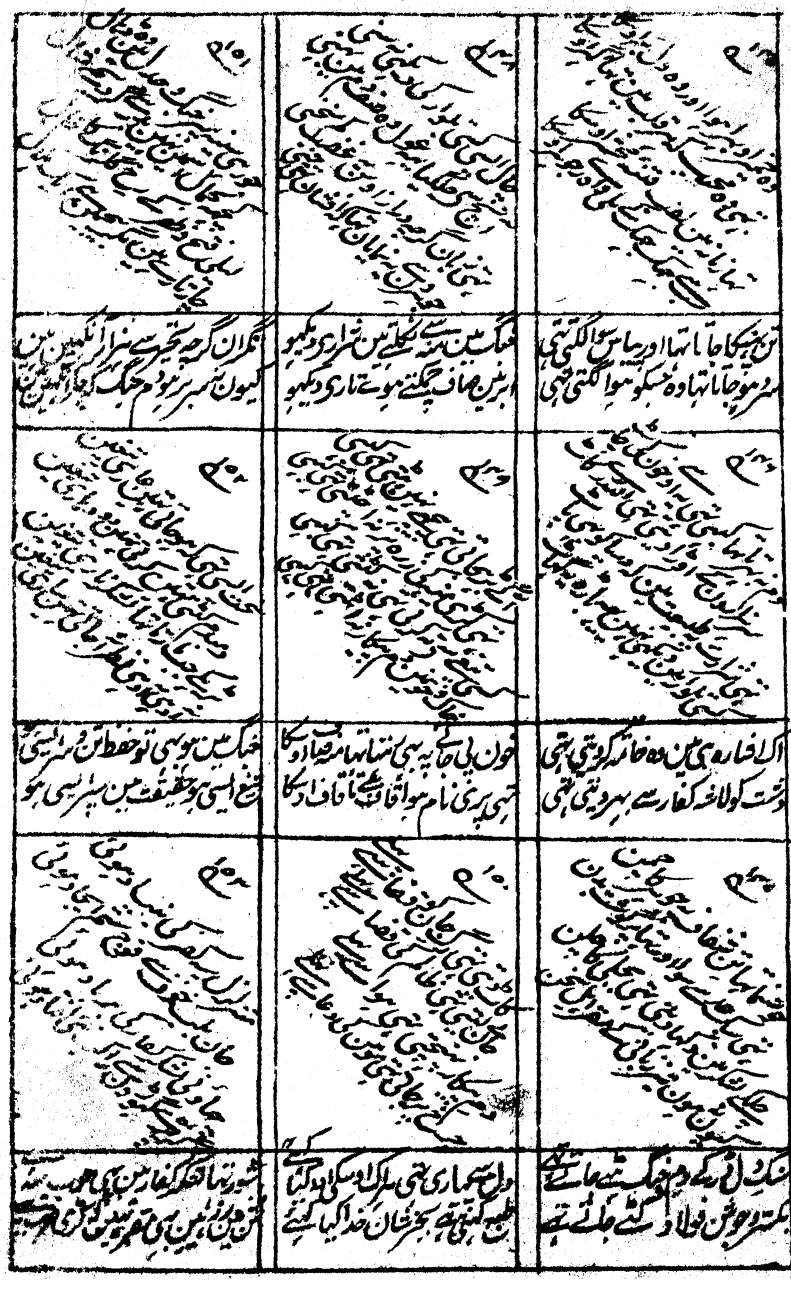

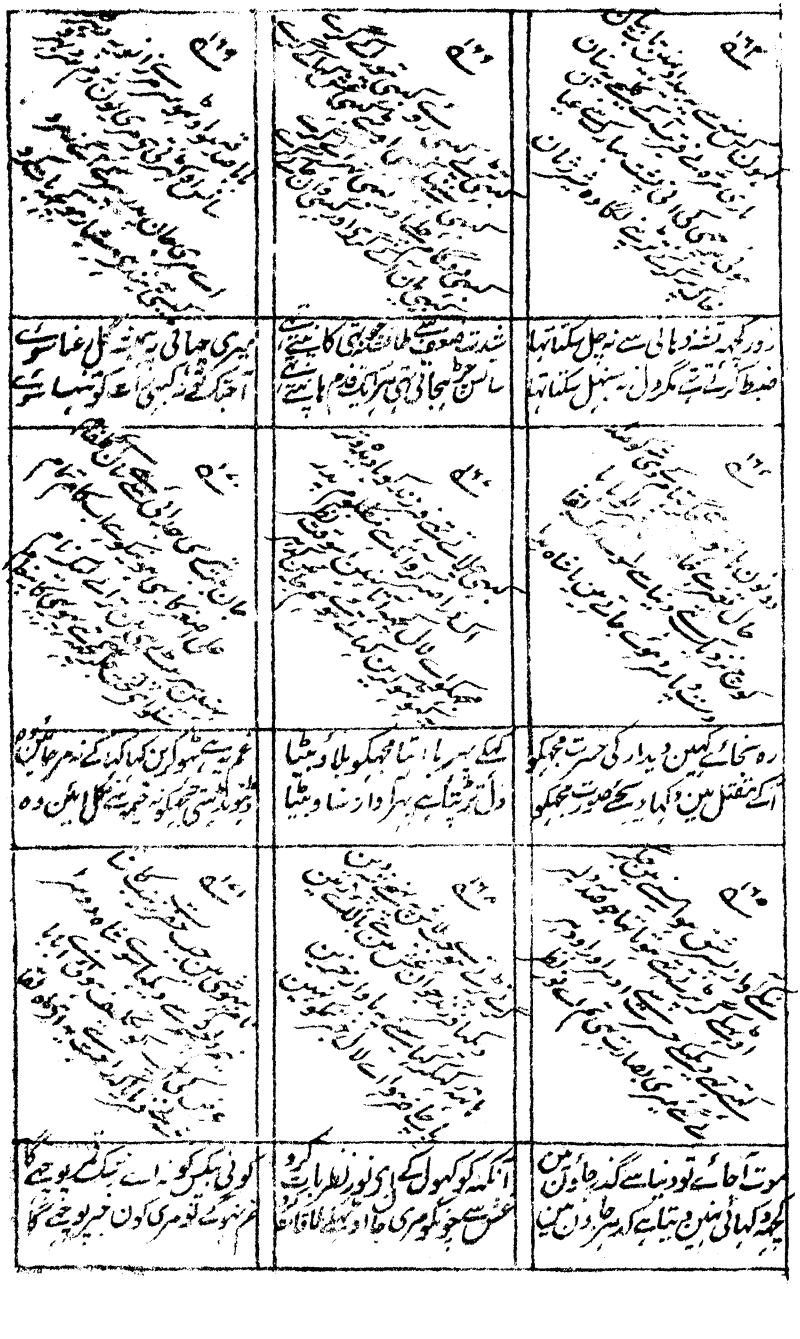

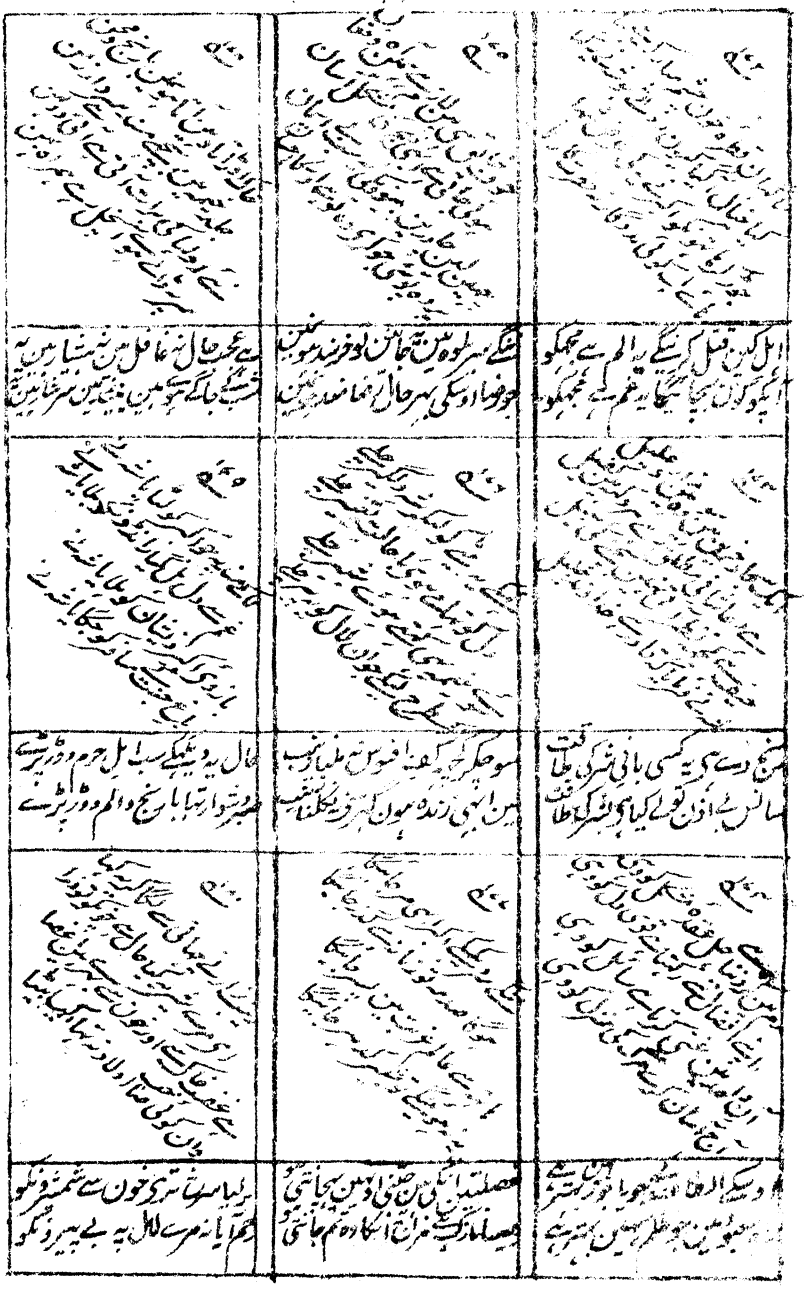

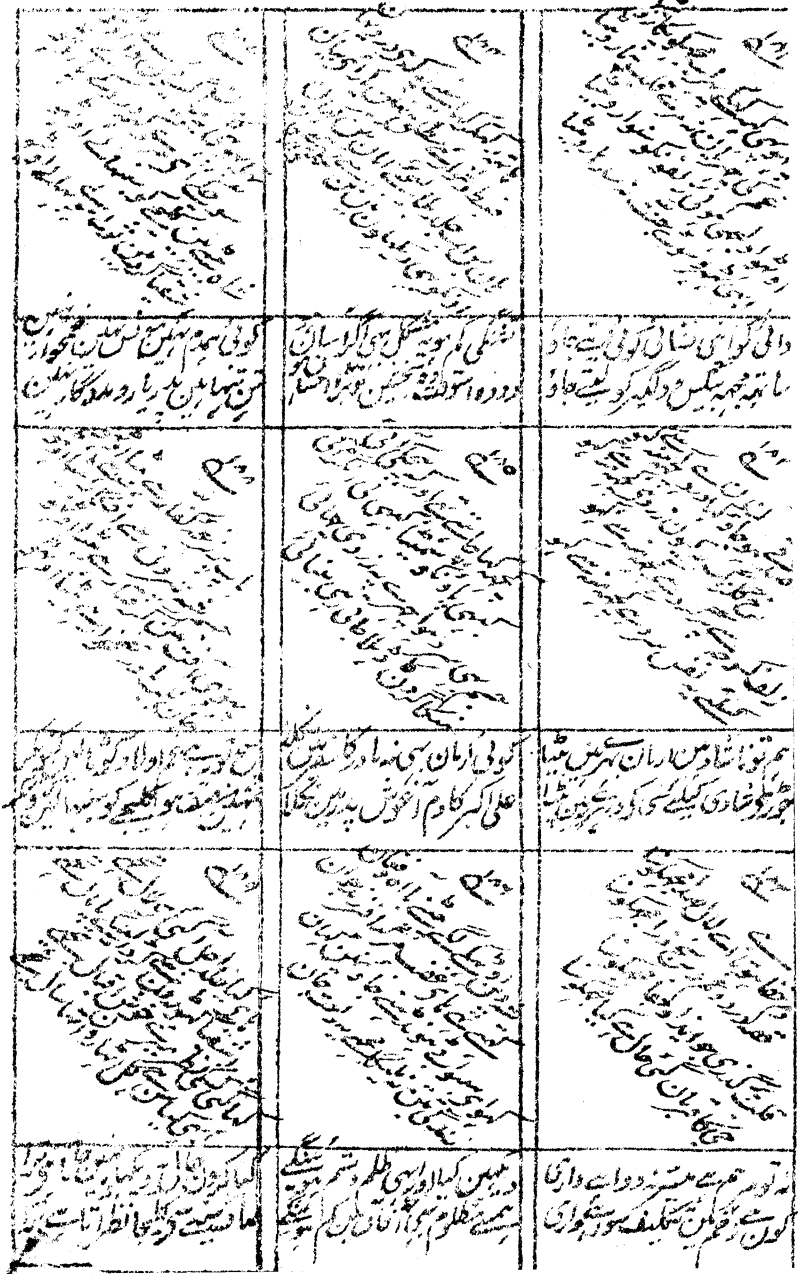

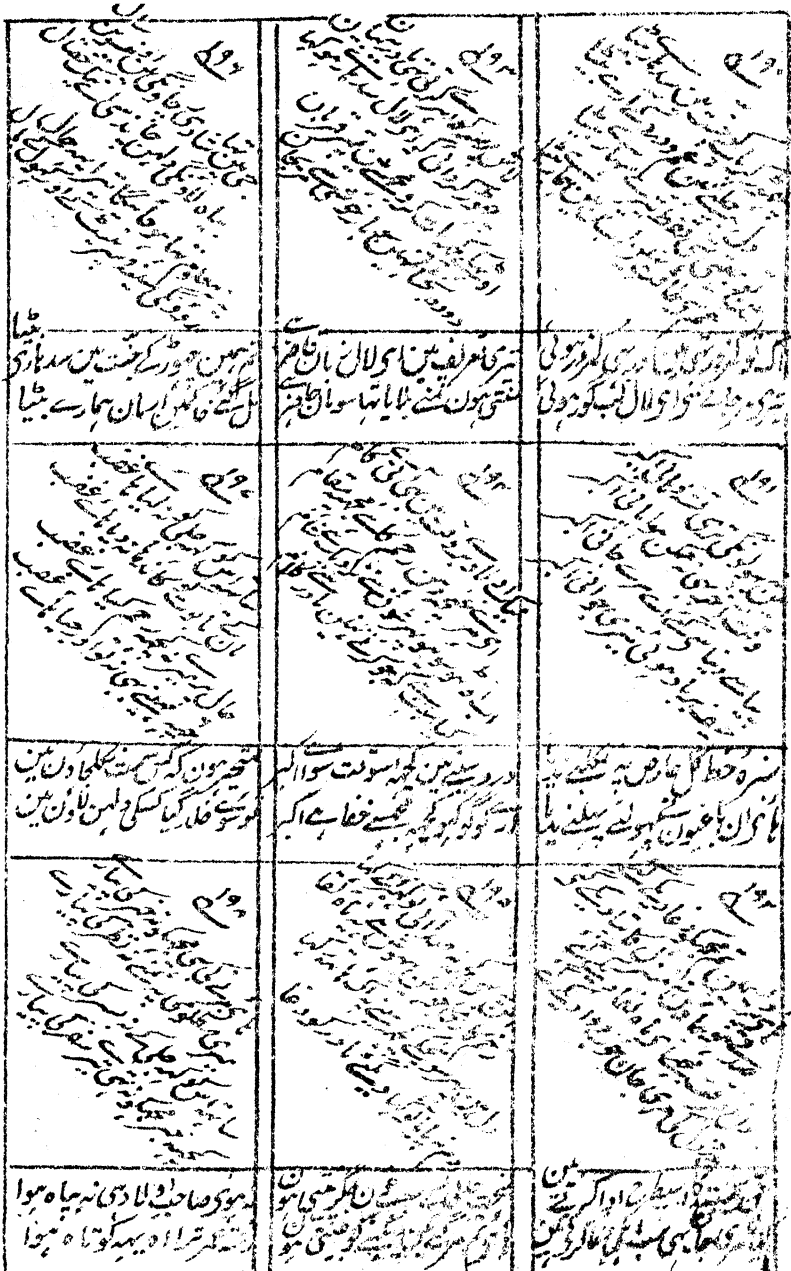

۱۹۹

دل ناکردہ غسل صدیہ جانکاہ لیا
کیوں میں قبر ان گئی مانکو نہ ہمراہ لیا

۲۰۰

ہائے زندہ رہی میں تیسے رونیکے لئے
چل بسے تم میر جان قبر میں سونیکے لئے

۲۰۱

ہماری صورت تری نظر وں سے نہاں ہونگی
تا تمی تیار تری قبر کہاں ہوئی گی

۲۰۲

منہ کسی بی بی کو سر گزندہ دکھاونگی
پھر اب یاں سے وطن میں بھی نجاؤنگی میں

۲۰۳

صاحب مسند اغراز و کرامت کہیہ تو
میر عثمان علی خان کو سلامت کہیہ تو

۲۰۴

ہے یہ حسرت کہ تیرے قبر پہ آکر کوئی
دو آنسو بھی نہ روئے تیرے غمخوار کوئی

سلام

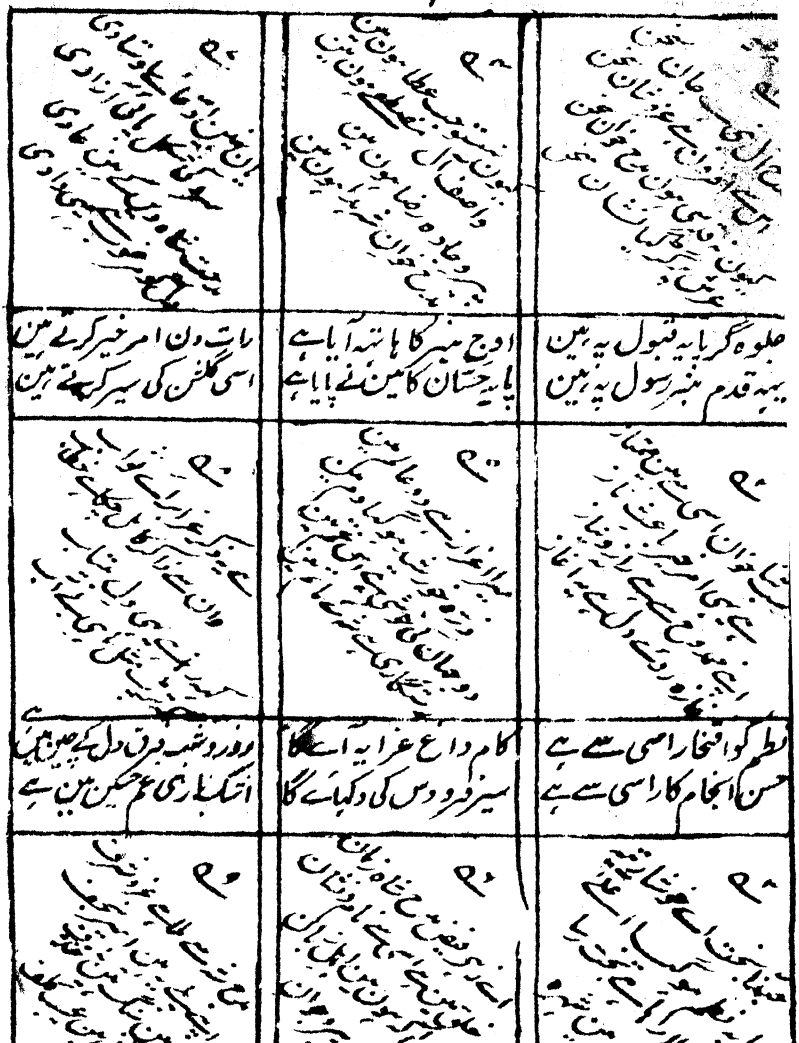

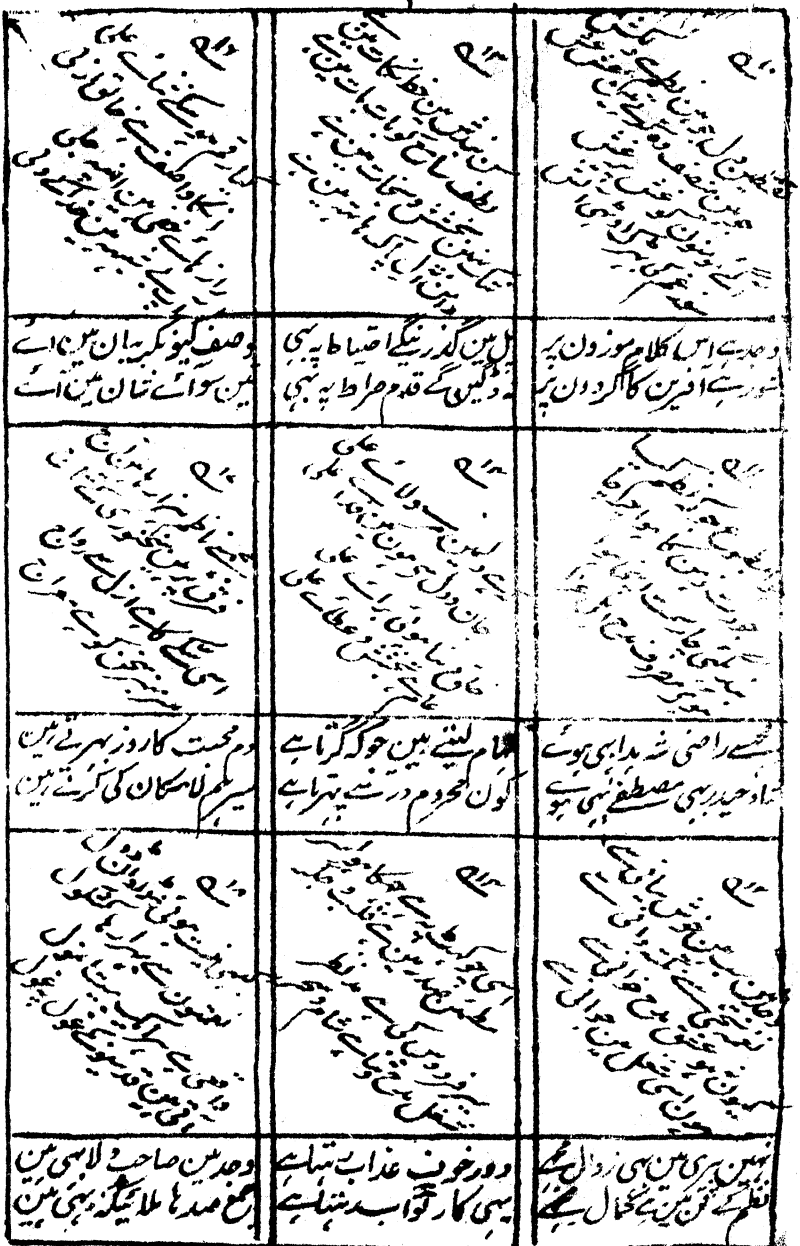

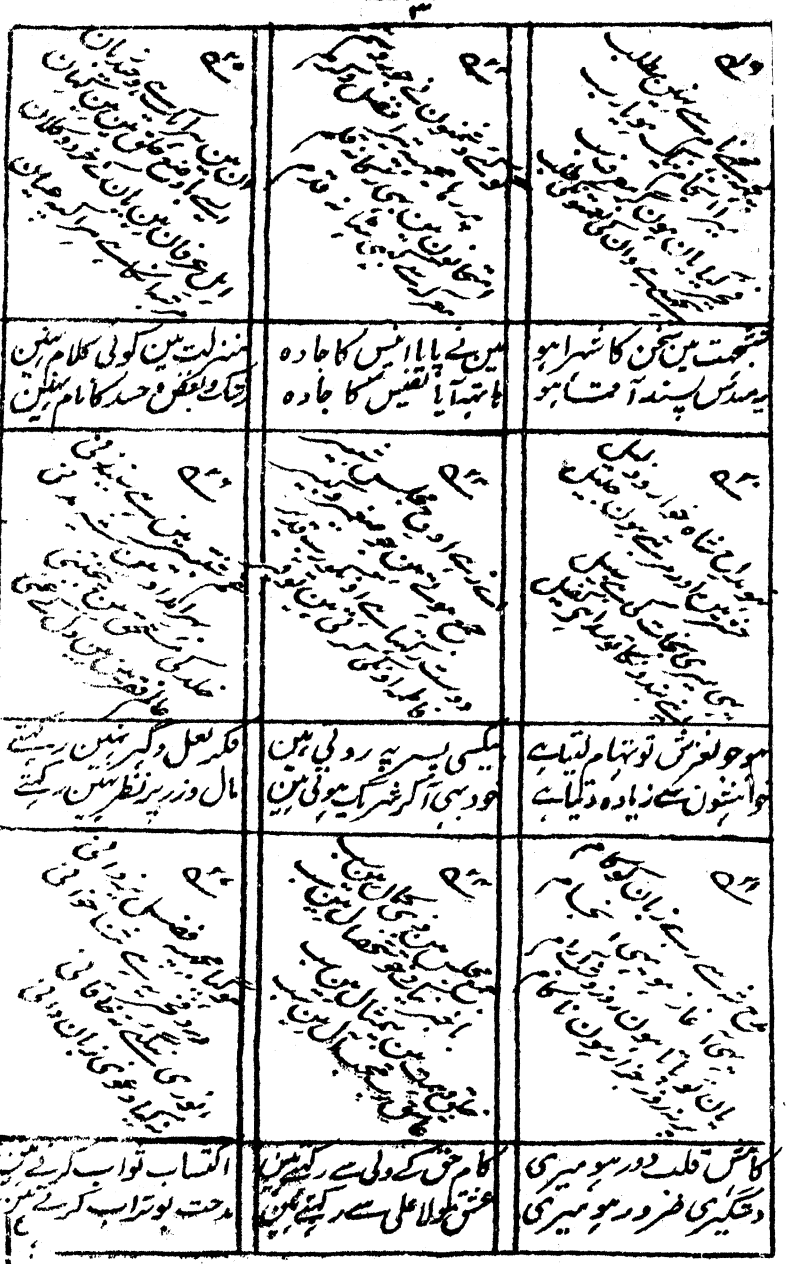

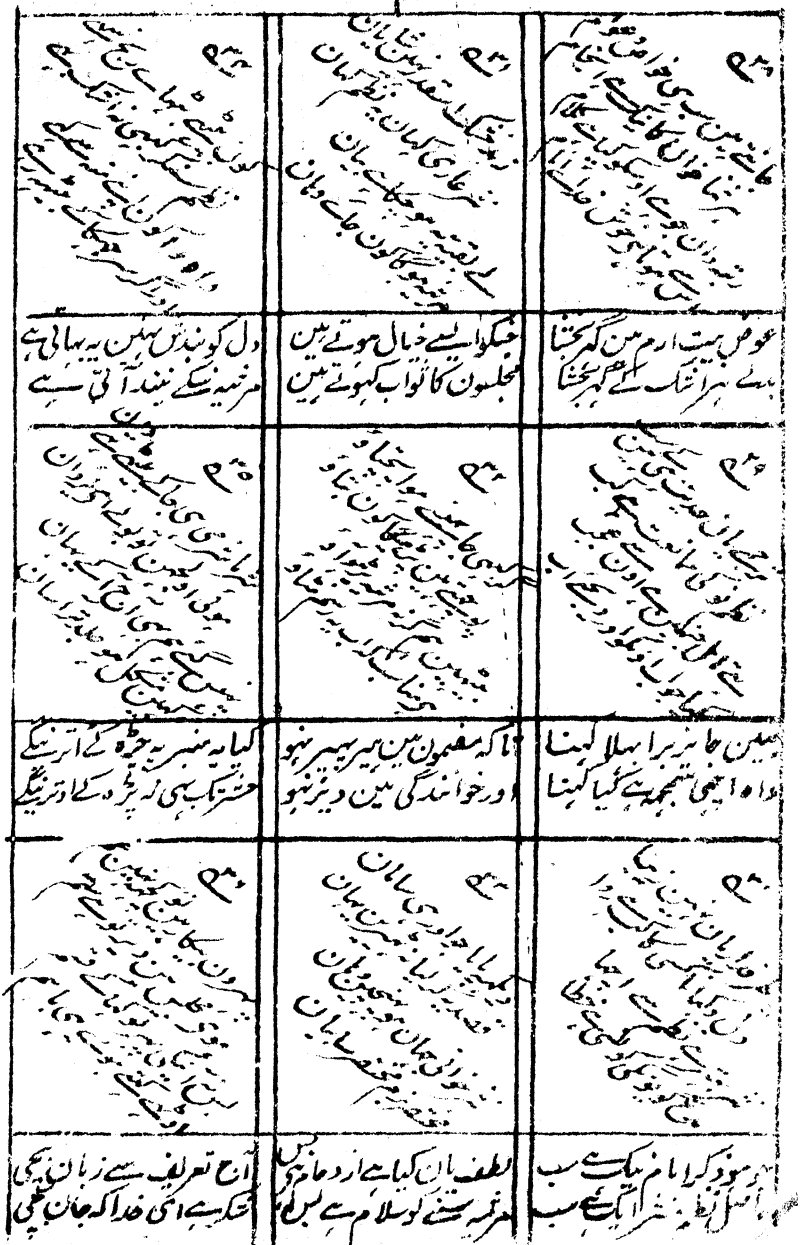

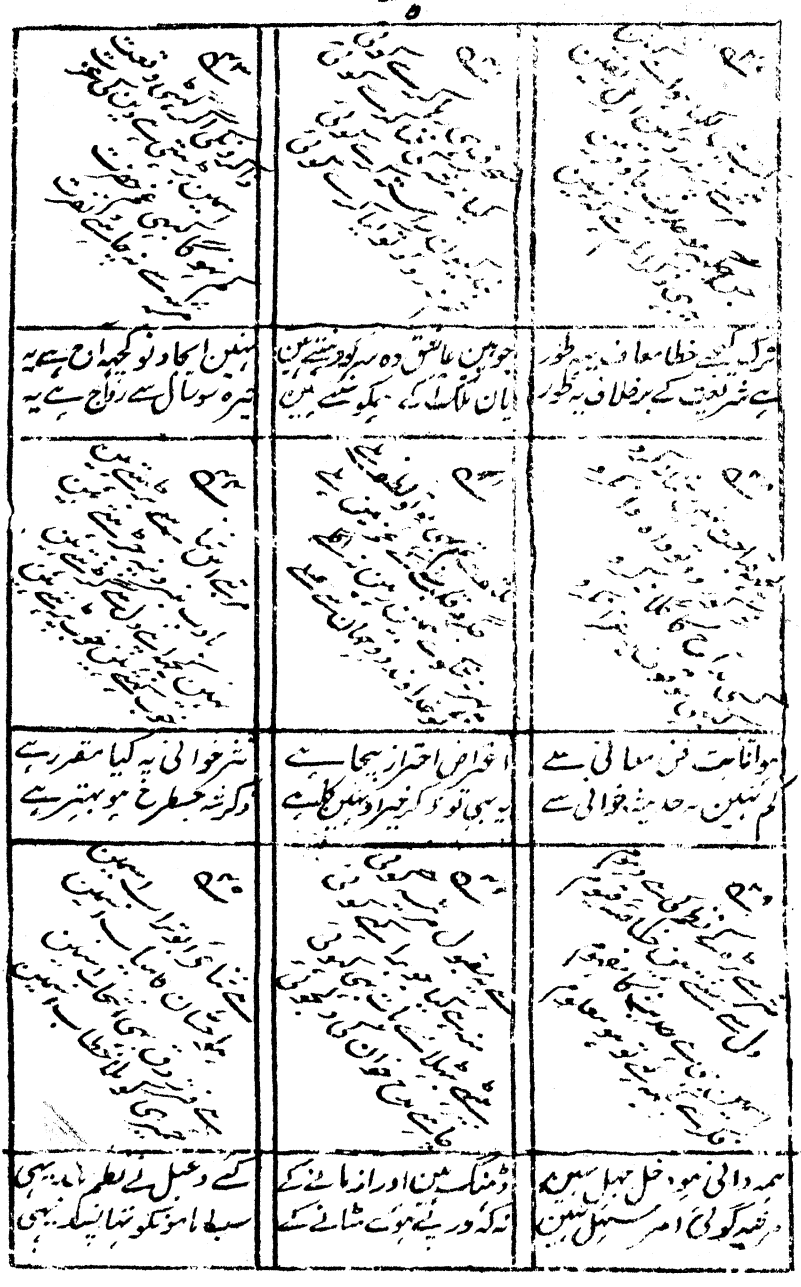

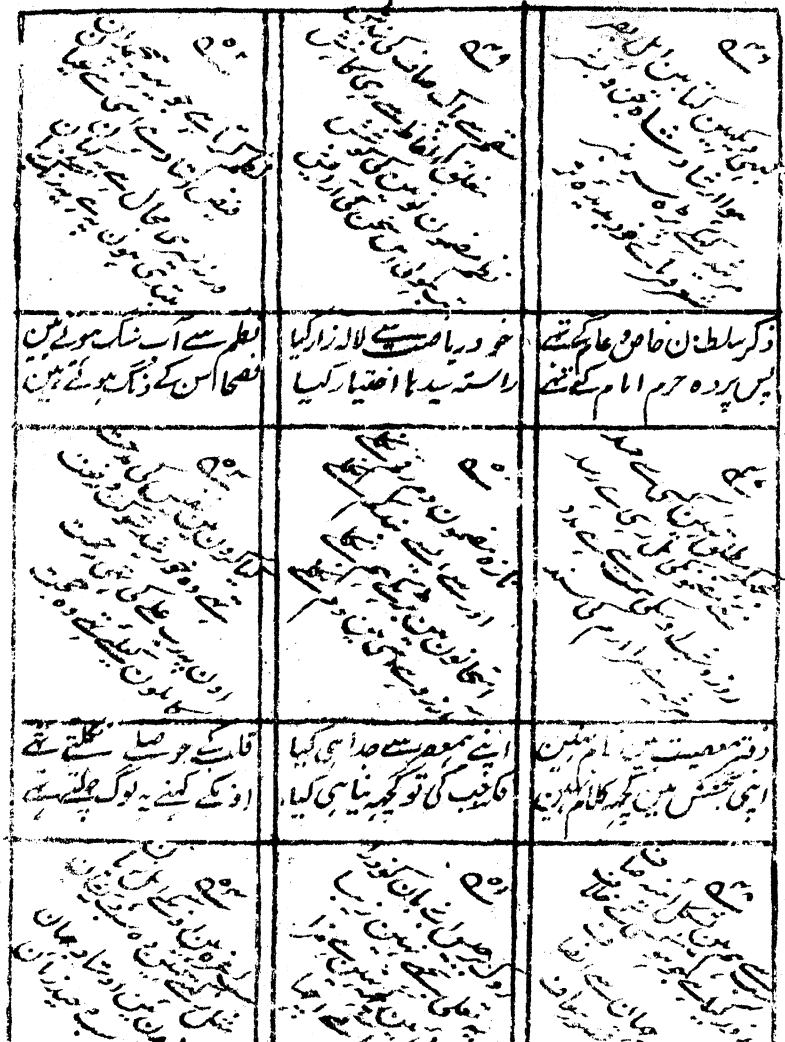

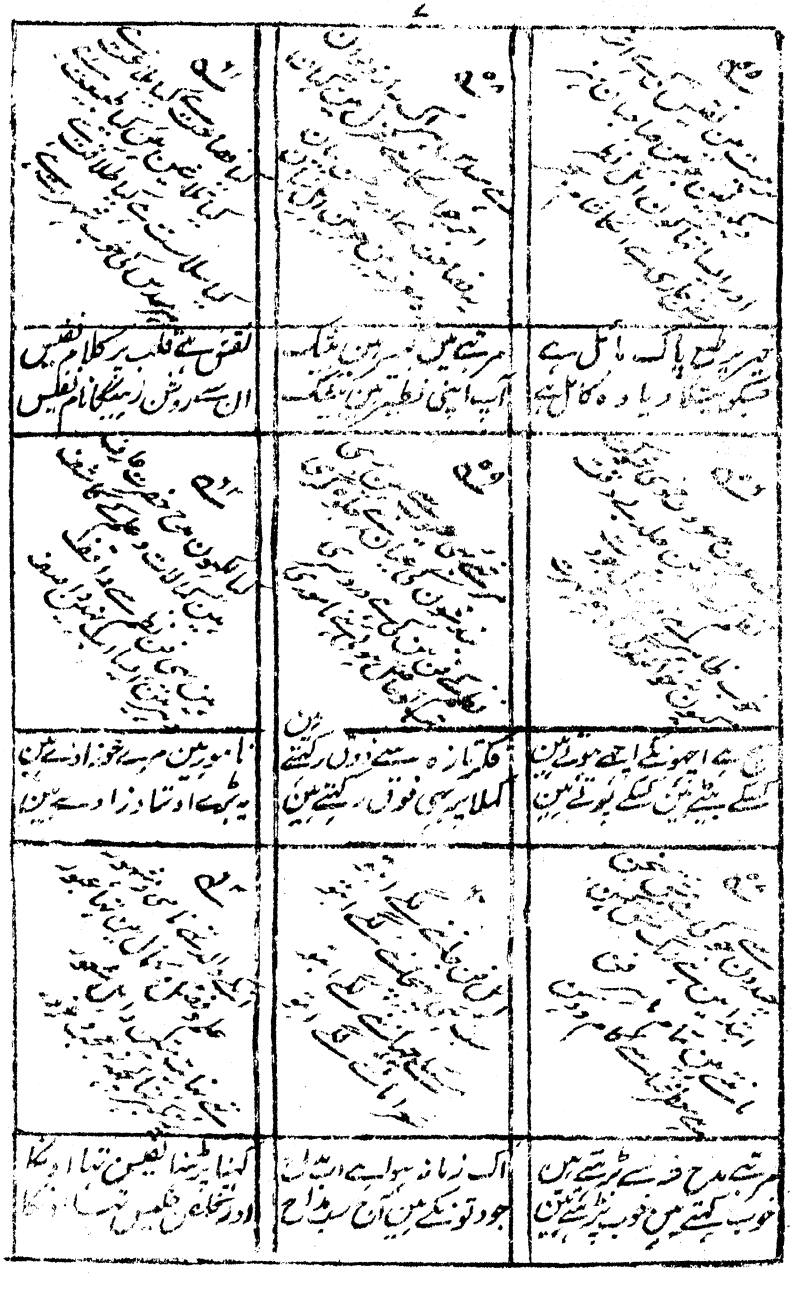

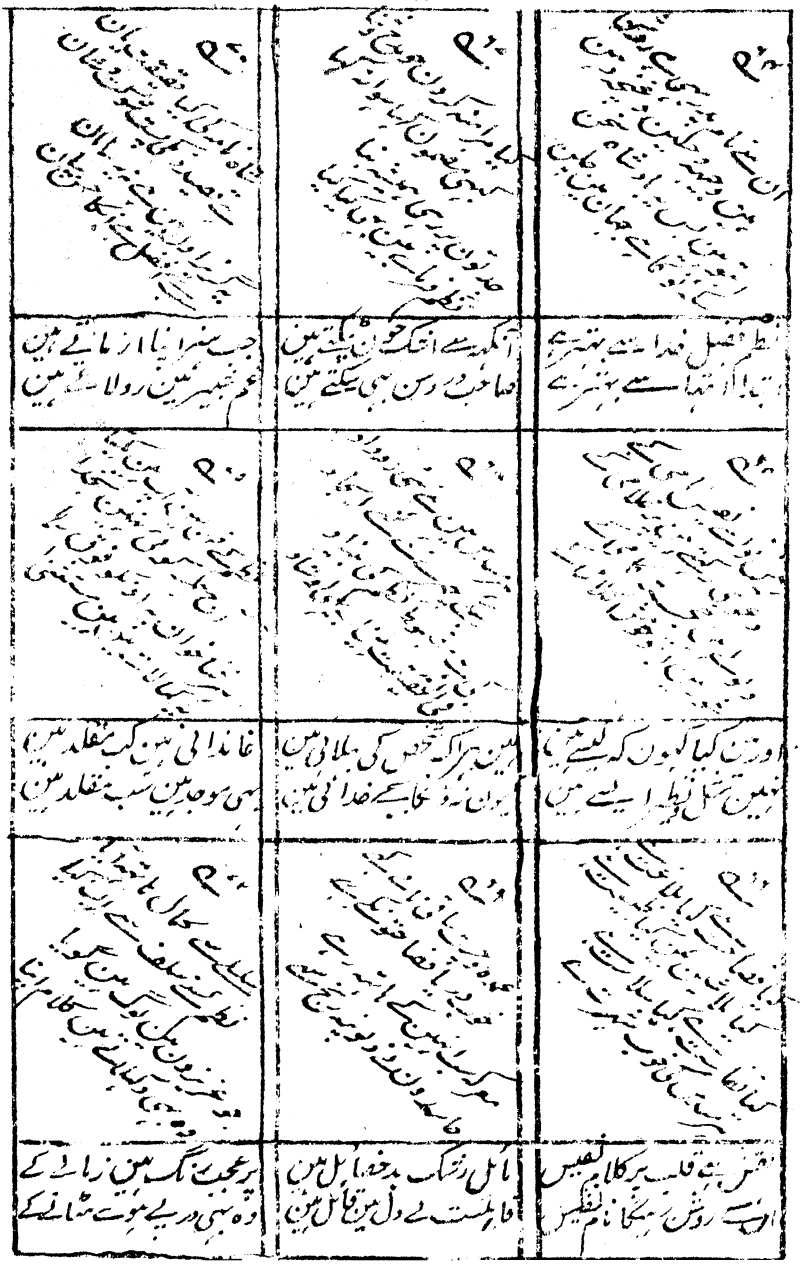

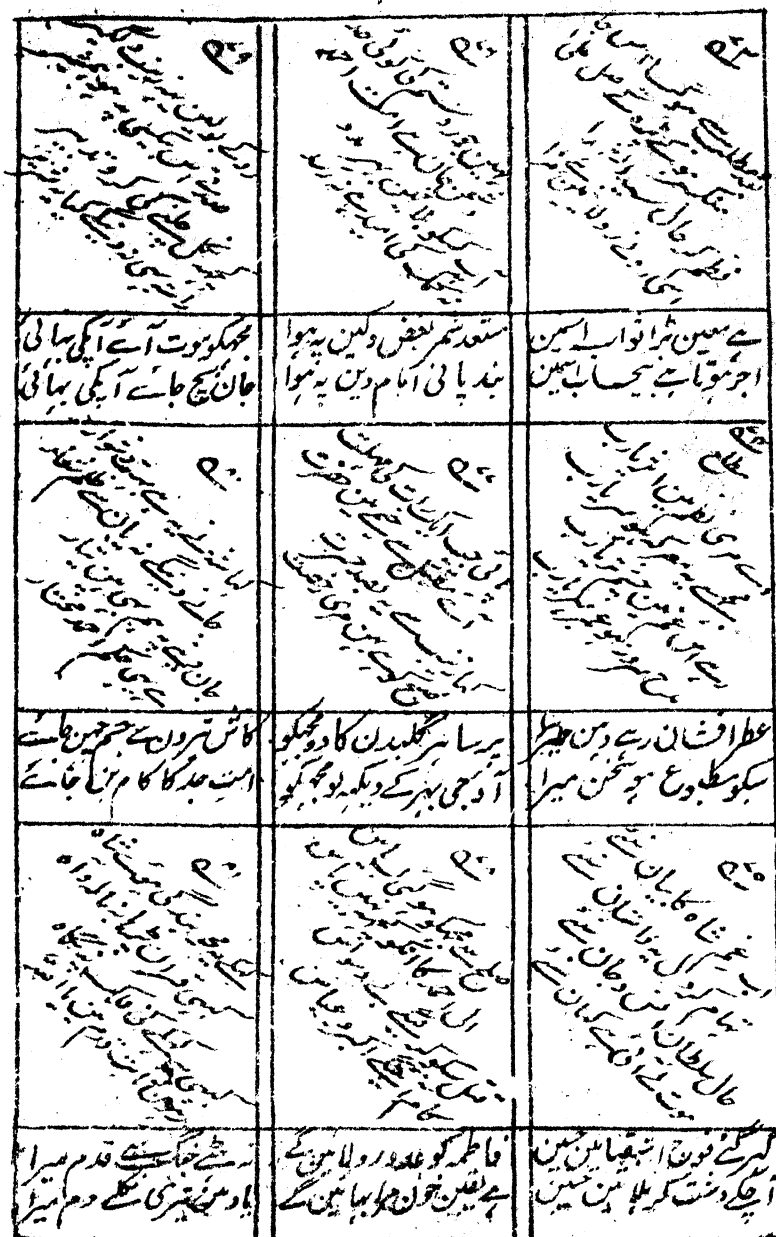

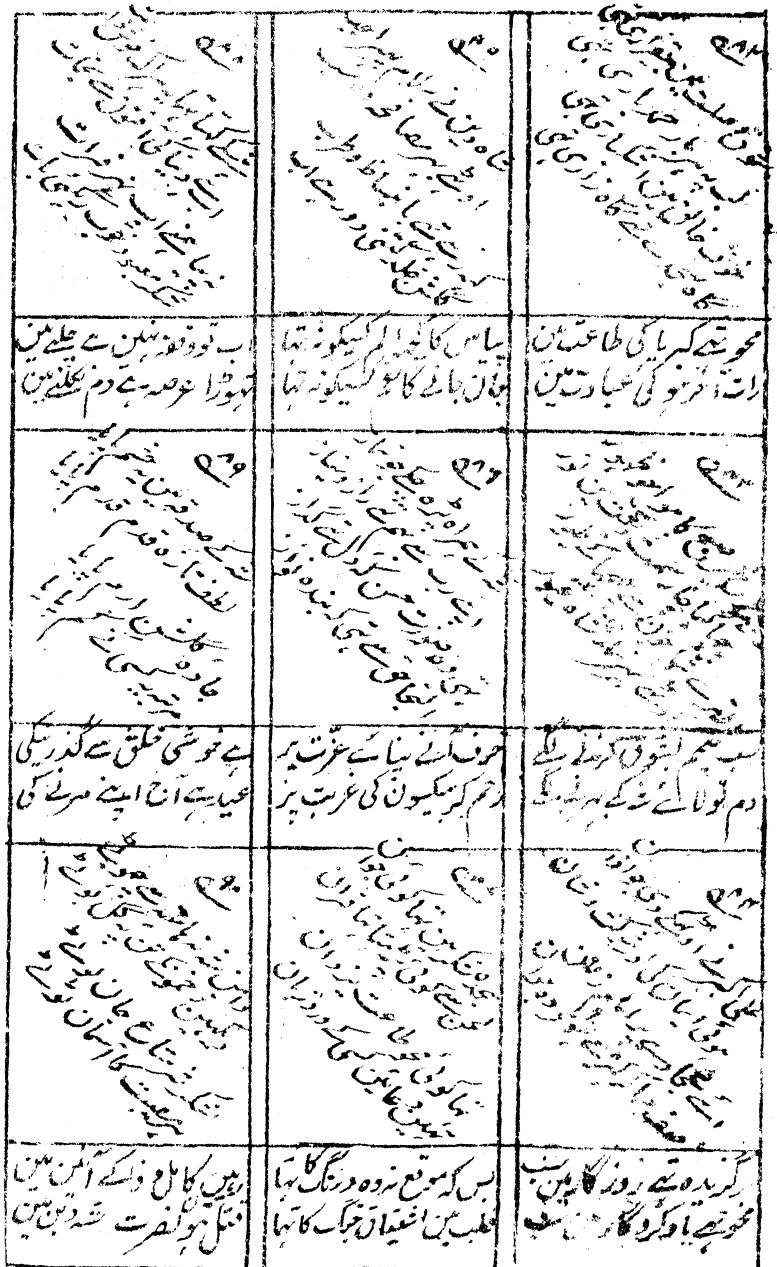

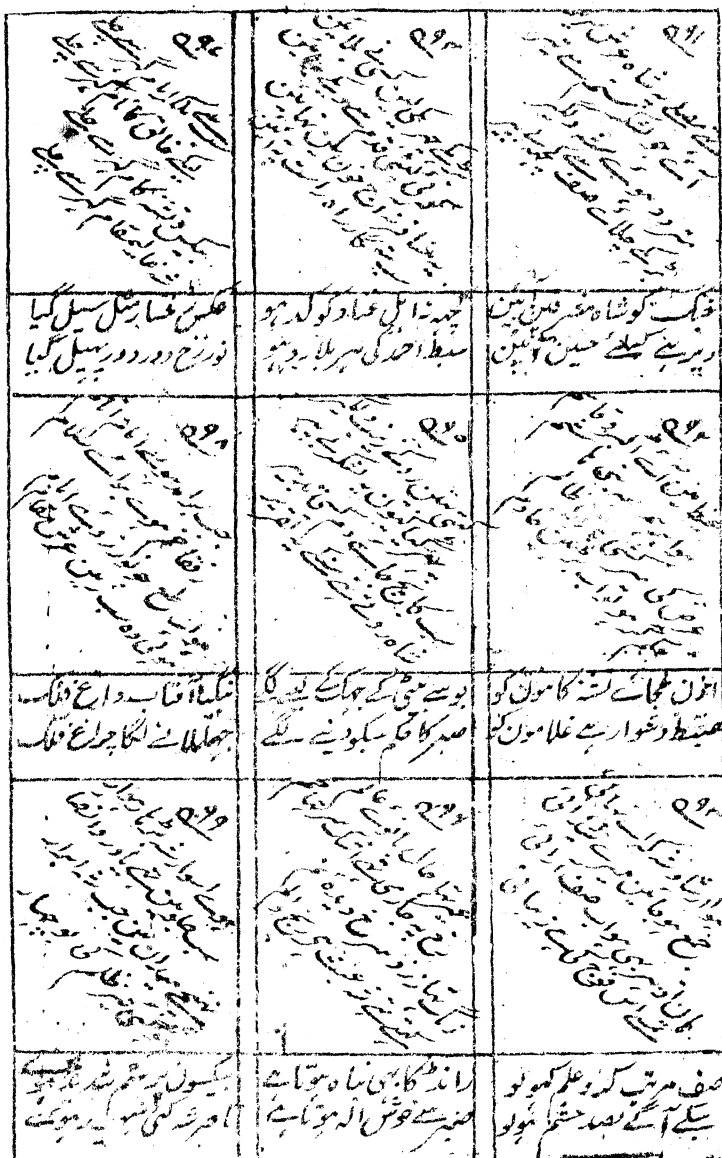

تنہا جو وہ رخ فلق سے دل چین
گویا ہوئے اور کہی جا چین

آئے معلوم ہوکے کہ ہیں حسین
ام کلثوم اسکلثوم زینب

ہیں چین میں بابا تنہا حسین دلگیں
زینب زار بیقرار اور ام کلثوم

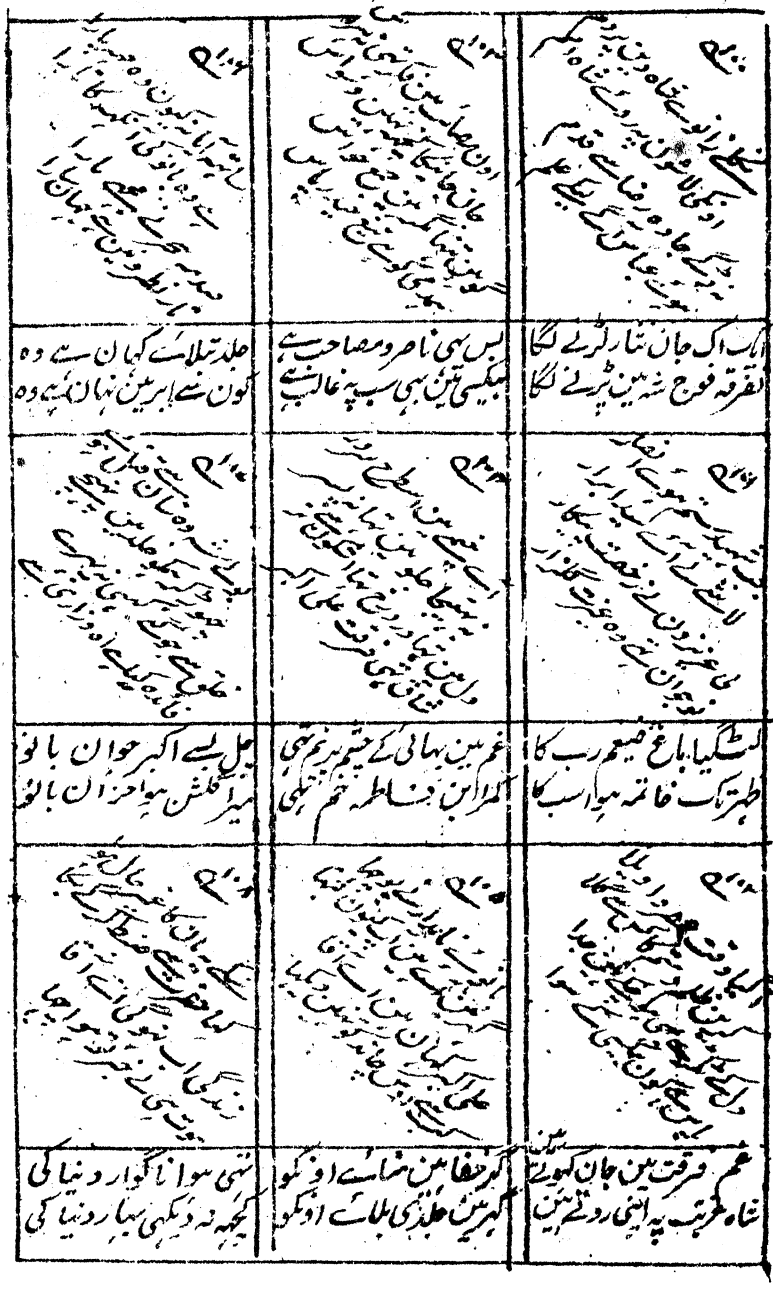

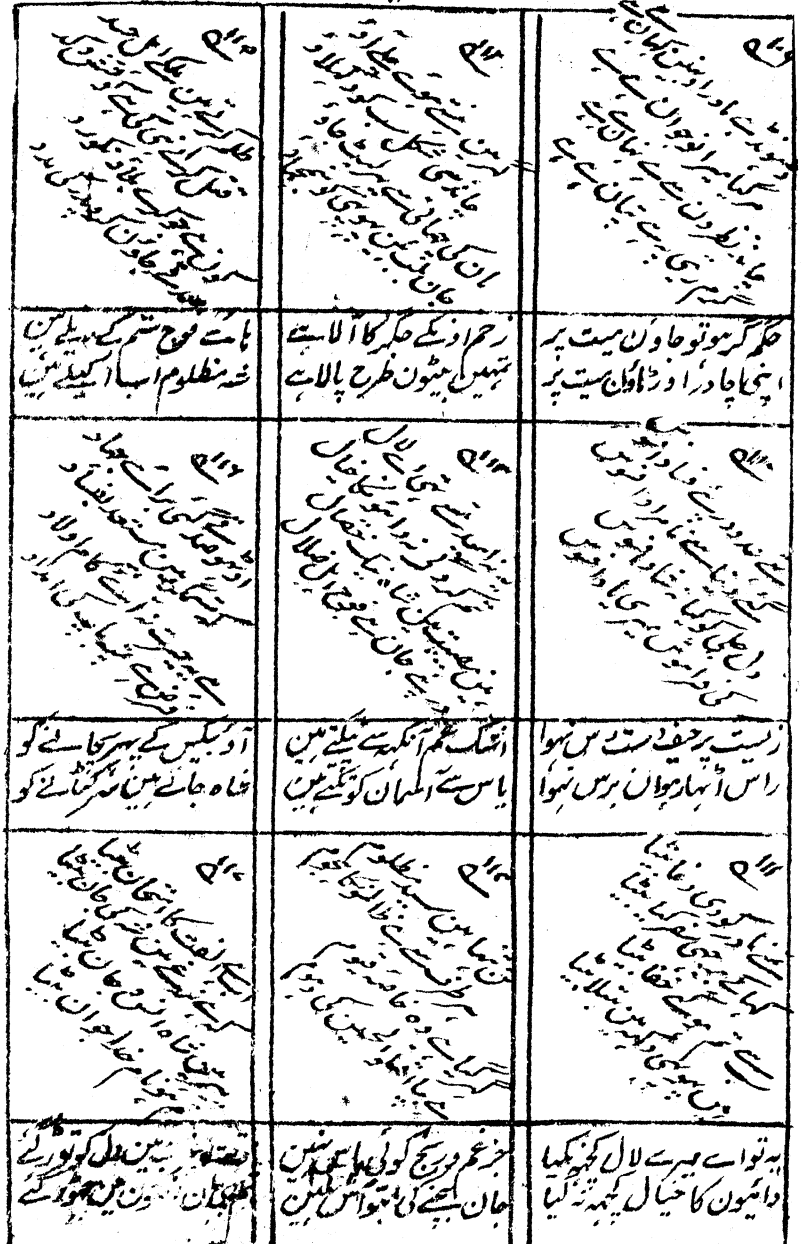

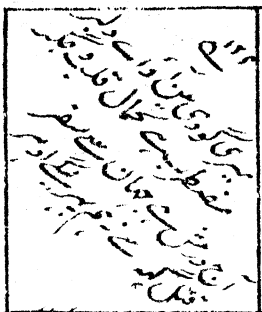

کس طرح اون سے ہو نہیں کتی میتی
دیکھنے کو تو انکھ ہی بیٹی

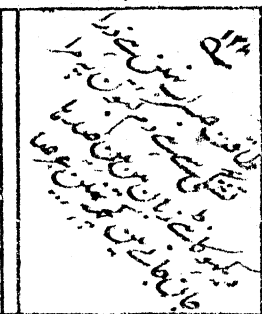

رحم کلیا ہے لائے پانی
جلد مجھکو پلائے پانی

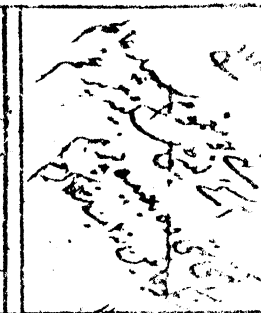

جلتی ریتی پہ جا کے سوئین گے
سب نہین یاد کر کے روئین گے

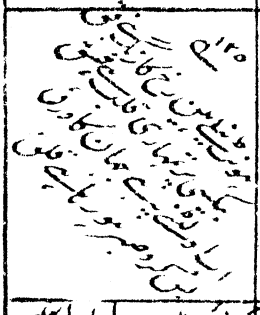

لیکا لیا سب کیا کیا بابا
آپ کا منہ دھر کیا بابا

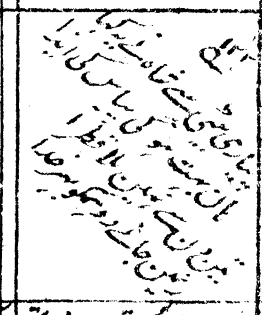

دیر ہو جائے تو نہ رو نا تم
میری جان ان کے پاس سونا تم

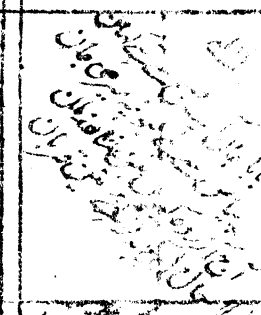

کوئی دم مین یہ دل بلول ہین
آہ و زاری سے کچھ حصول نہین

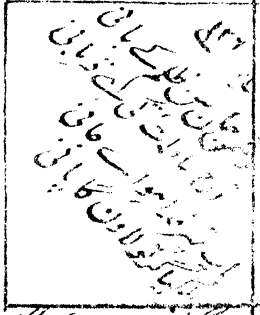

پیاس مین خون دل پیا ہی ہوگا
یہ الم دیکھنے کو جیتی ہون

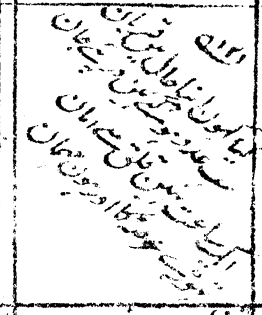

غفور رو دو رنج لایا ہون
قصہ آخری کو آیا ہون

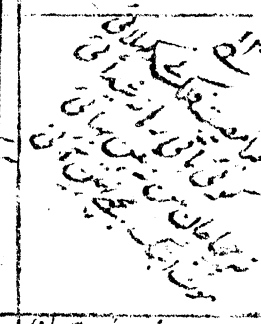

کام بگڑے ہوئے بنائے گا
پیاس تیری خدا بجھائے گا

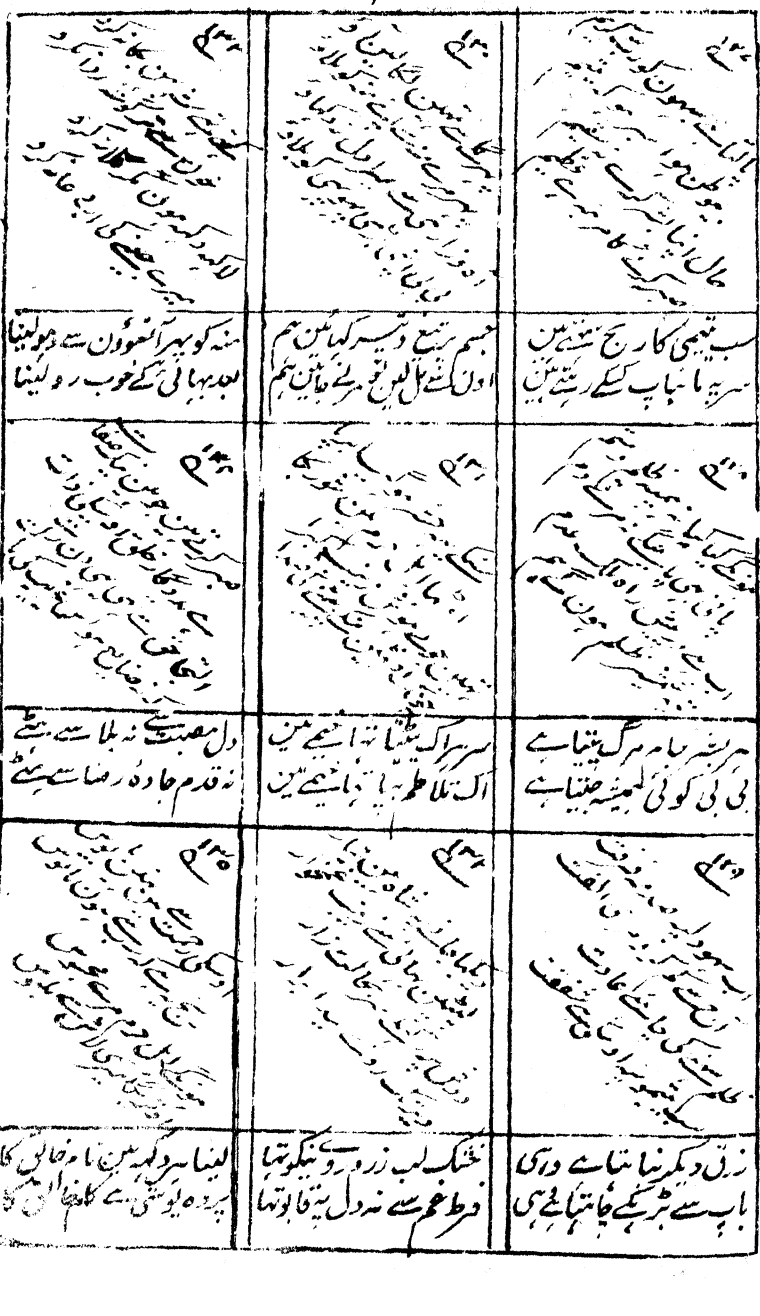

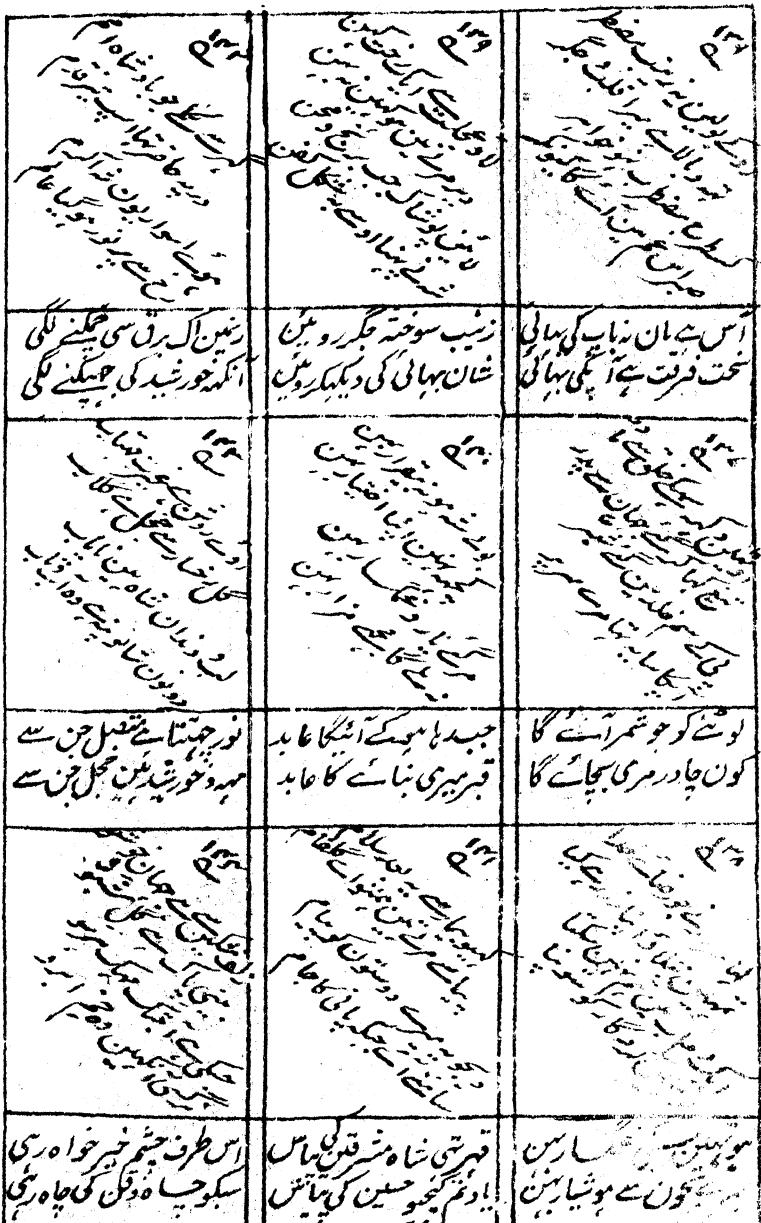

اُس بے زباں کی بہائی
سخت فرقت ہے آپکی بہائی

زینب سوختہ جگر روئیں
شان بہائی کی دیکھکر روئیں

زینبیں اک برق سی چمکنے لگی
آنکھ خورشید کی جھپکنے لگی

لوٹنے کو جو شمر آئے گا
کون چادر مری بچائے گا

جب دہا ہو کے آئیگا عابد
قبر میری بنائے گا عابد

نور چہتا ہے متصل جن سے
مہر و خورشید ہیں خجل جن سے

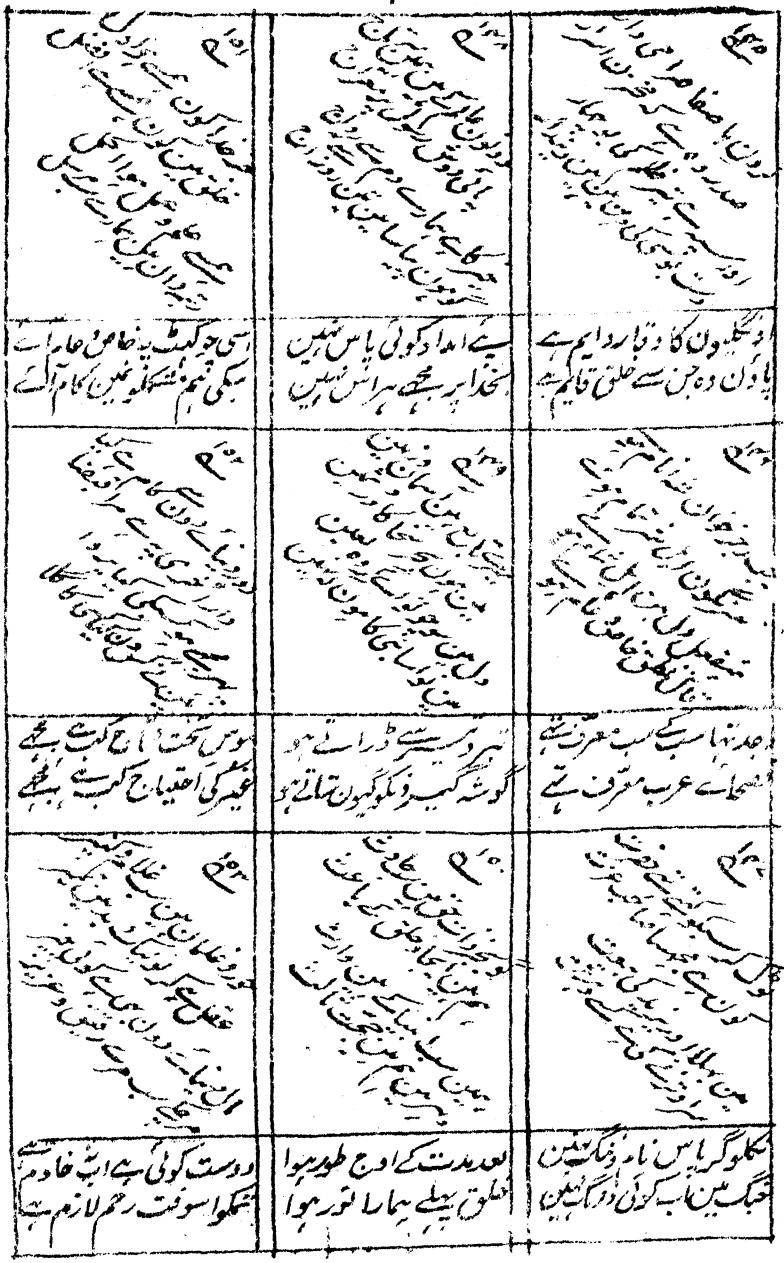

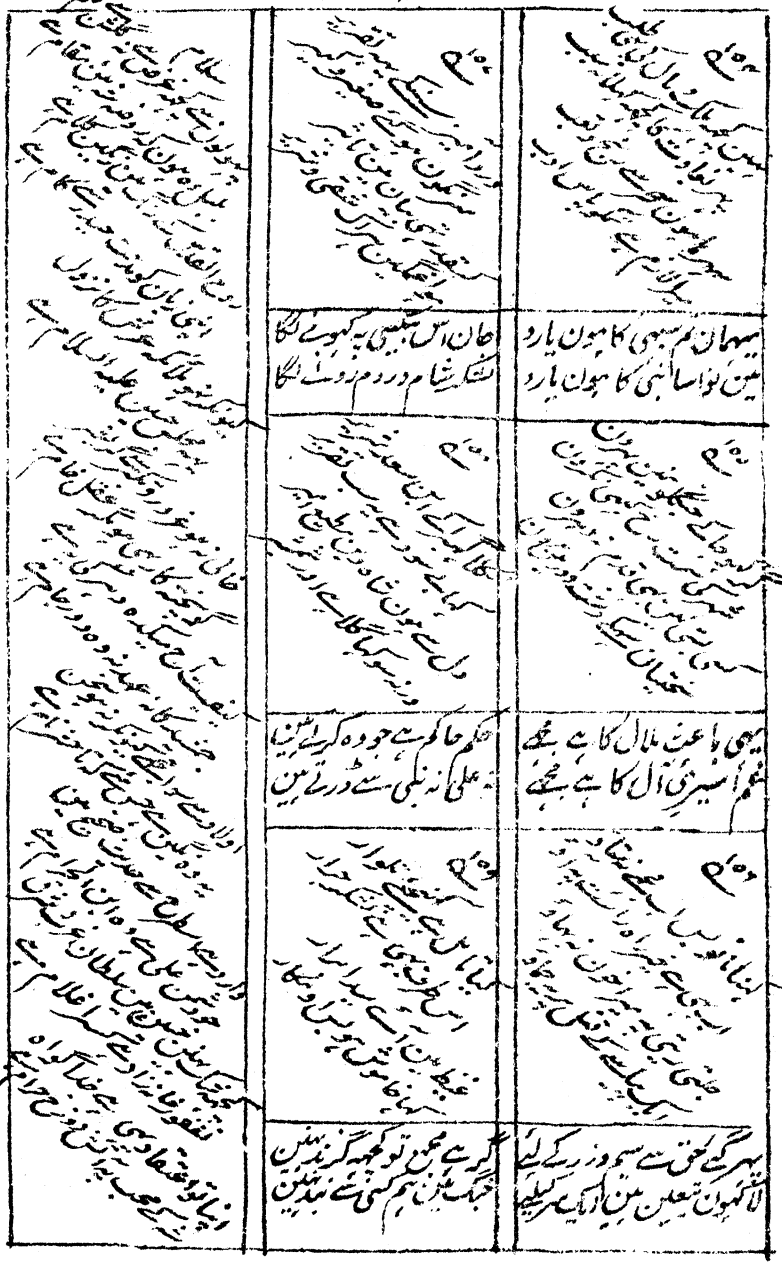

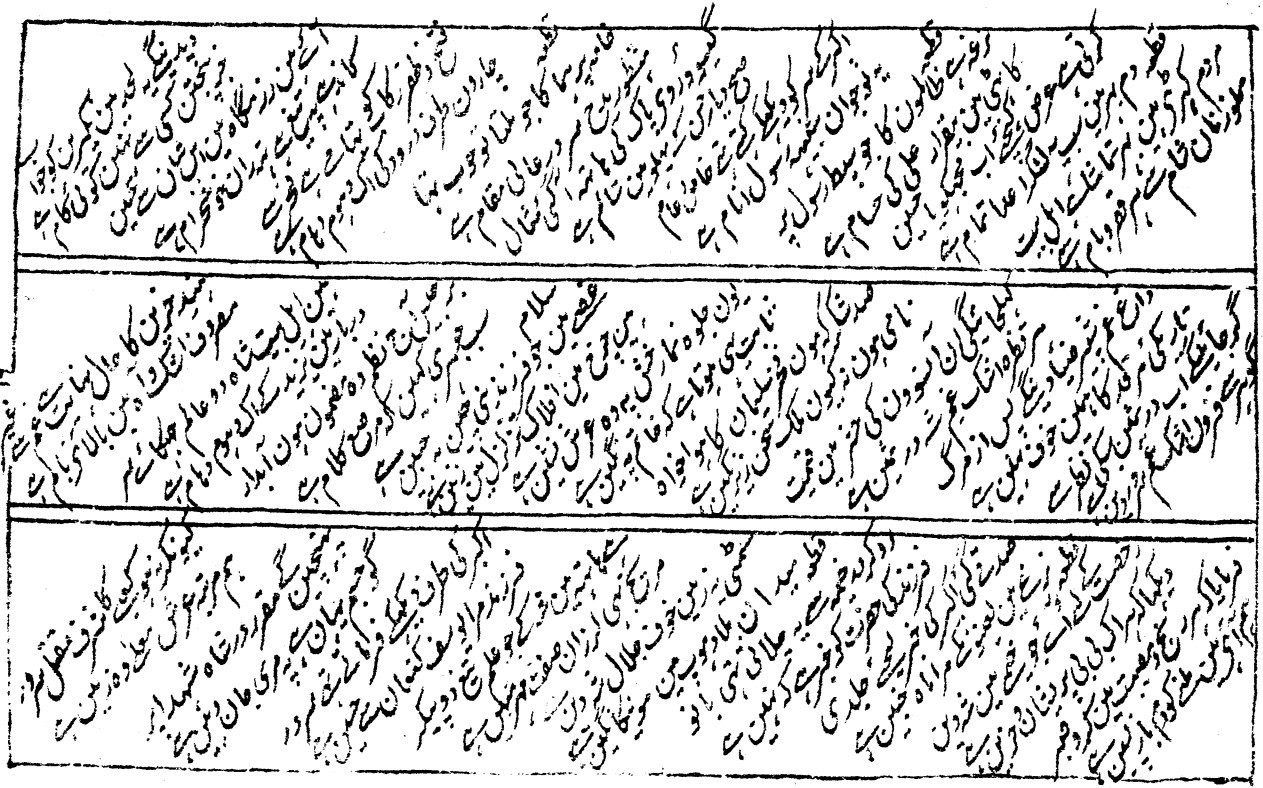

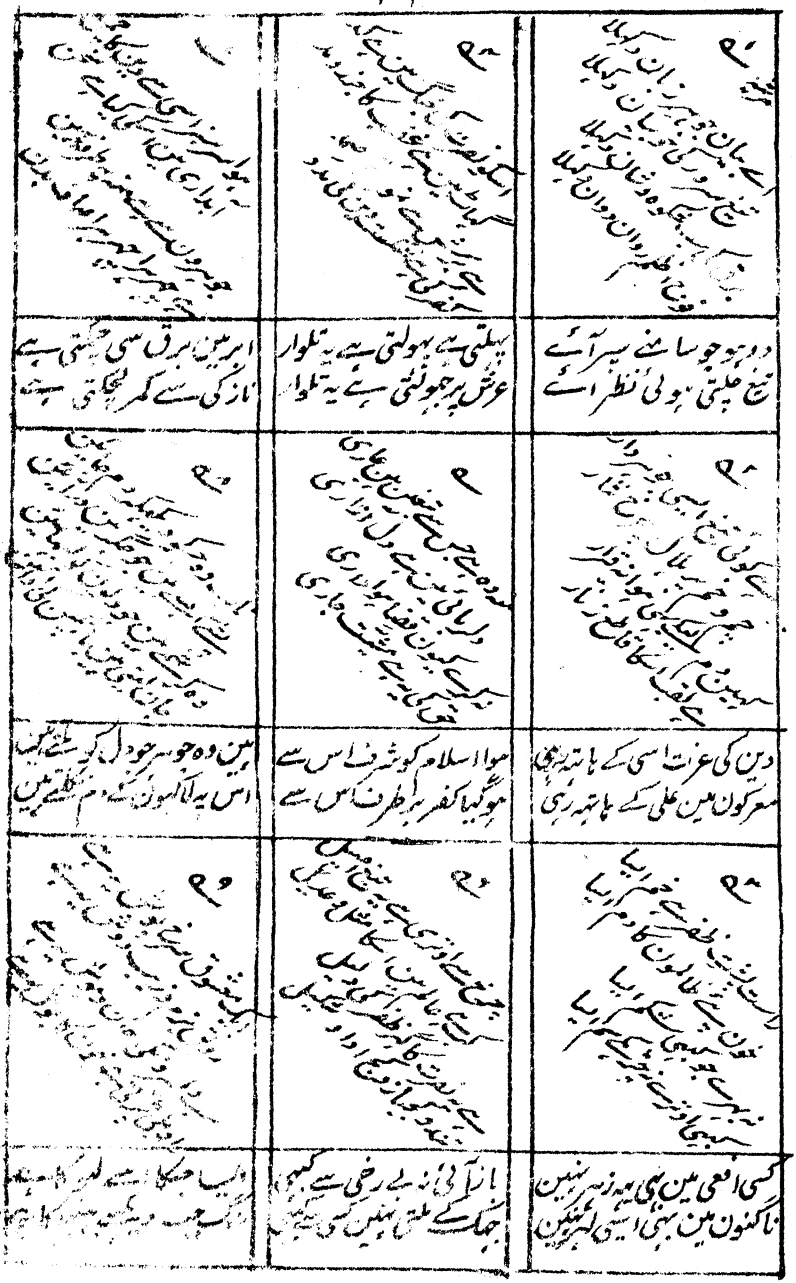

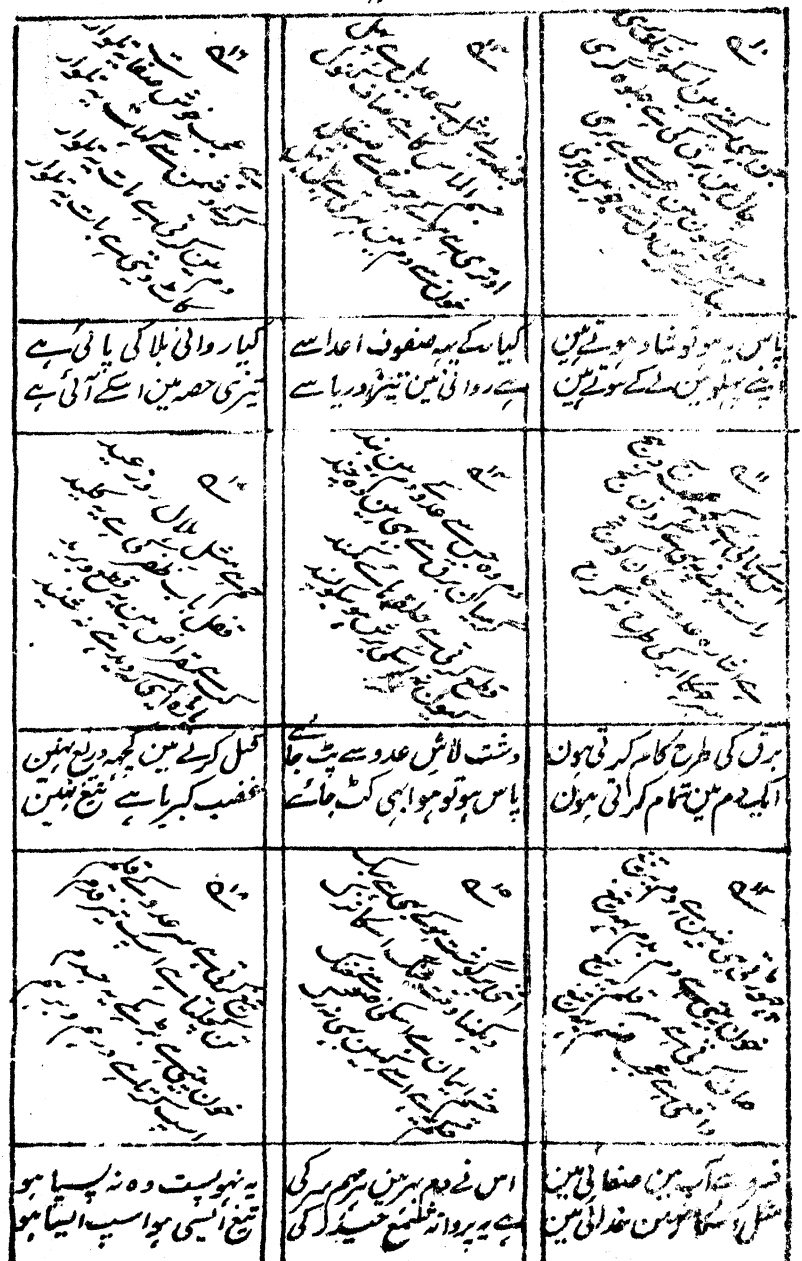

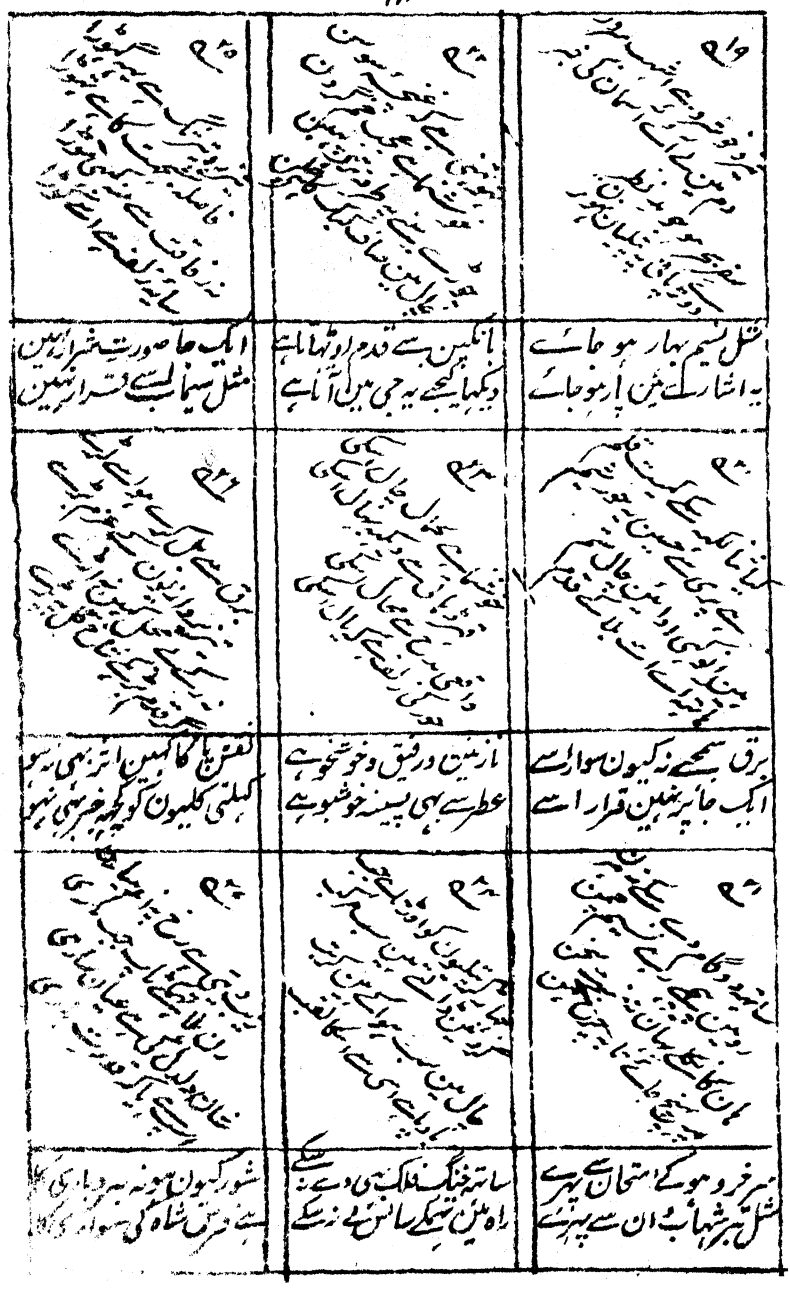

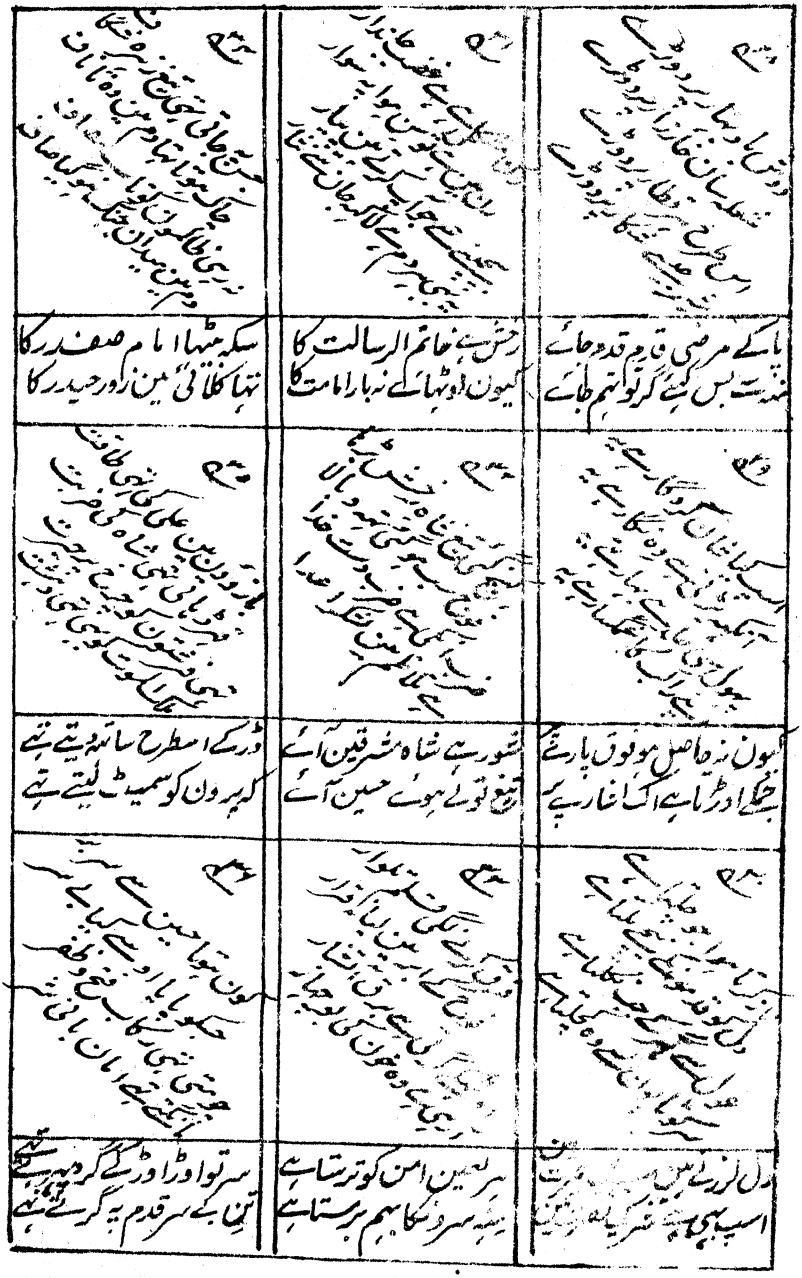

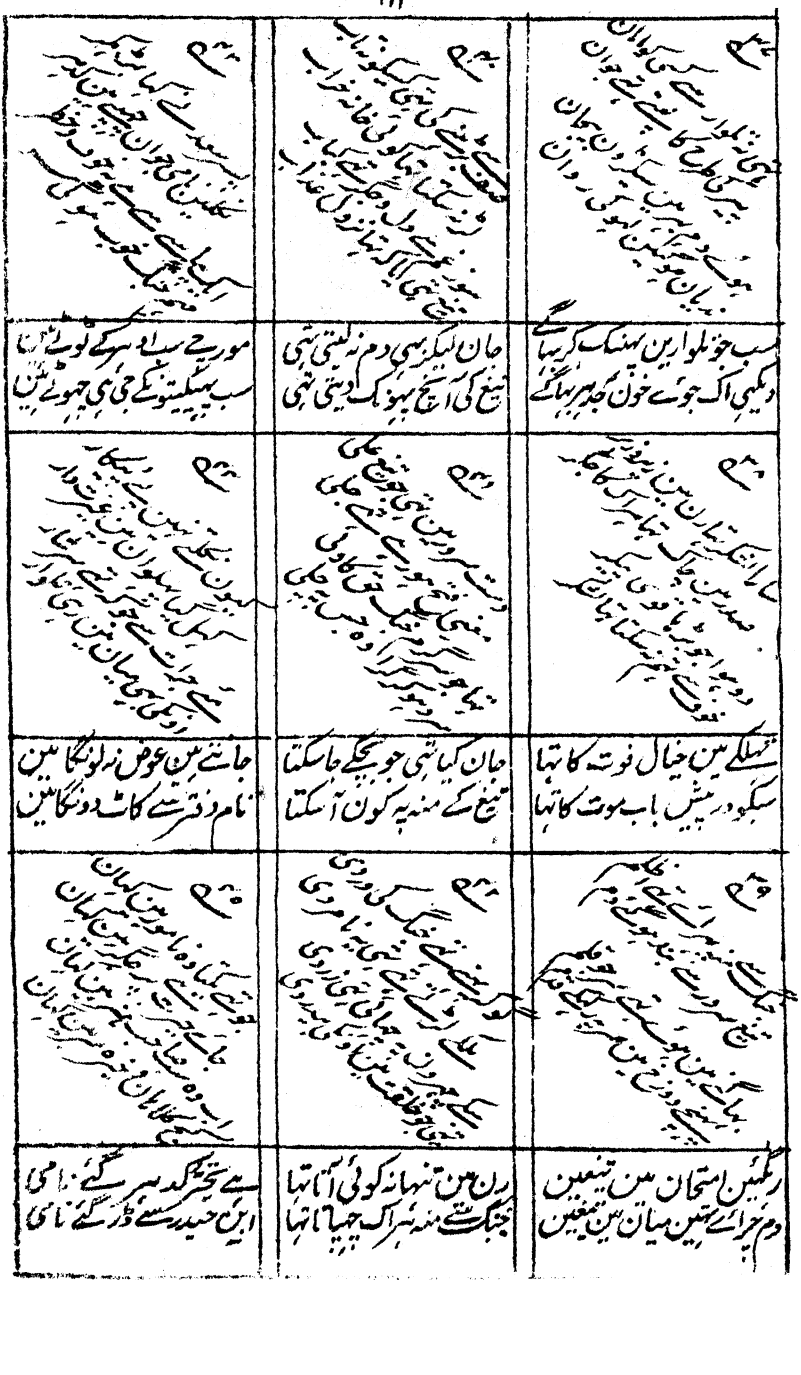

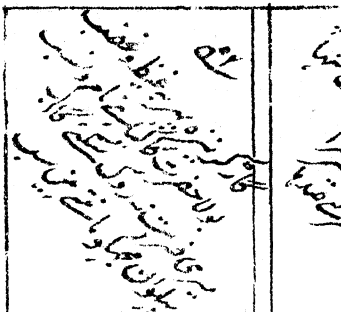

سر شہر جو کٹ لائے گا
لوٹ کا مال بھی وہ پائے گا

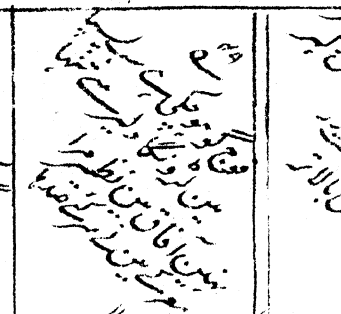

کسی شہر ور سے کہا جی نہیں
کبھی پیچھے قدم ہٹا ہی نہیں

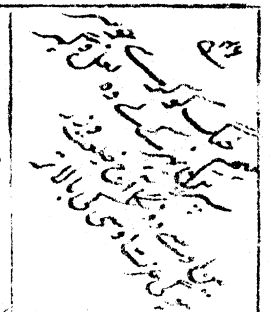

آ کی تیغ کیا سپر کر دے
وار کر لیجیے ضرر کیا ہے

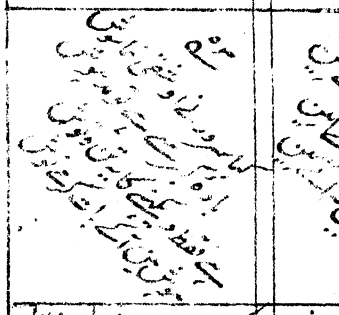

جھوم کر مثل ابر جاوے گا
وان اہل حلب میں نر آوے گا

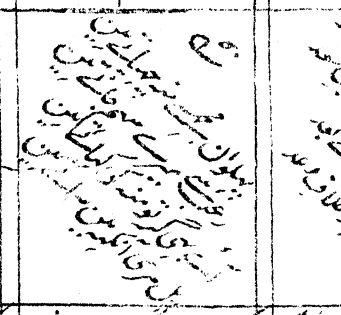

کچھ مرے کہا اصل شیر ہیں
مجھسا جیوٹ ہیں دلیر ہیں

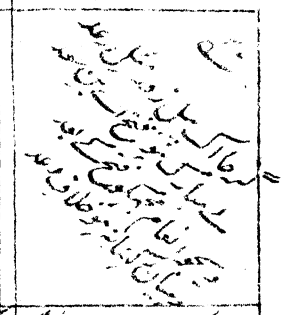

کس طرف ہے خیال اے ظالم
میں علی کا ہوں آل اے ظالم

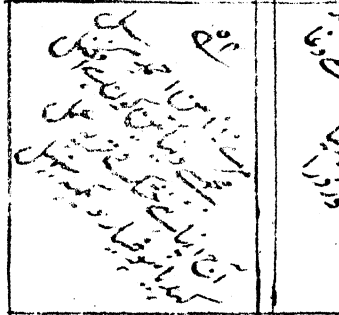

دیکھ لے اے امیر جاتا ہوں
اپنی سر میں بری کا لاتا ہوں

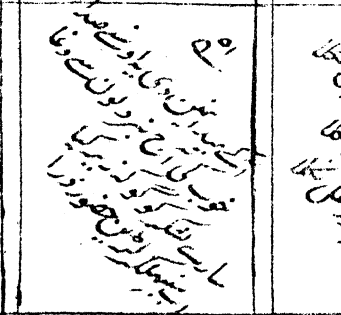

مجھسا رستم توسیستان میں نہیں
مثل میر اکوئی جہان میں نہیں

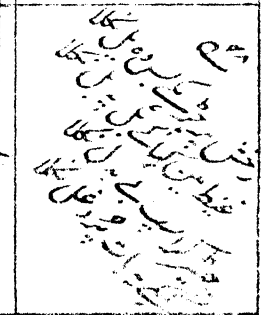

نہ زیادہ اگر تو لطف یہی ہو
اک ذرا جم کے گر تو لطف یہی ہو

خوف سے کانپتا ہے رہ رہ کے
مثل سگ ہانپتا ہے رہ رہ کے

بس زبانی جھگڑنے آیا تھا
اسی کمبل پہ لڑنے آیا تھا

واعظی طول میں بڑا ہے وہ
مثل مارسیہ پڑا ہے وہ

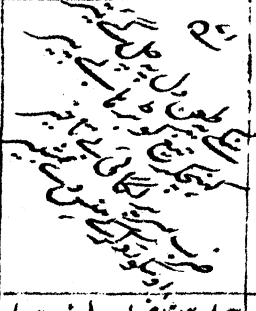

اک تہا پہ آج ورنہ ہوا
کوئی حربہ بھی کارگر نہ ہوا

کیسا غرہ تہا پہلے نادان تہا
ارے جاہل اسی پہ نازان تہا

جہل سے منفعل حریف ہوا
ہاتہہ سے اپنے خود خفیف ہوا

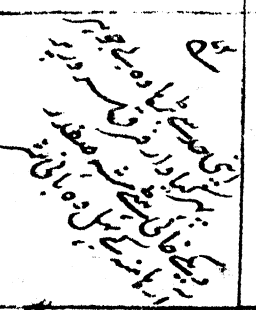

تجھ ہی تیرا یہ گیا ظالم
تو نگاہوں سے گر گیا ظالم

شعر دہ فتح یہی فضول دیا
یا وہ گوئی میں اور طول دیا

اب کے حملہ میں آس ٹوٹ گئی
ہاتہہ سے تیغ تیز چھوٹ گئی

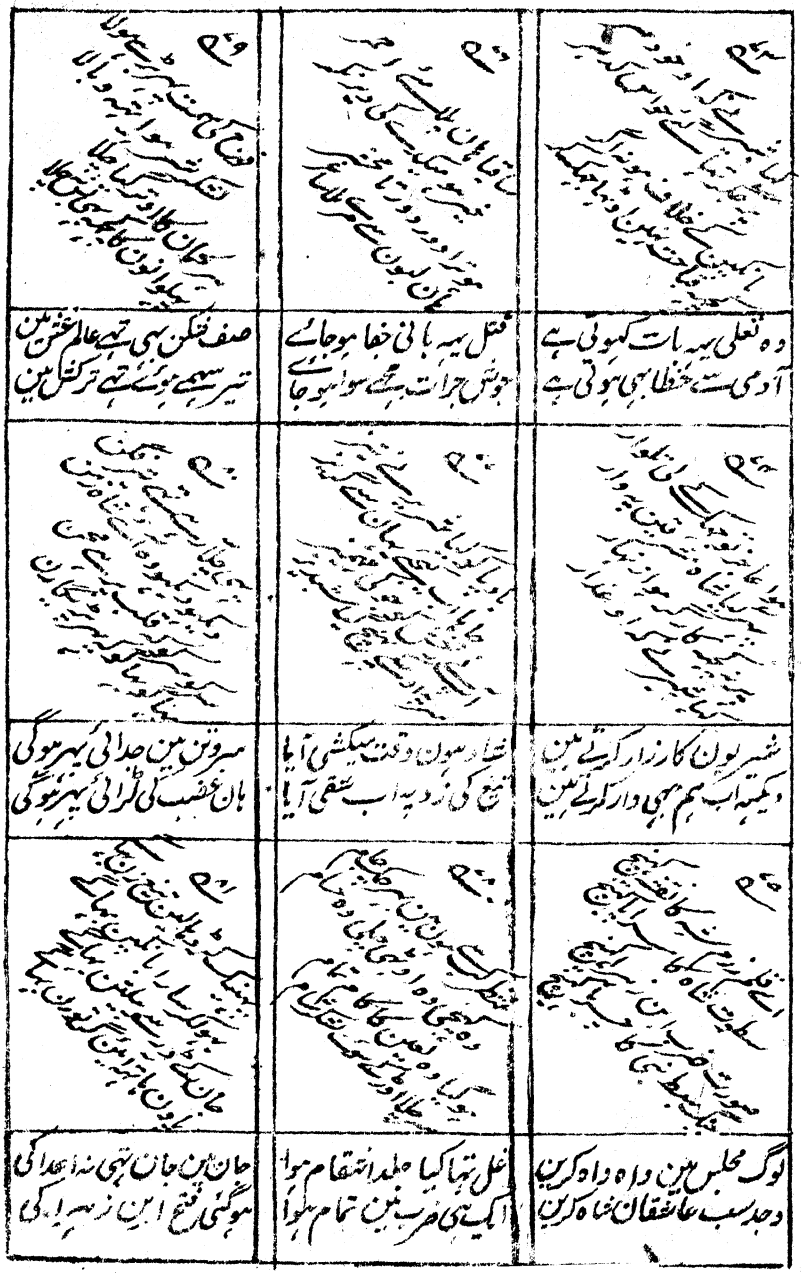

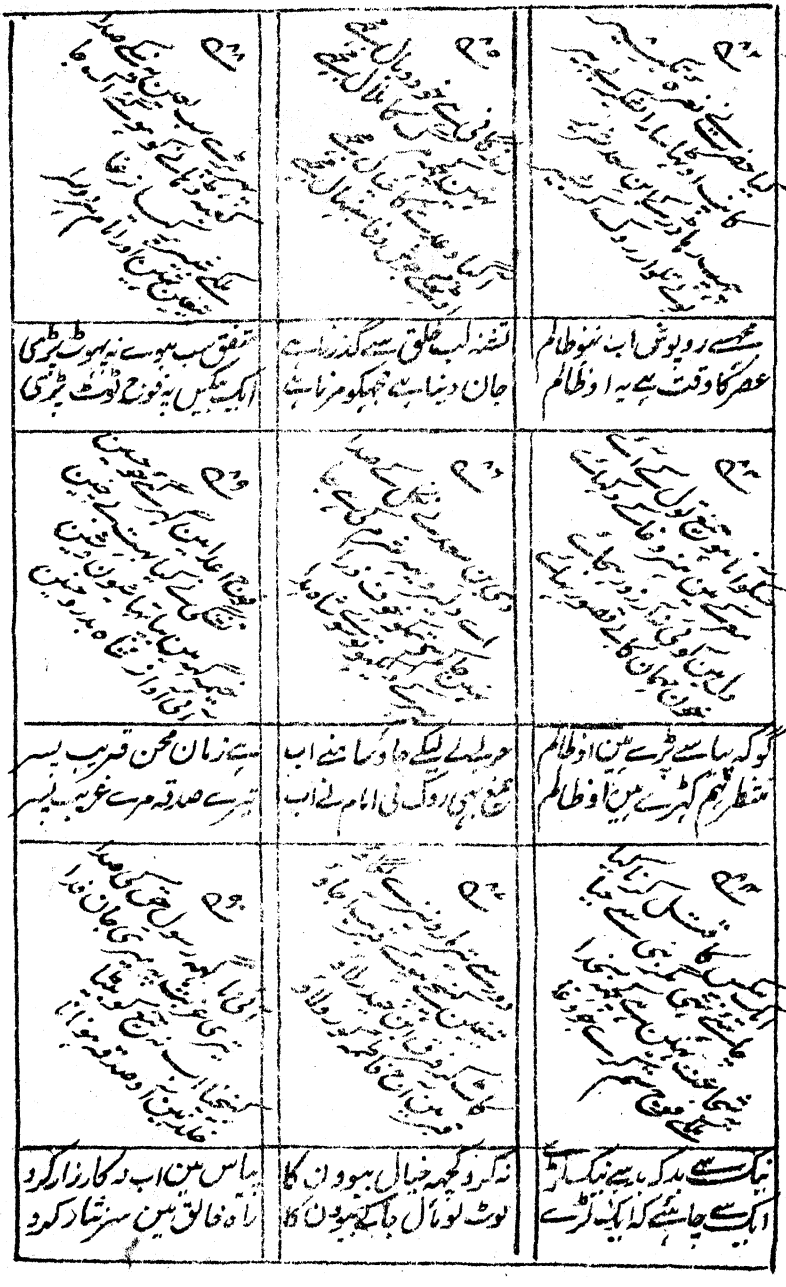

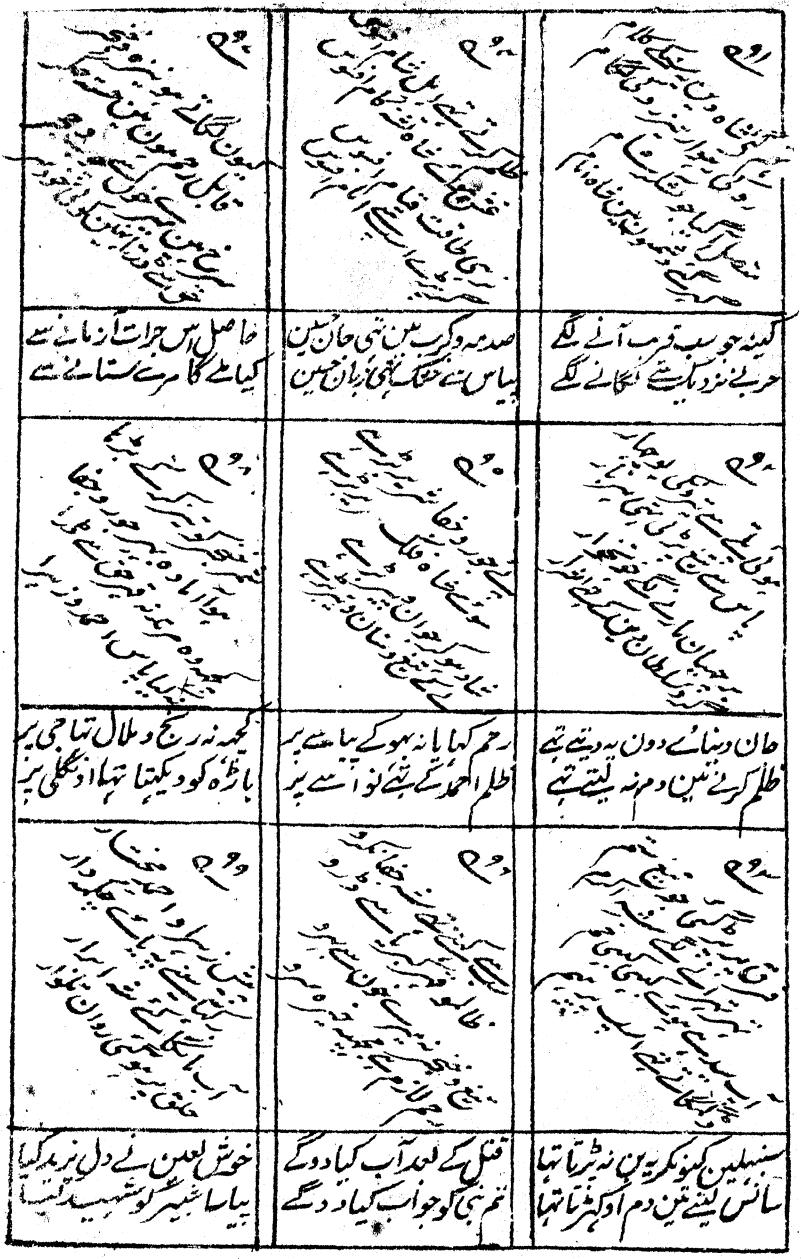

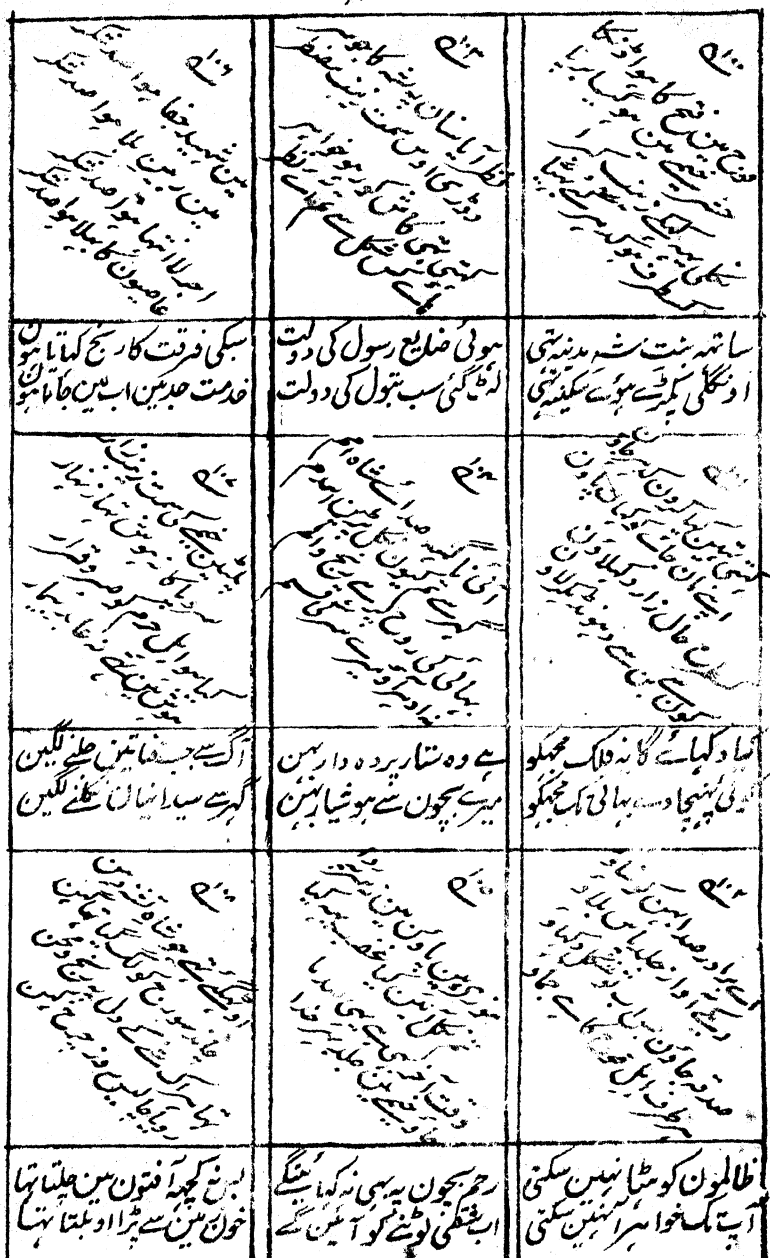

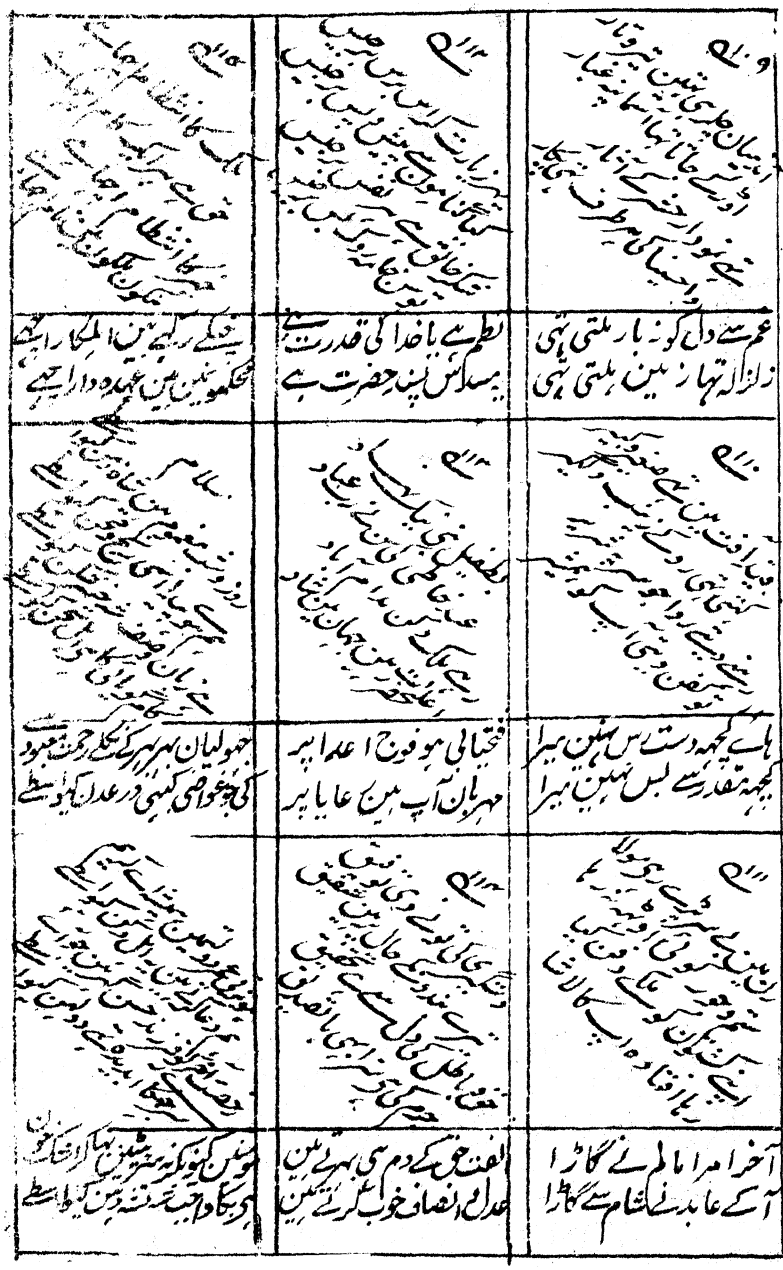

سلام

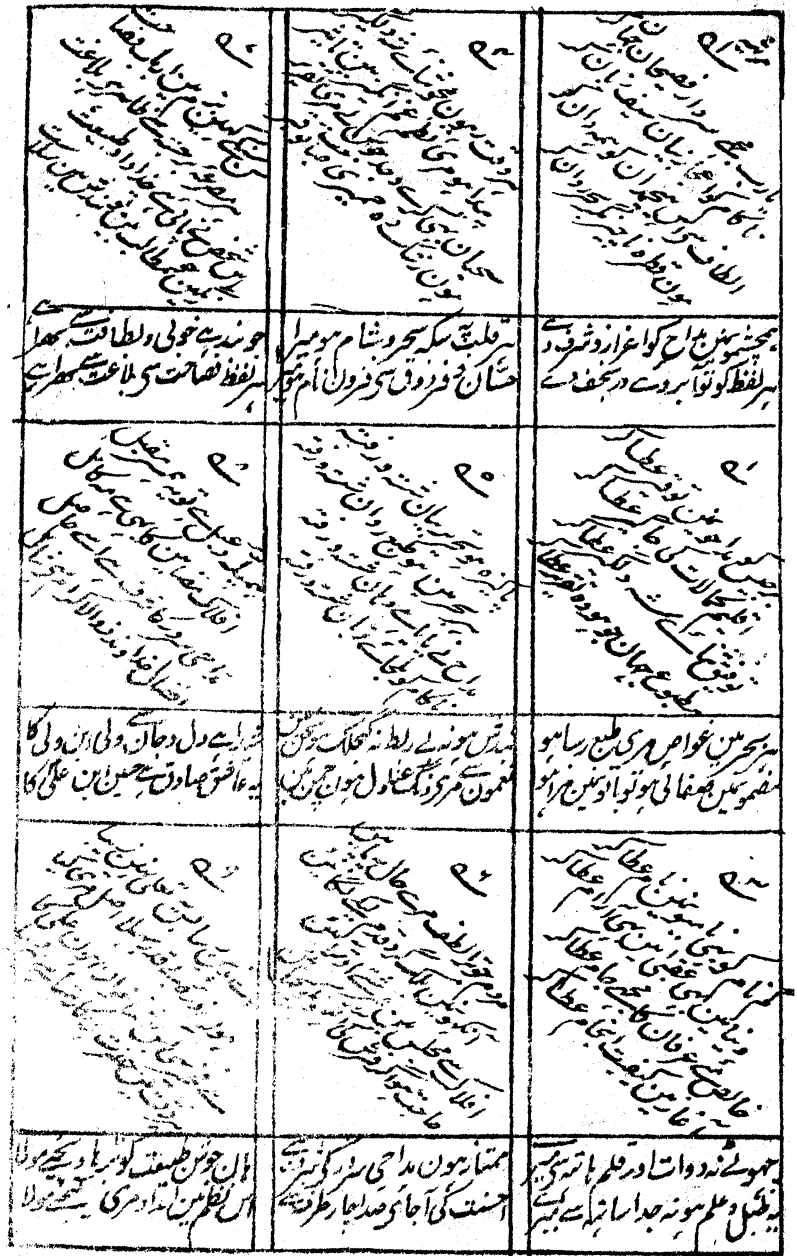

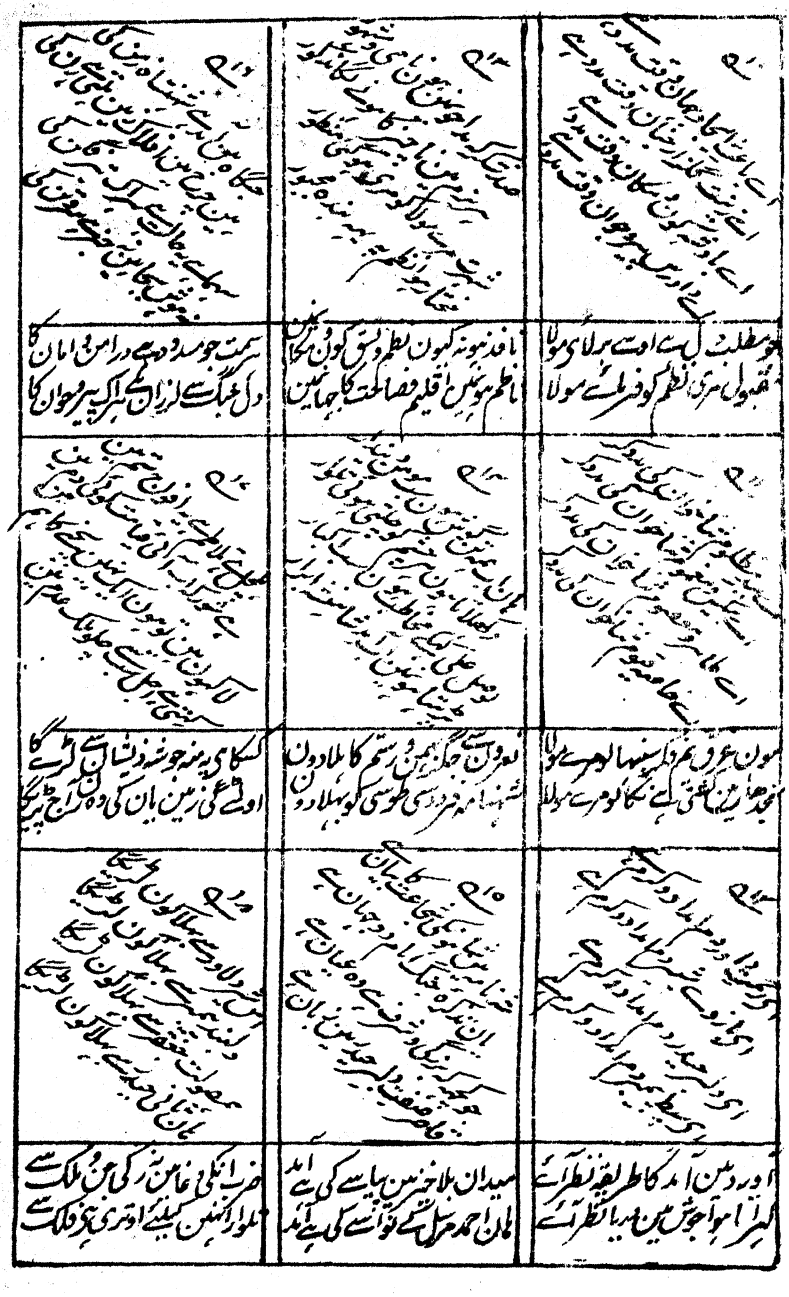

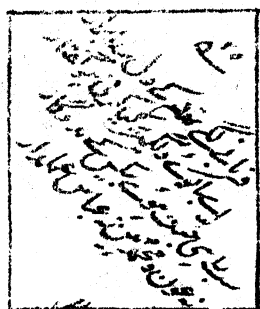

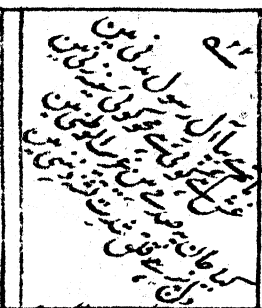

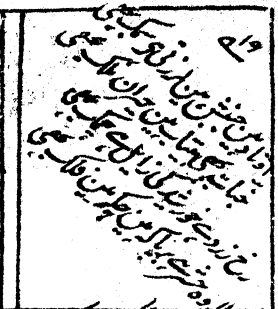

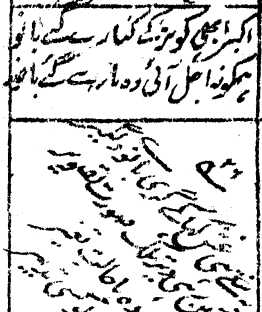

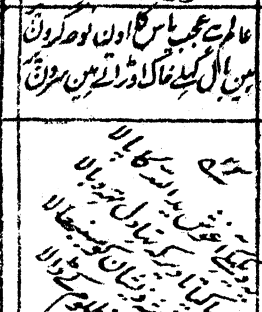

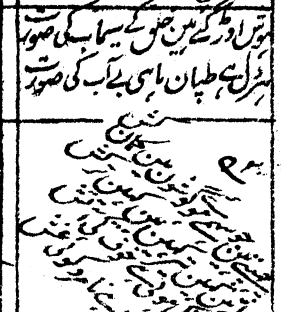

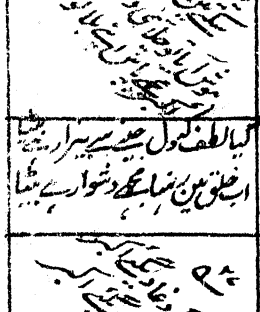

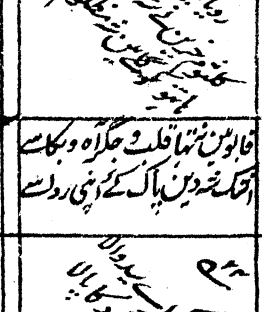

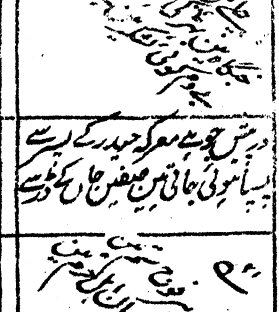

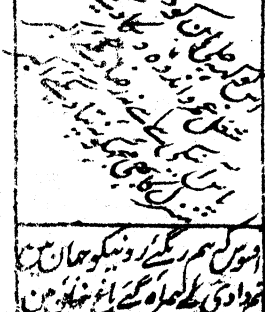

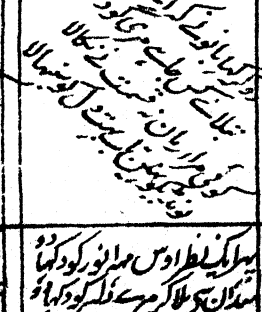

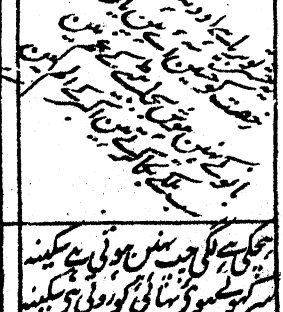

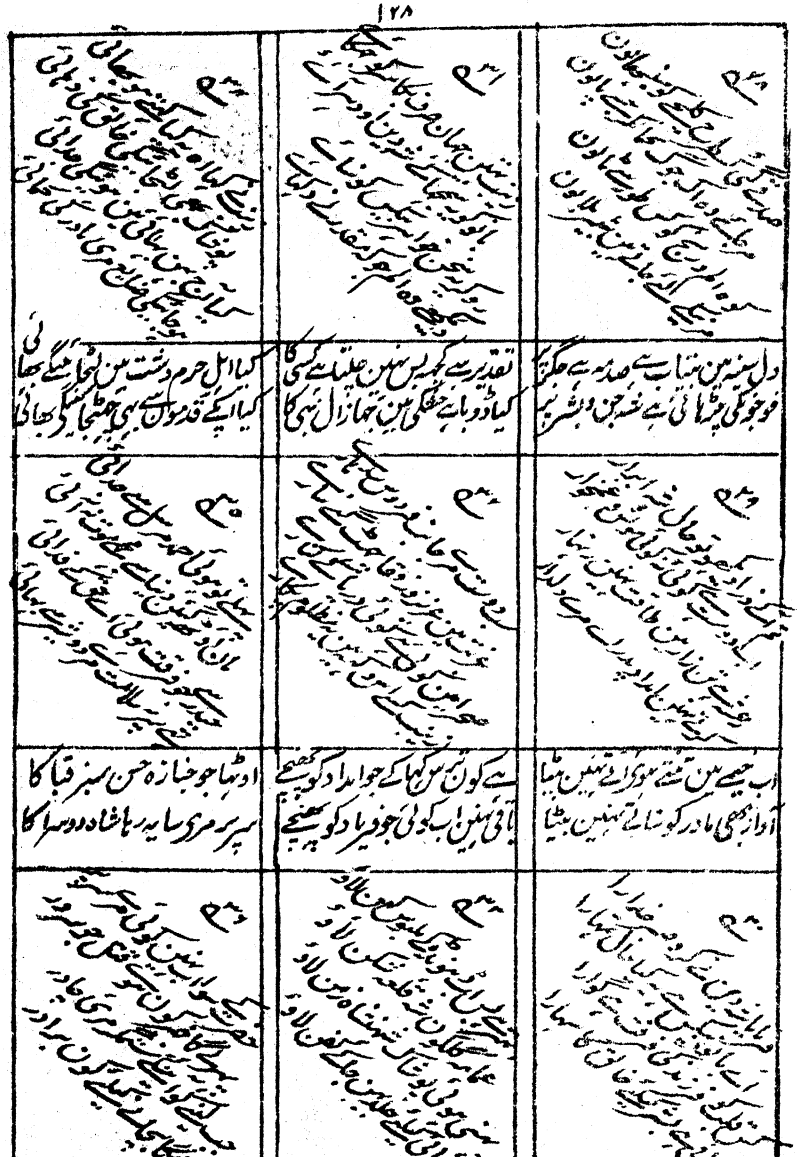

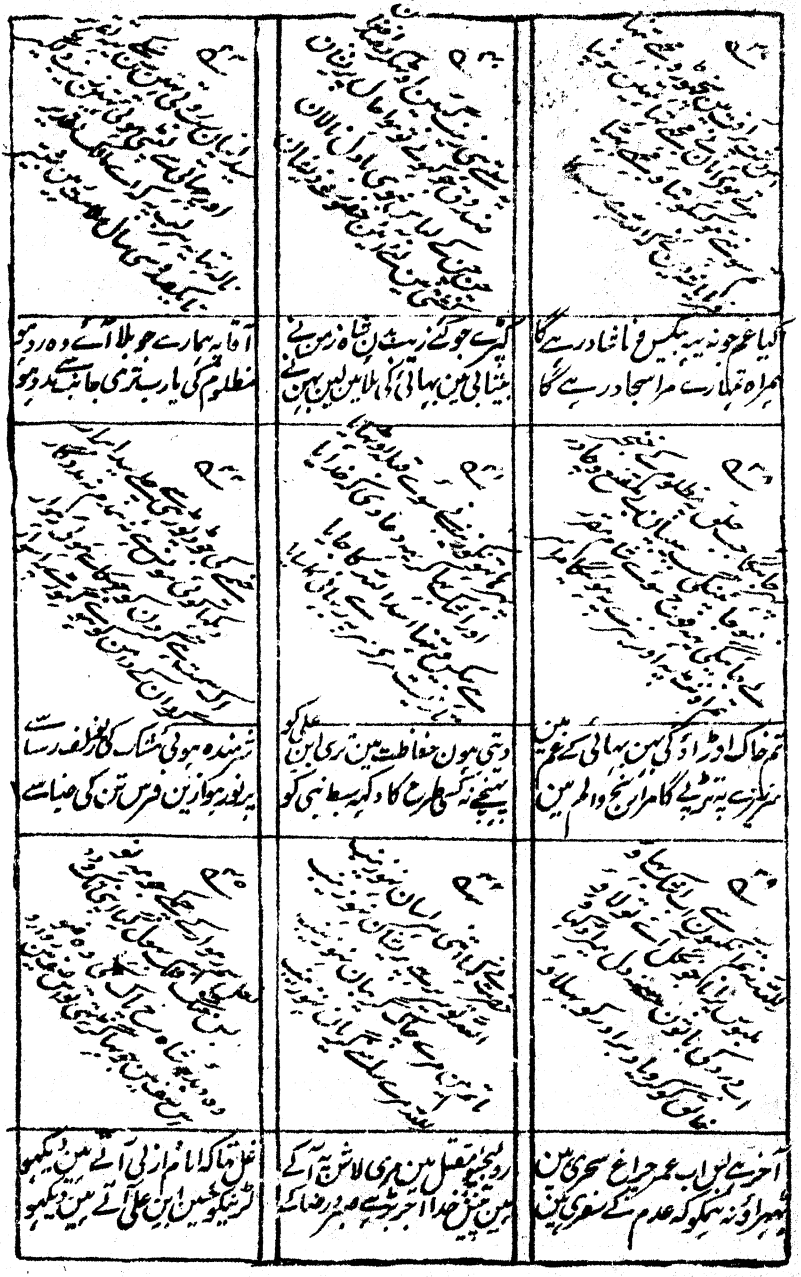

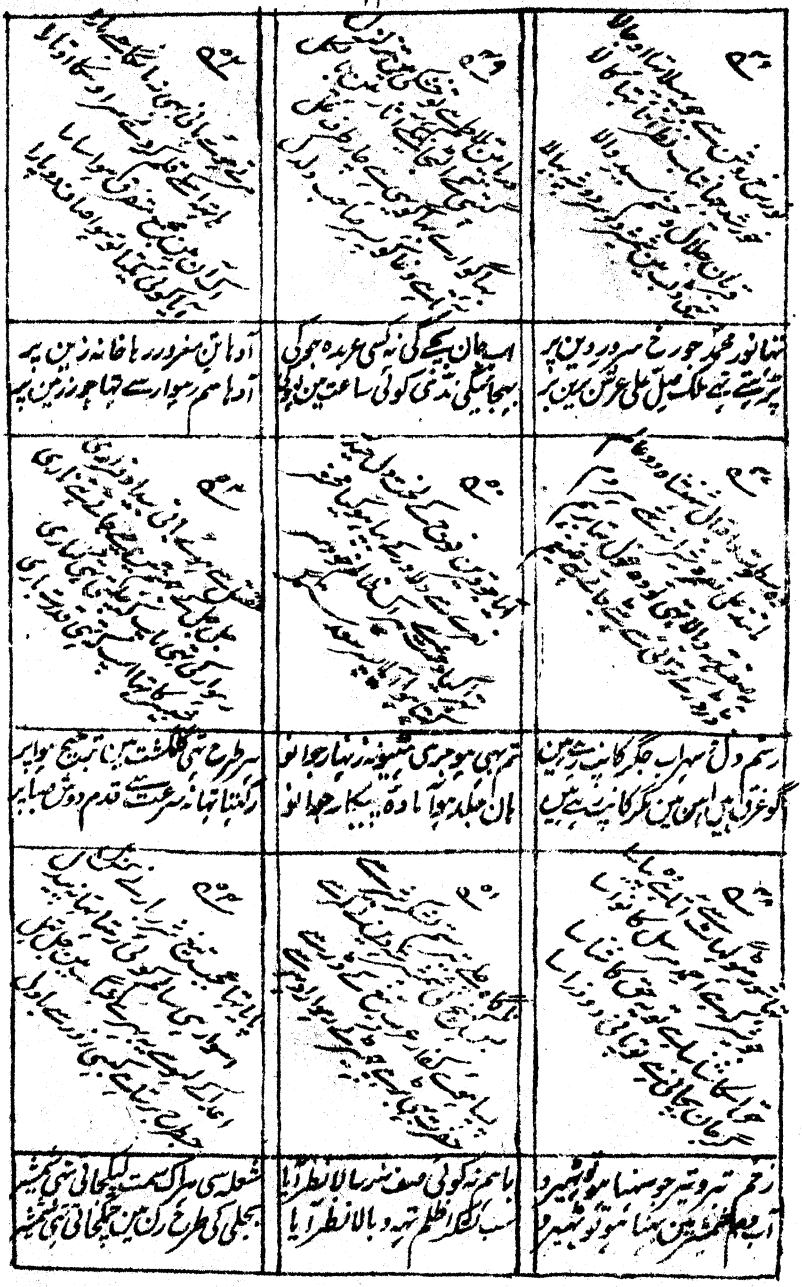

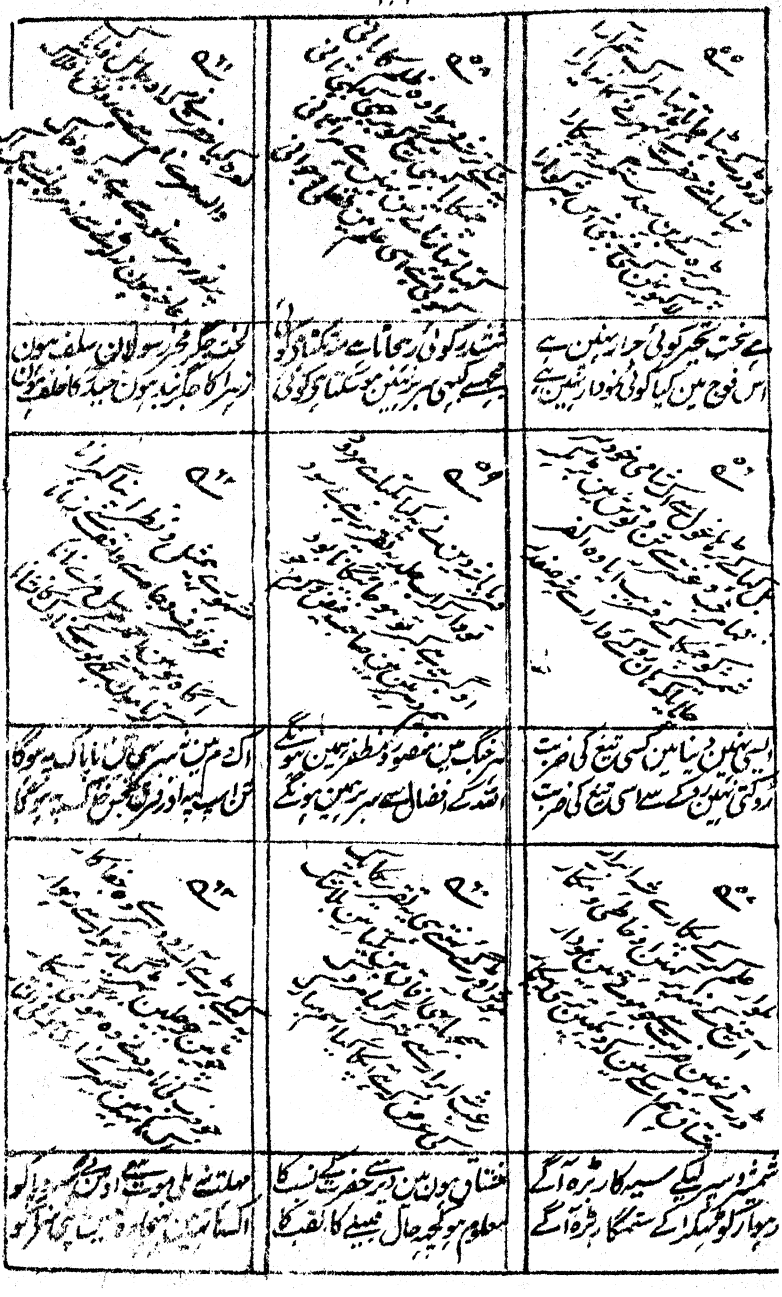

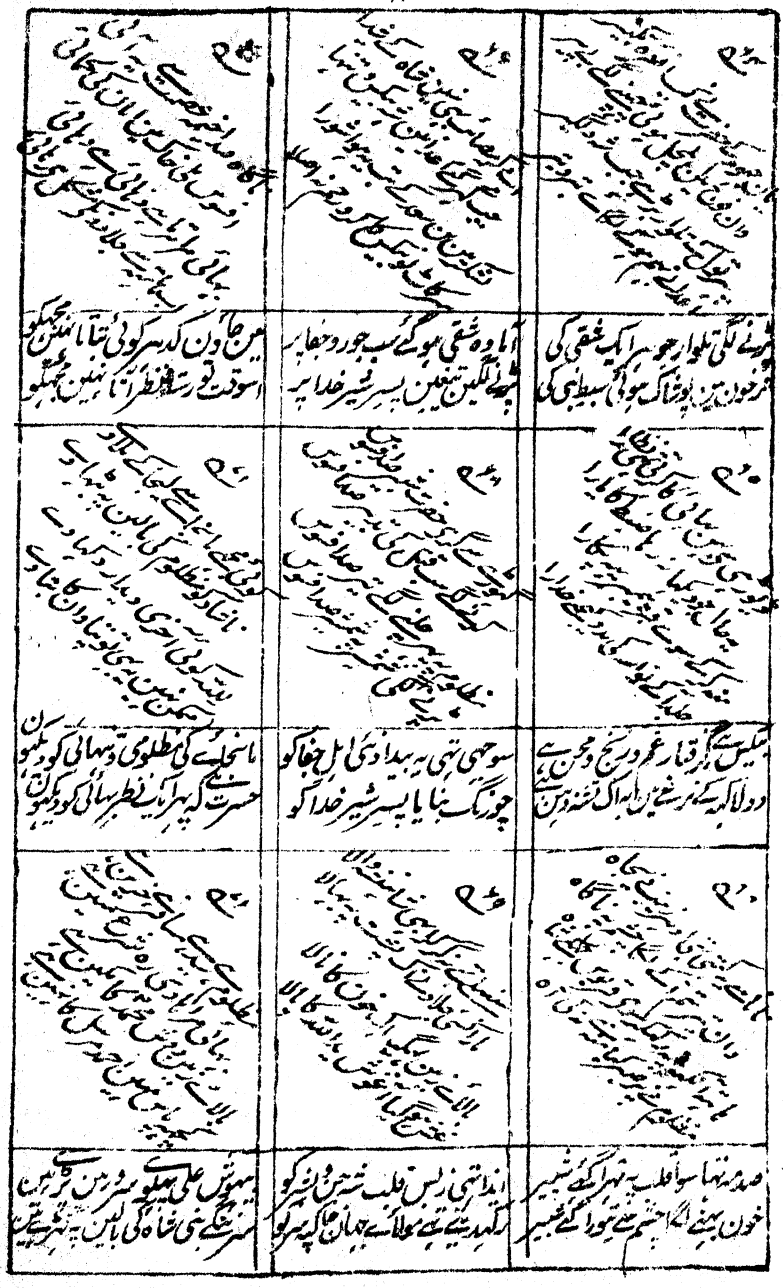

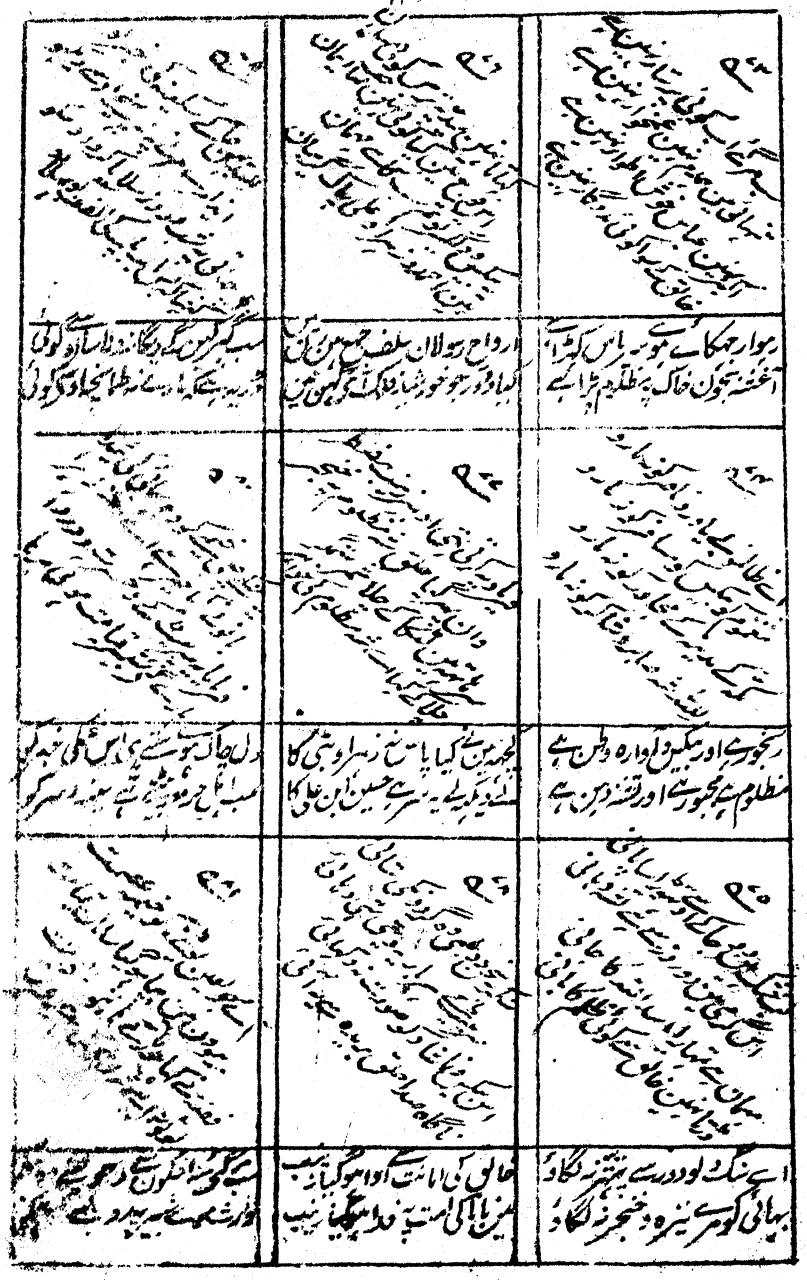

سلام

منقبت

مرثیہ

قطعہ

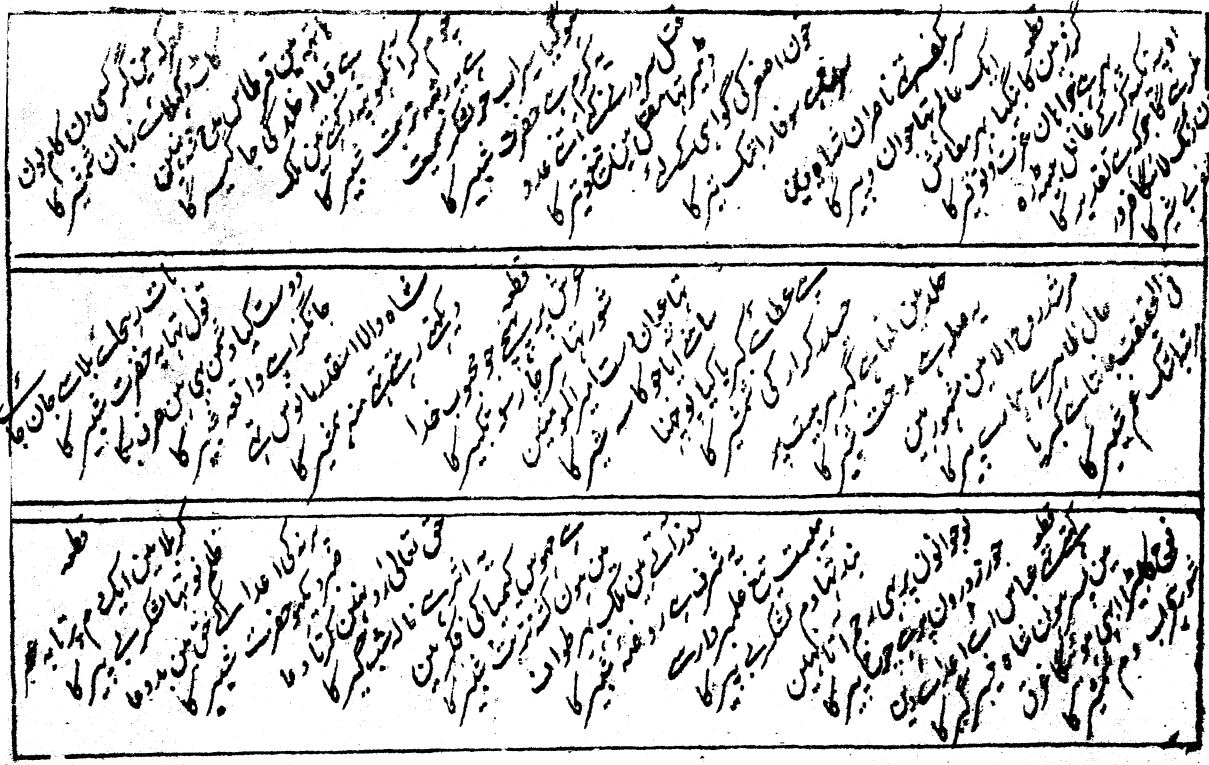

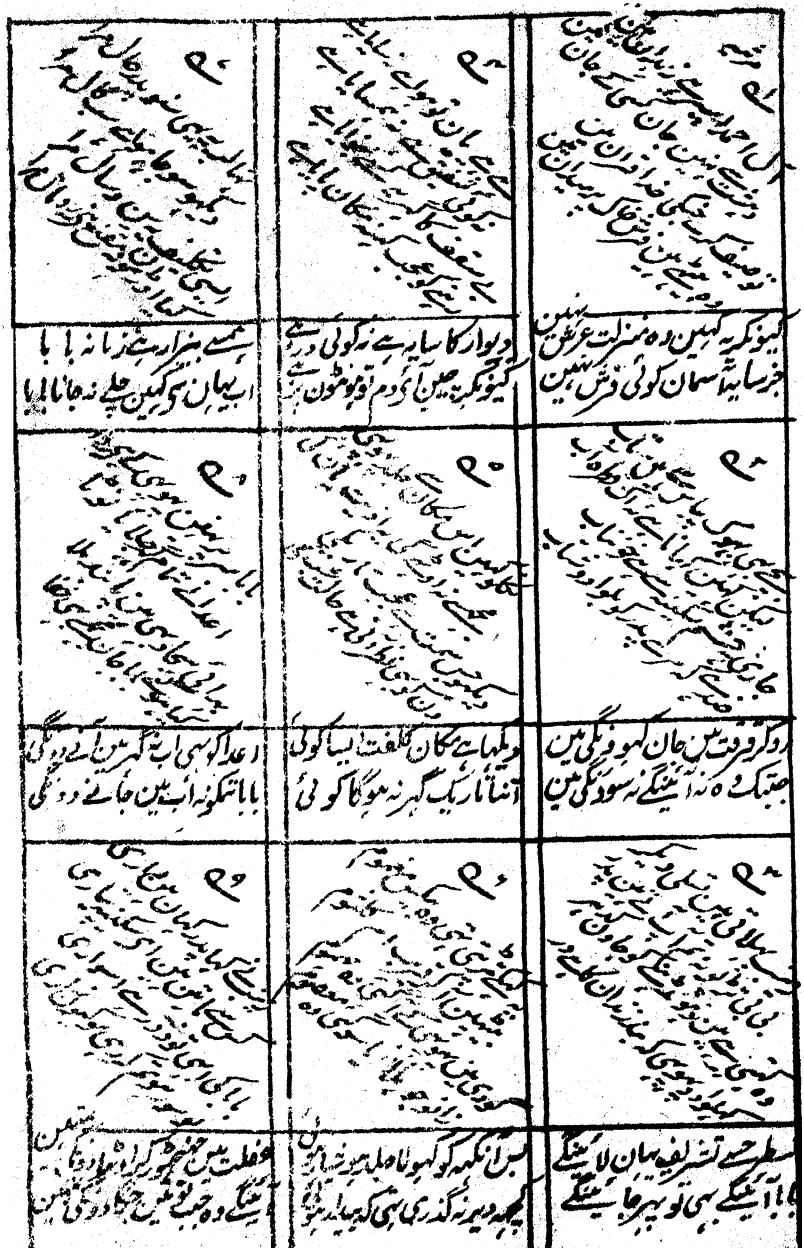

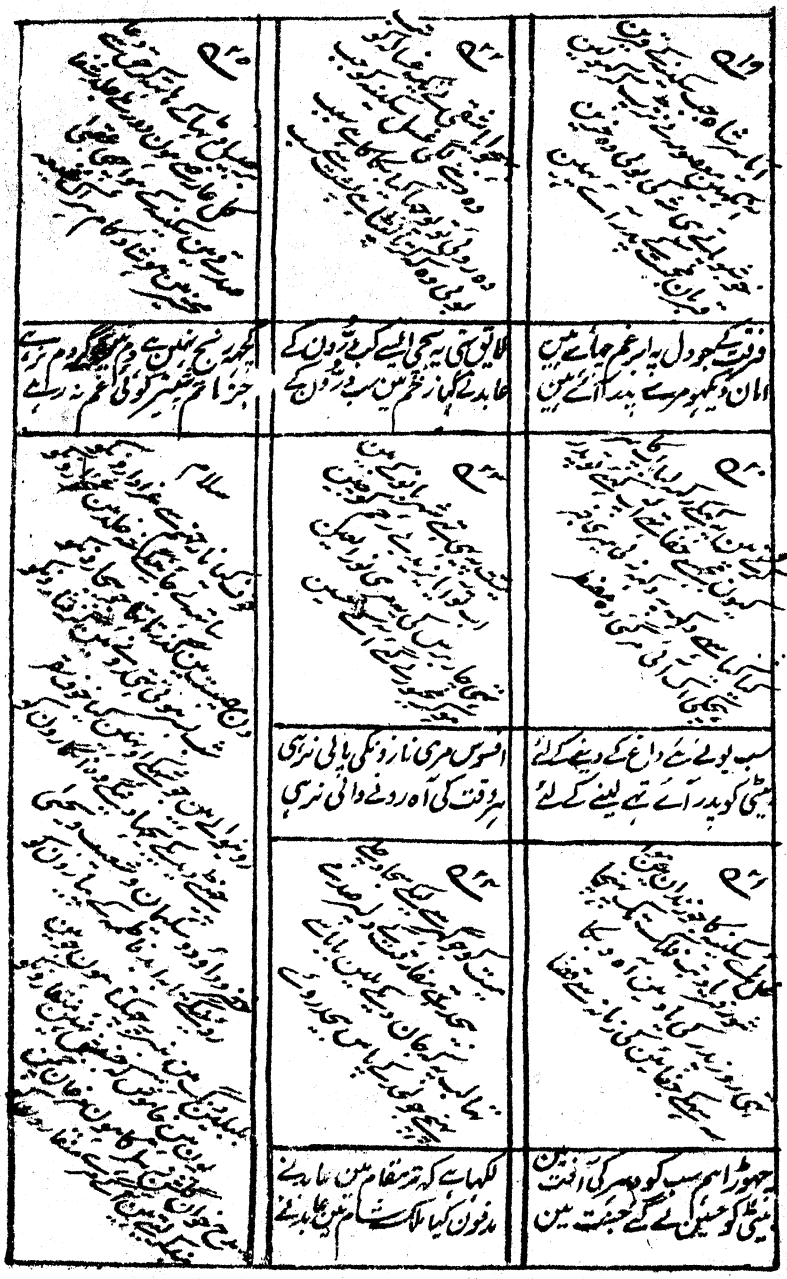

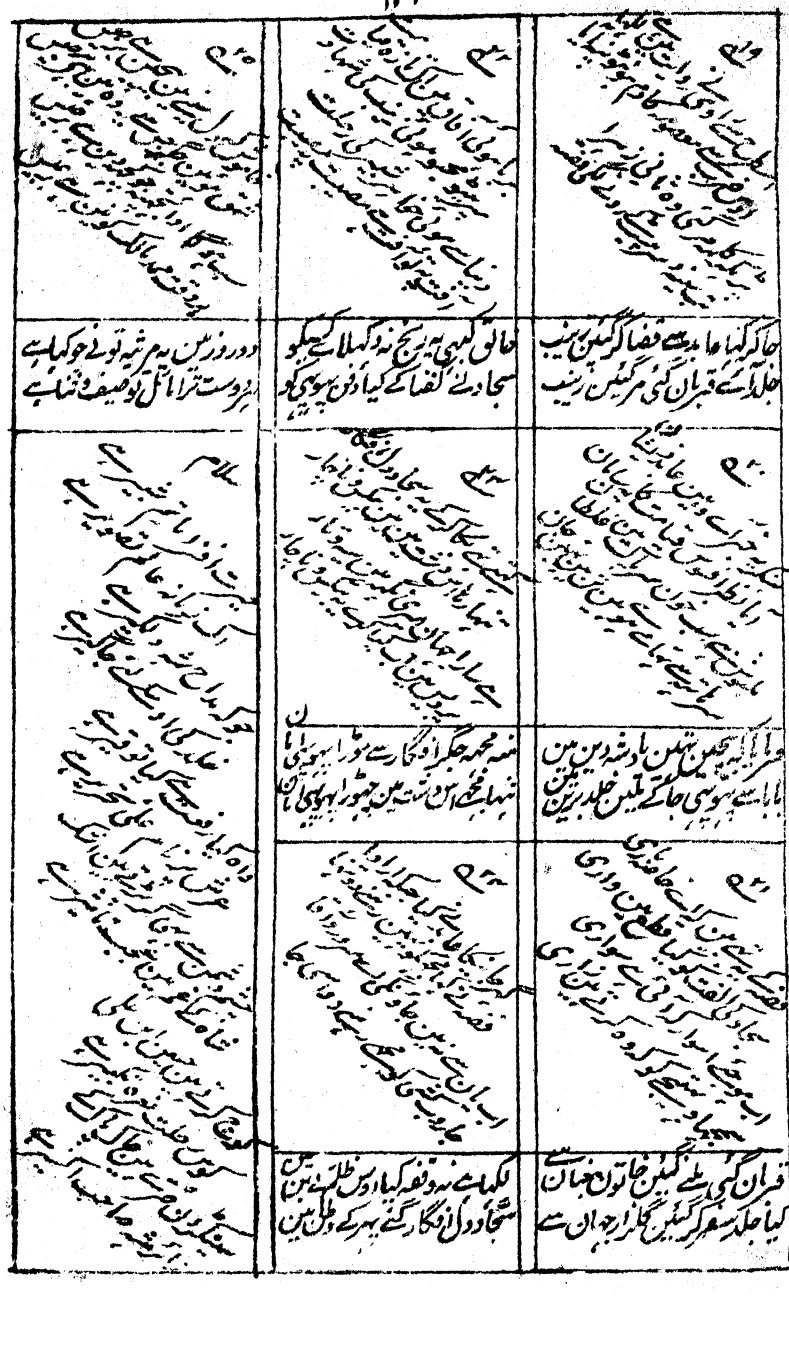

گویم ہم کہ گویم میں ملک
اور فیض شعلہ کی تیغ سے

دیکھنا قرب علی م نقی
فرش رو دوم فرش پر تصویر ہے

وہ مصحف عارض بسط ہی
جی کی قران میں تفسیر ہے

ہون میں مداح حسنان ہی
شاید مضمون بیان تحریر ہے

کہوں ہے اگر کی کہنا ہون ش
آئندی رو کش تحریر ہے

کہون ہے یو نگین اقلیم نظم
قطعہ میں ہے قاع خیر کا لال

ڈرسے لرزان شکر ہے ہر ہے
شوہ ہے کہون نرش لاشین کا ہو

لوے کی کتی ہی یکسنہ کیا کروں
آتش صاد وری سحلی تحریر ہے

یاس سے کمالت مری تقریر ہے

لاکب ہے شاکی اوہنا کے تین
قطعہ رنج والم میں اہل بیت

ضعف سے یہ حالت پشم ہے
قیدی رنج والم میں اہل بیت

دود آہ یک ان کی تحریر ہے
طوق میں او ٹھی ہوئی تحریر ہے

قتل کہ دیے ہے فوج اشقیا
ظاہر آ دہ ہر ہے تحریر ہے

ہے غضب کوئی ترس کہتا نہین
اک شاہد دشمن بشیر ہے

اشک گر کر دل میں چرچ ہر ہے
اک شاہد گر ال مصطفے نے کیا ملا

لطف کیا سماب گر قایم ہوا
دل اگر گشتہ ہو مہیہ اکسیر کے

بیکسی تو لا مدد بیرحسی کی
بیمہر بے خاش جن تحریر ہے

رباعی

قرآن ہے تیغ نیر افزائی نرہا
ہے موت قرین غم جدائی نرہا

بجا کس کے کم نہ ہے کہ کرتوت گئی
ایسے زیست پہ خاک ہے کہ بینائی نرہا

رباعی

وہ شان ہیں چہ ہے کہ کمین زیبا ہے
کہون ہین ایسا ہی کوئی بندہ ہے

ہر حرص ہے مزہب تشریف اپنا
خاقانی کی طرح ذات علی بکتا ہے

رباعی

تحریر کو گویند نہ ہے کہ ان پر کیا
کس نسخہ سے کہون یا دان کہان پر کیا

بشیر کا کہ تو نک سنان پر کیا
ہے رحم دمہ گا تم بند ہونا کوئی

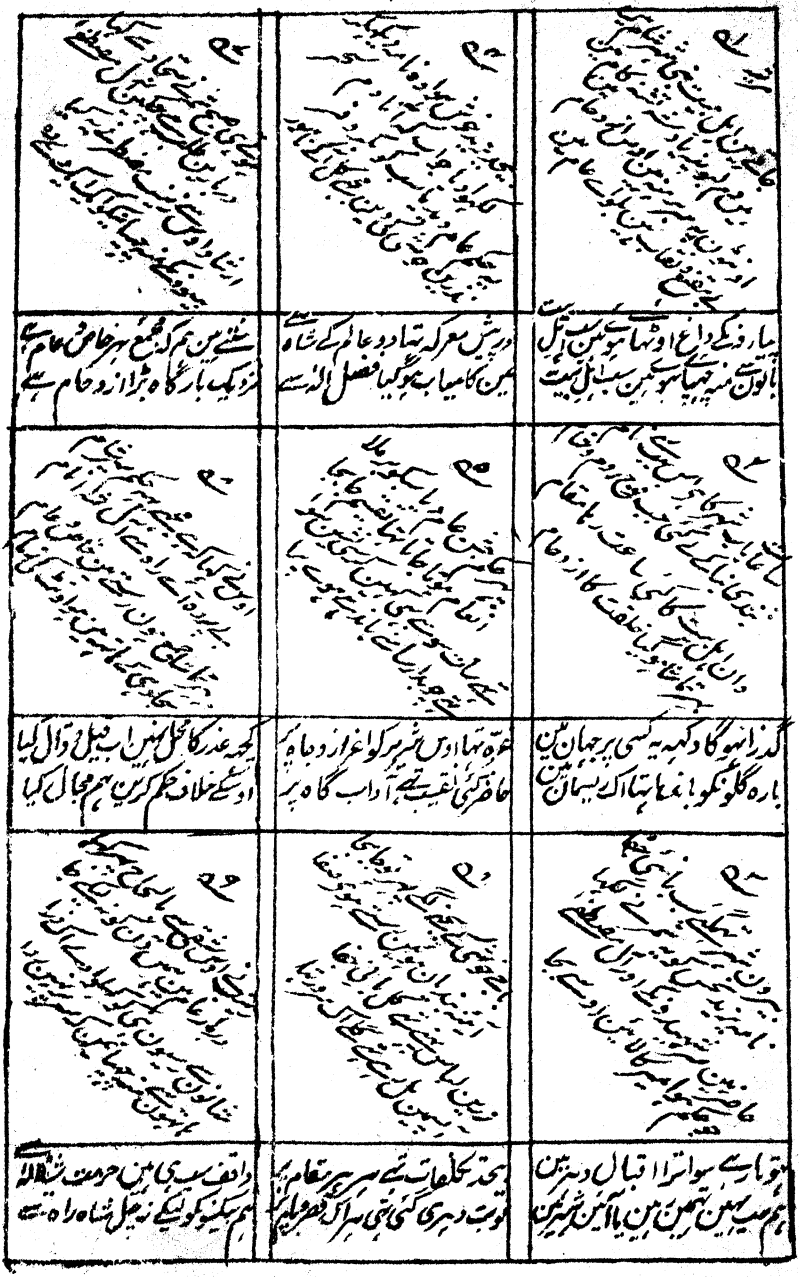

ہے ارزو یہی دل امدوہ ناک میں
بجھ جائے میری خاک بھی جس خاک میں

مجھ پہ ہی برسد یہ تہ ملامت کسی نے کی
آل رسول کی تہ حمایت کسی نے کی

ہجوم اشک سے شبنم خیز ازمیں
داخل موتی سب کا ل نبی قیمتخانہ میں

للہ الحمد کہ اس دور میں ہم نے پایا
ایسا انسان کہ ہر دیکھنے والا بولا

ہے ہے کیا کیا ہوئے

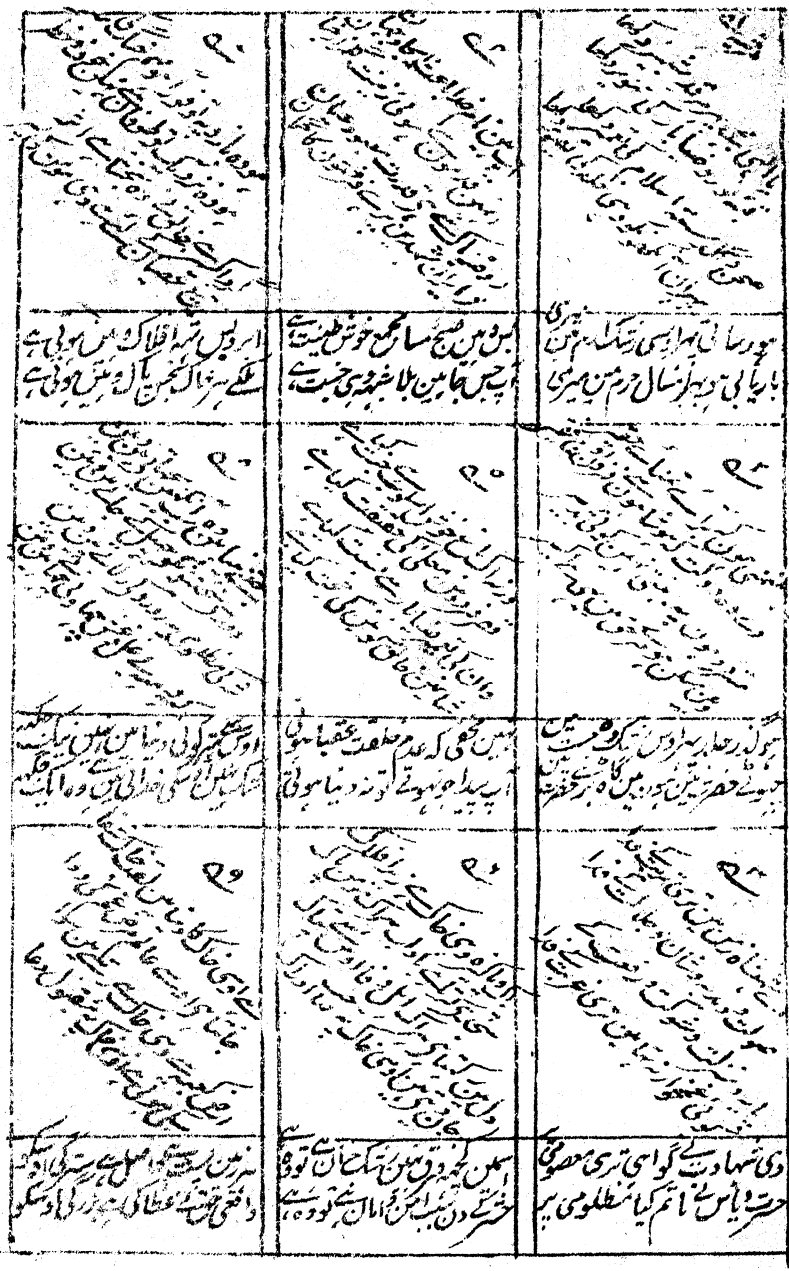

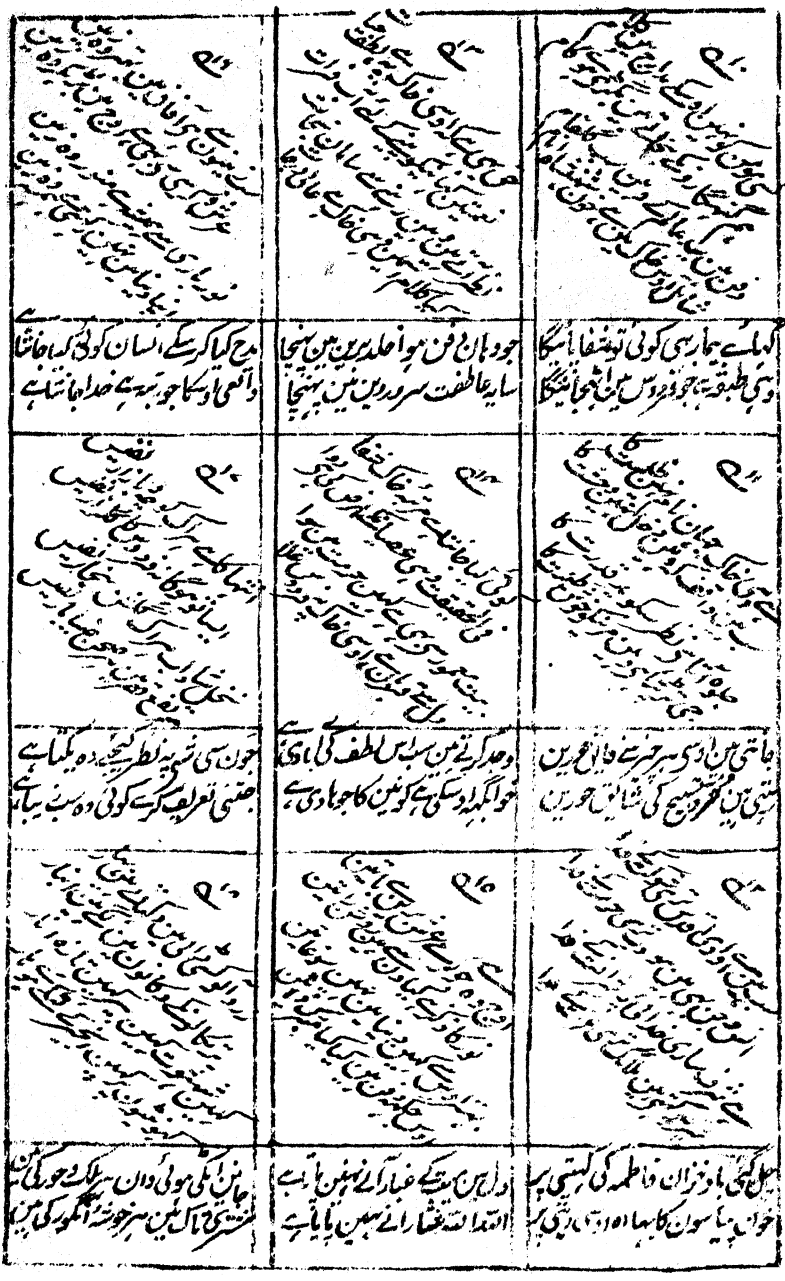

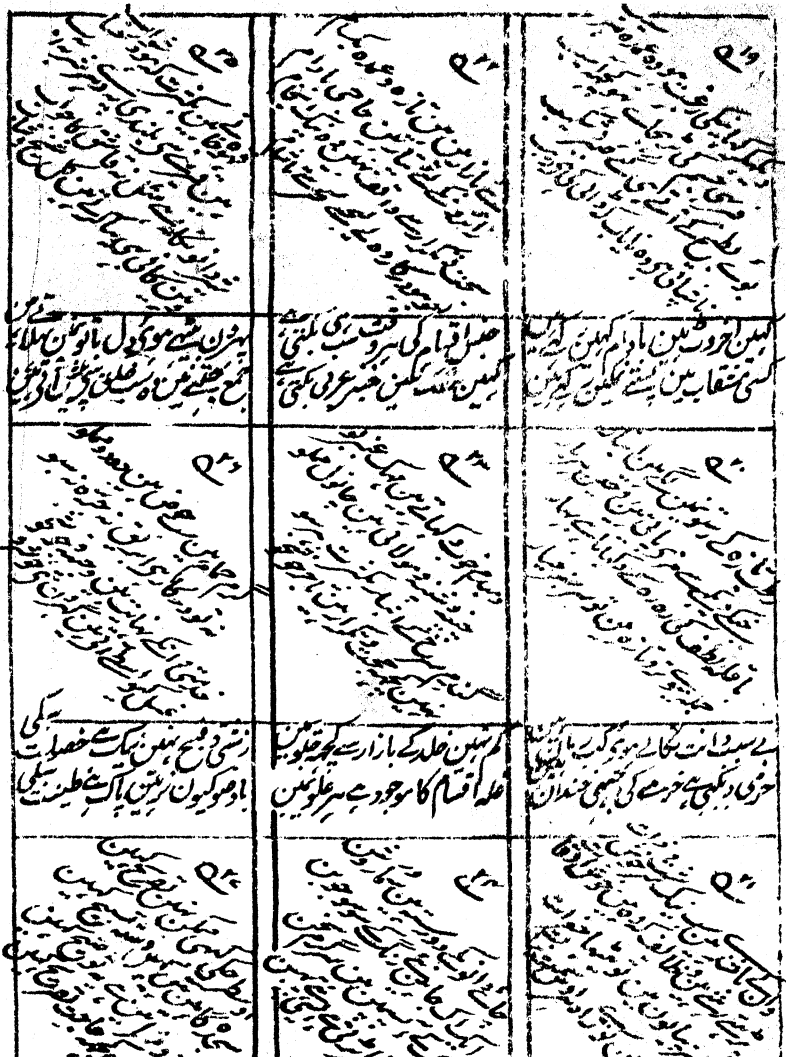

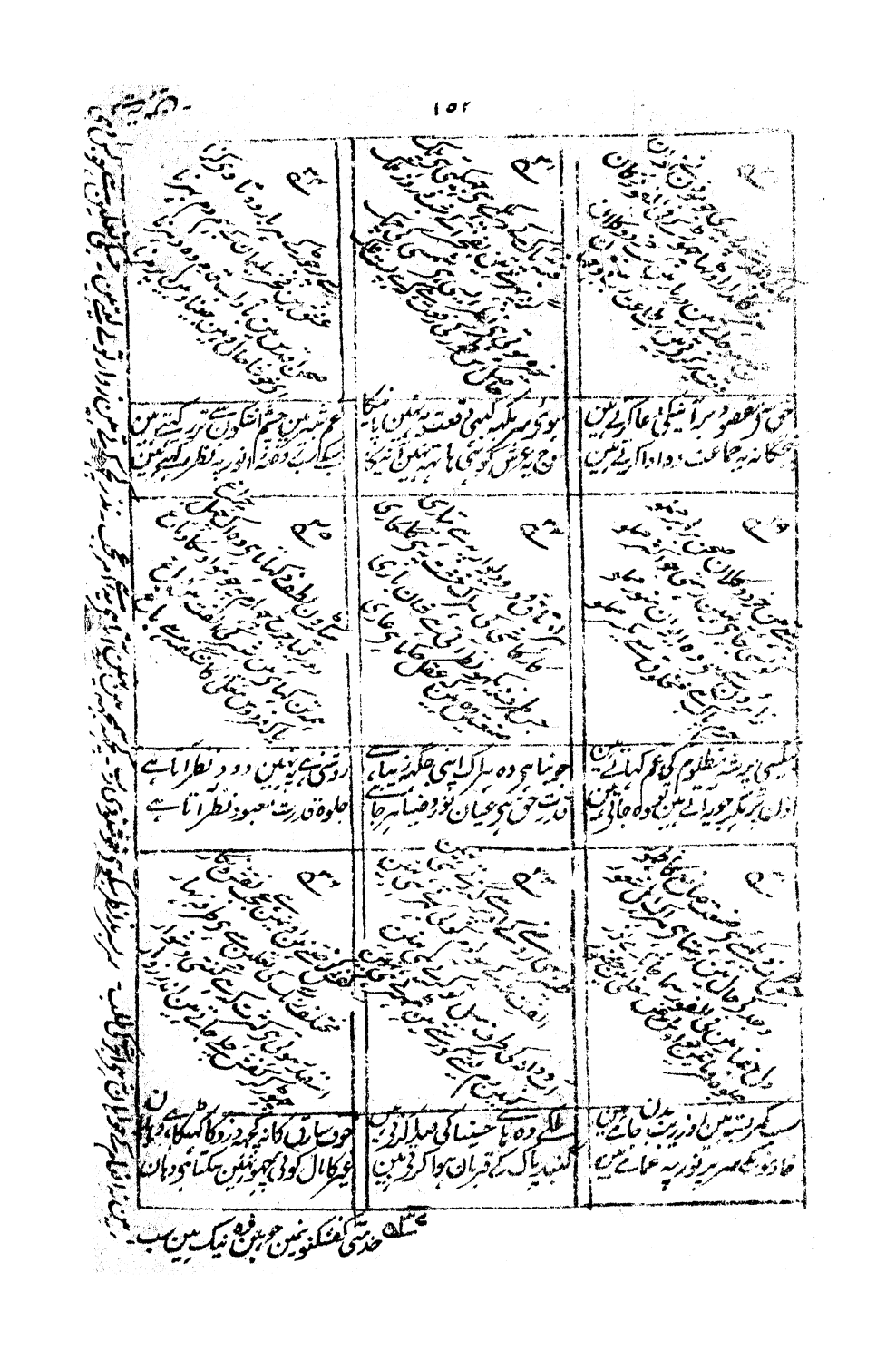

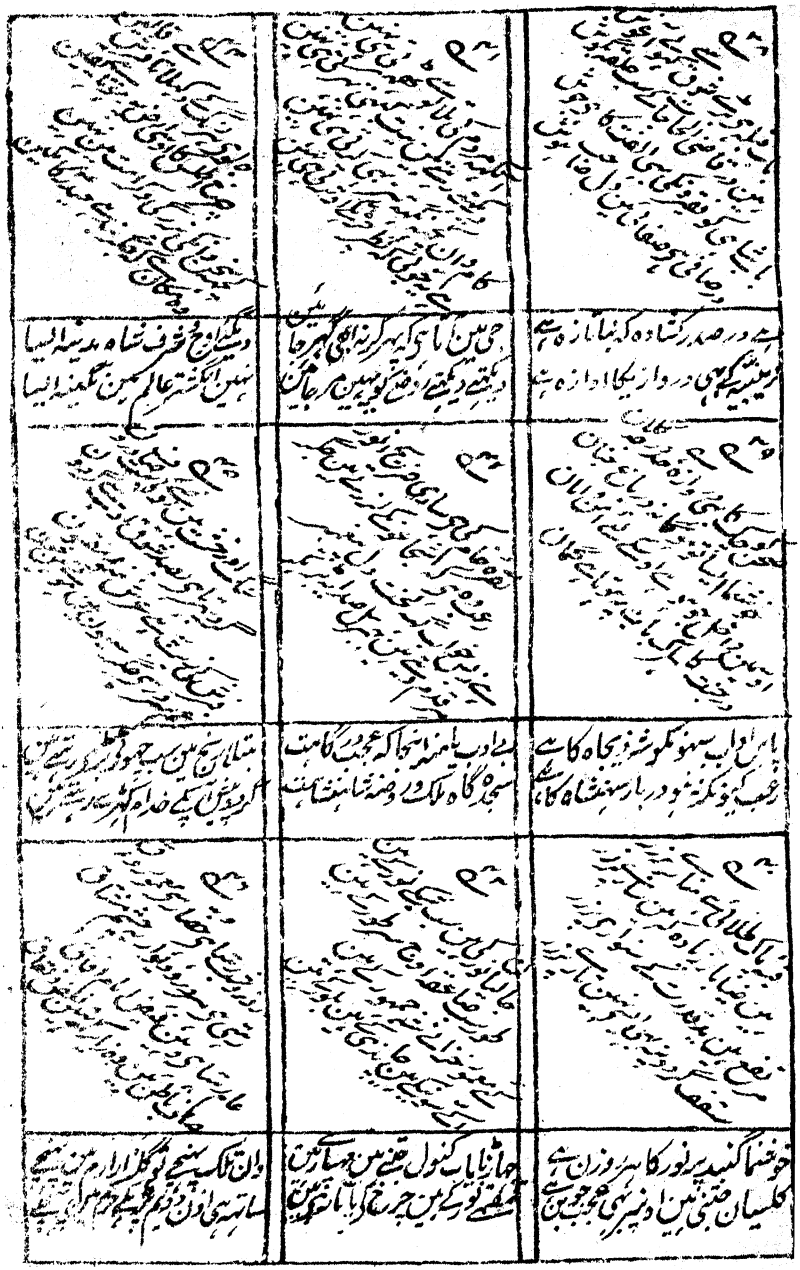

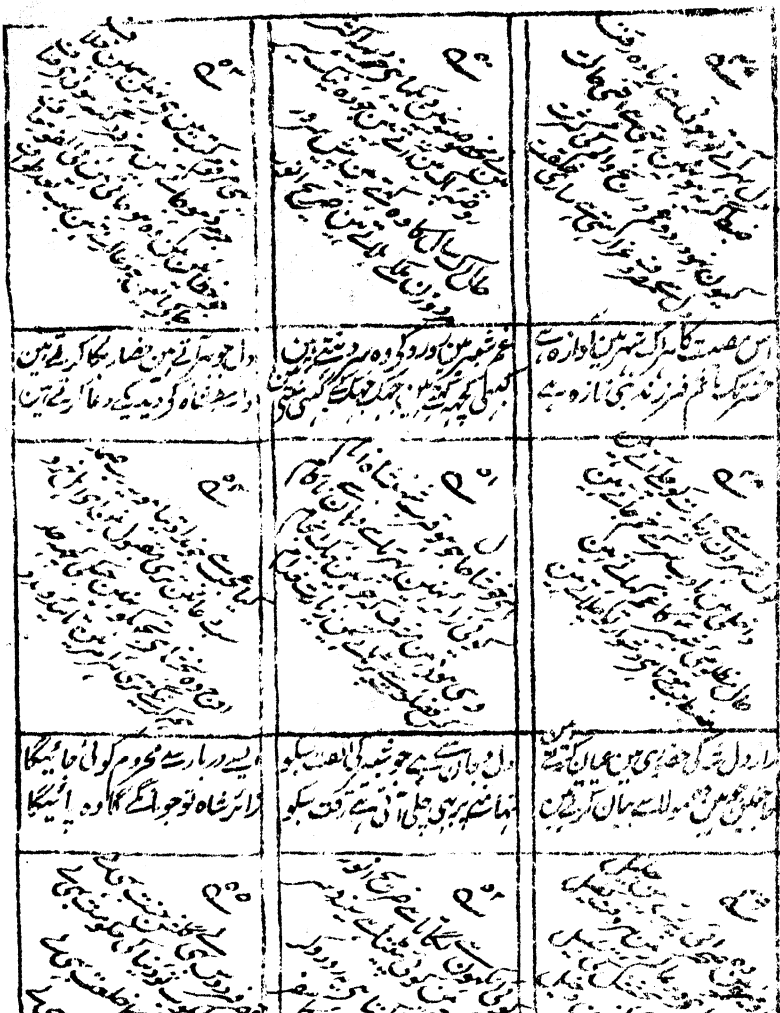

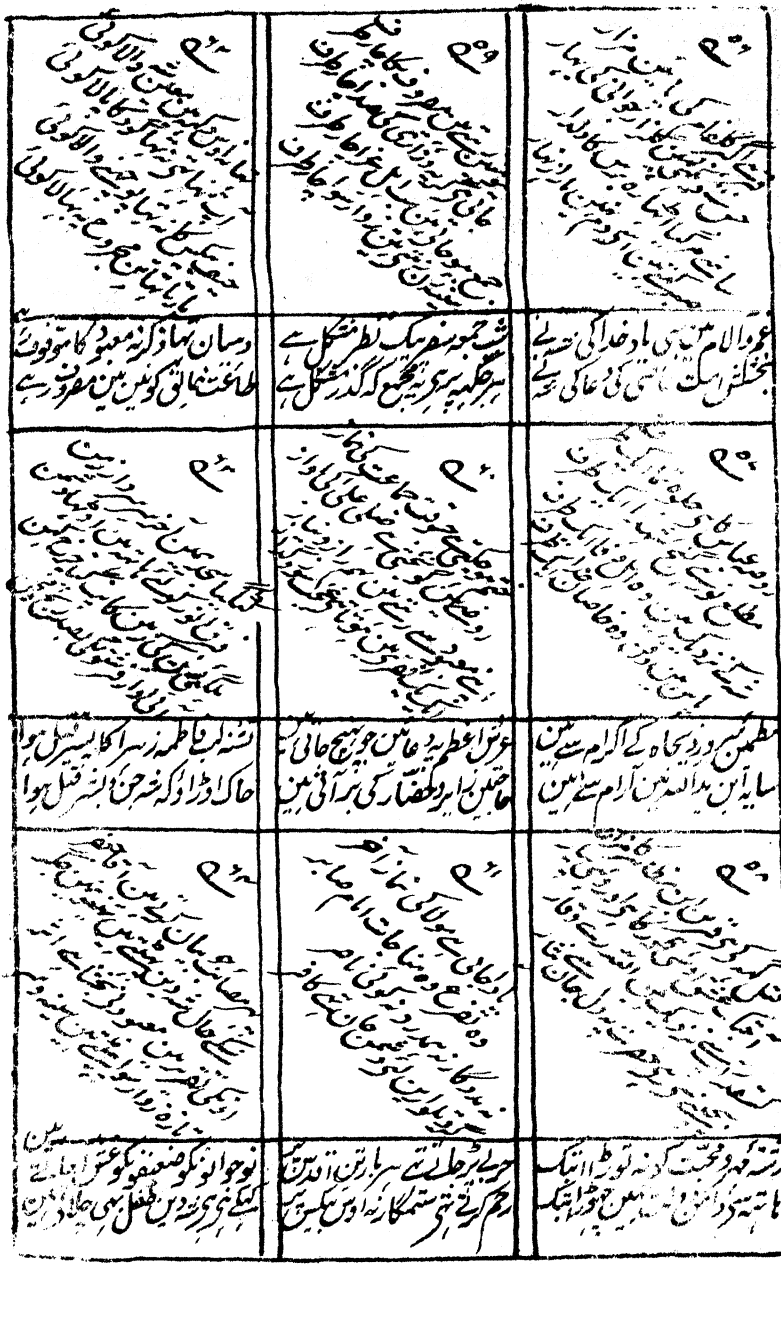

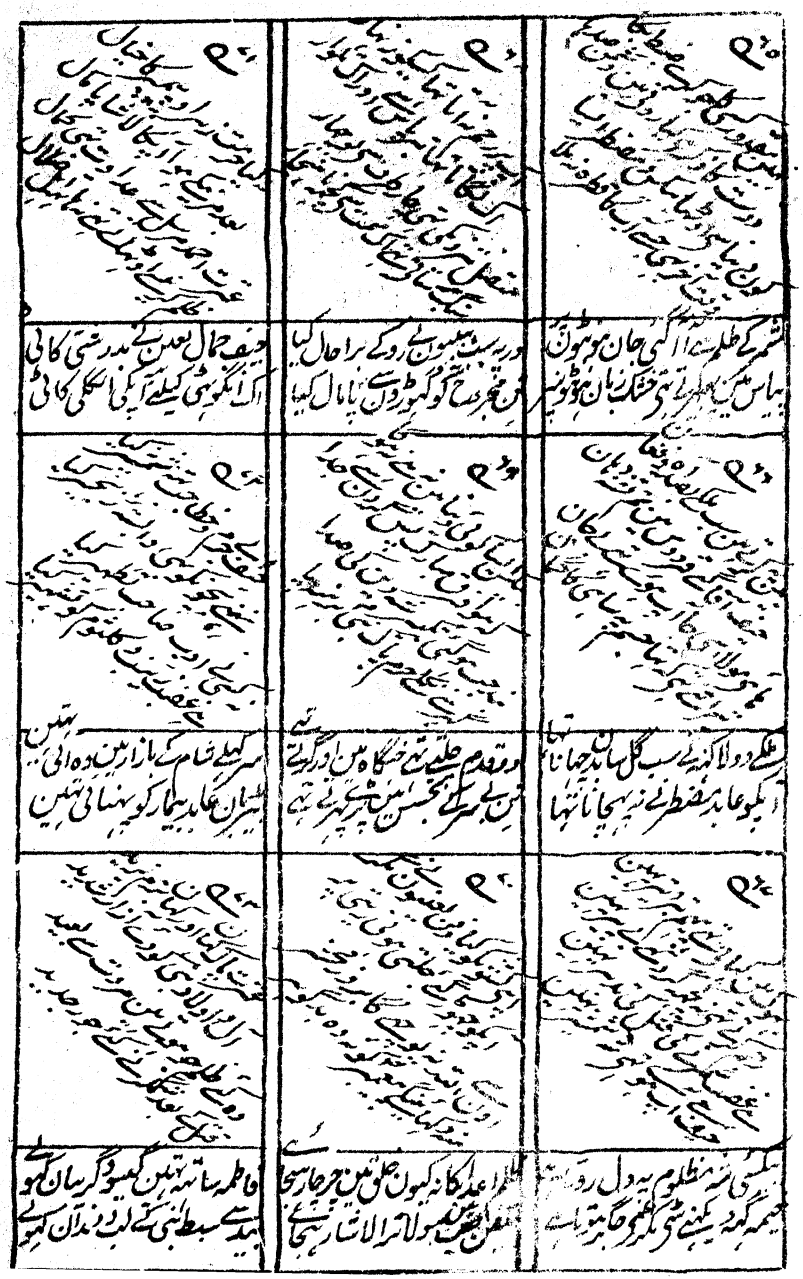

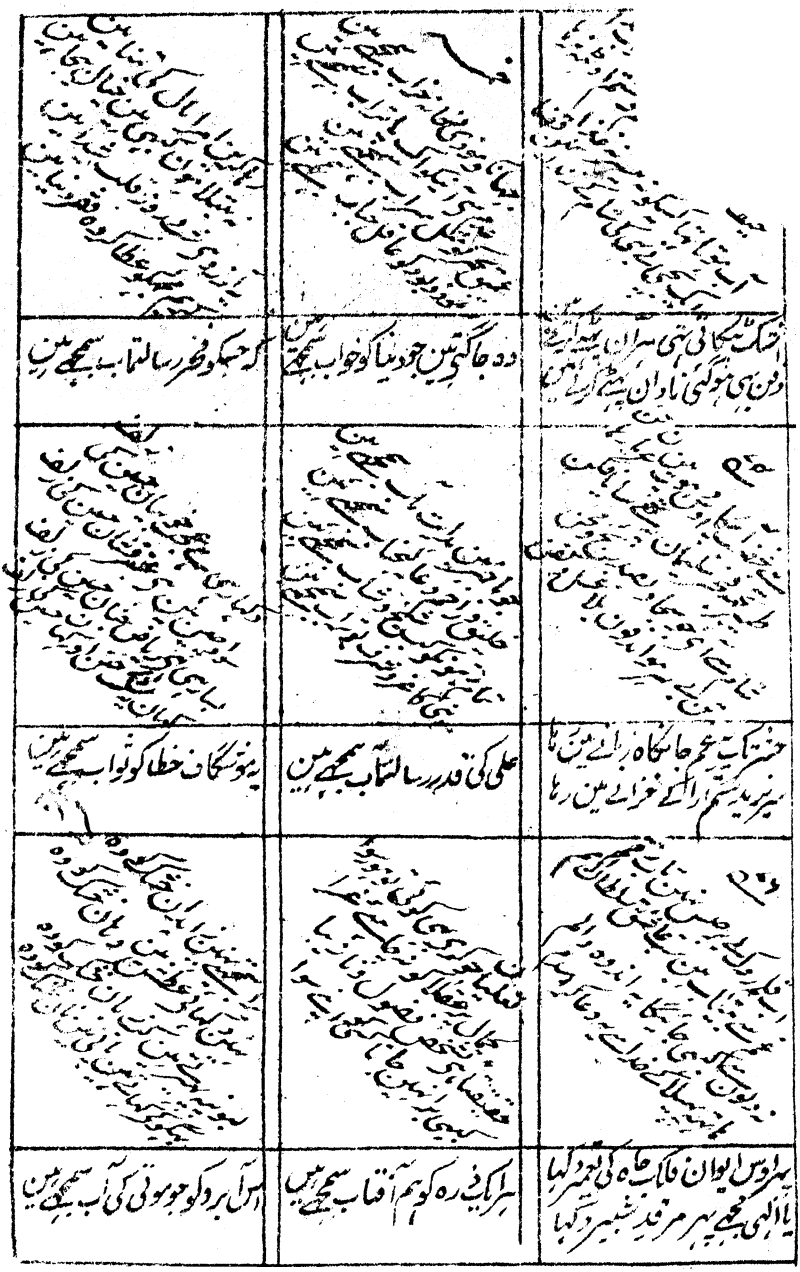

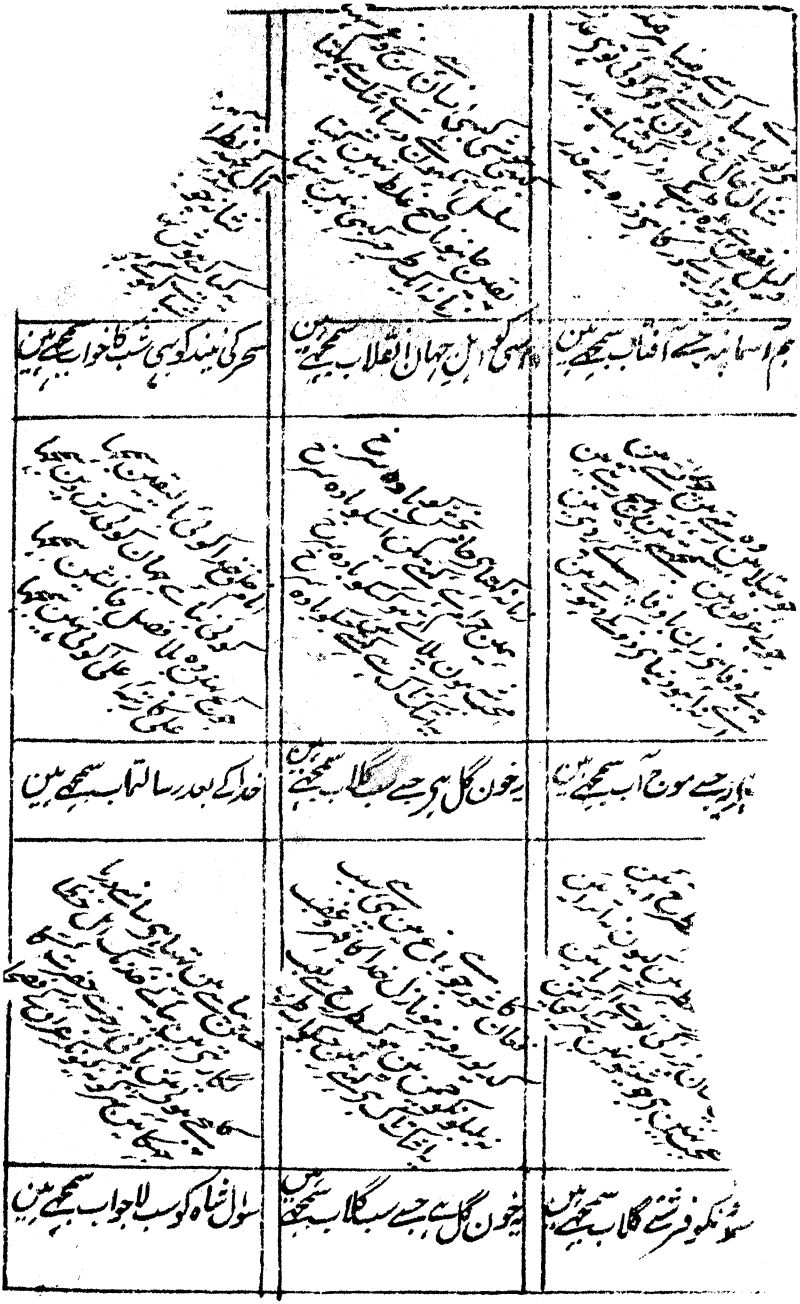

چمک کو خنجر قاتل کی آب سمجھے ہیں

اسی زمین کہ ہم فرش خواب سمجھے ہیں

کہ سہل ہم تہ تیغ آفتاب سمجھے ہیں

زمین گرم کو ہم فرش خواب سمجھے ہیں